تذکرۃ البخاری

www.KitaboSunnat.com

تالیف

مولانا محمد الاعظمی

سابق شیخ الجامعۃ جامعہ عالیہ عربیہ مئو

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ البخاریؒ

تالیف

مولانا محمد الاعظمی حفظہ اللہ
سابق شیخ الجامعہ جامعہ عالیہ عربیہ، مئو

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: تذکرۃ البخاریؒ

مؤلف: مولانا محمد الاعظمی

سن اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۷ء

تعداد اشاعت: ایک ہزار ایک سو

طابع وناشر: مکتبۃ الفہیم مؤناتھ بھنجن

کمپوزنگ: جمال کمپیوٹر، مئو۔ موبائل 9889127019

صفحات: 176

قیمت: -/75 روپے

بالاہتمام

الحاج عبدالقیوم صاحب حفظہ اللہ۔ ممبئی

مکتبۃ الفہیم مؤناتھ بھنجن یوپی

Maktaba Al- Faheem

1st Floor Raihan Market Dhobia Imli Road

Sadar Chowk Mau Nath Bhanjan(U.P)

Ph 0547- 2222013. Mob 9336010224(R) 2520197

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تقدیم	11
۲	عرض مؤلف	29
۳	**باب اول:** امام بخاری، حیات وسیرت	37
۴	نام ونسب وغیرہ	37
۵	اجداد میں اسلام کا آغاز	37
۶	امام بخاری کے والد	38
۷	تاریخ پیدائش وجائے پیدائش	39
۸	تعلیم وتربیت	39
۹	حدیث کا شوق اور سماع کا آغاز	40
۱۰	علوم حدیث کے لئے سفر	41
۱۱	شیوخ اور اساتذہ	42
۱۲	تلامذہ	44
۱۳	**خصائص و شمائل:**	44
۱۳	قوت حافظہ	45
۱۴	معرفت علل حدیث	46
۱۵	نوعمری میں تصنیف، تدریس وافتاء	47

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶	حلیہ	48
۱۷	سخاوت وفیاضی	48
۱۸	رحم دلی اور عفو ودرگذر	49
۱۹	شجاعت وبہادری	50
۲۰	عبادت وریاضت	51
۲۱	نماز میں خشوع کا حال	52
۲۲	زہد وورع	52
۲۳	غیبت سے کلی اجتناب	54
۲۴	ابتلاء وآزمائش	56
۲۵	مرض ووفات	57
۲۶	**باب دوم**: امام بخاری کا تفقہ اور اجتہادات	59
۲۷	شیوخ ومعاصرین کی شہادات	59
۲۸	امام بخاری کا مسلک	63
۲۹	تلخ وشیریں	65
۳۰	تفقہ اور اجتہاد کے شواہد	68
۳۱	ایک واقعہ	69
۳۲	دوسرا واقعہ	70
۳۳	تراجم ابواب	71
۳۴	**باب سوم**: صحیح بخاری اور اس کی خصوصیات	75
۳۴	صحیح بخاری کا نام	75

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵	صحیح بخاری کا موضوع ومقصد	76
۳۶	تالیف کے محرکات	76
۳۷	تالیف میں اہتمام اور مدت تکمیل	78
۳۸	احادیث کی تعداد	84
۳۹	تعداد احادیث میں اختلاف	87
۴۰	کتب اور ابواب کی تعداد	88
۴۱	جامع صحیح میں شیوخ کی تعداد	89
۴۲	ثلاثیات بخاری کی تعداد	89
۴۳	جامع صحیح کو امام بخاری سے پڑھنے والوں کی تعداد	90
۴۴	جامع صحیح کے نسخے	90
۴۵	اعداد وشمار کا خاکہ	91
۴۶	جامع صحیح کا مقام ومرتبہ	92
۴۷	تنبیہ	95
۴۸	شروط بخاری	96
۴۹	پہلی شرط	97
۵۰	دوسری شرط	97
۵۱	طبقات رواۃ	97
۵۲	تیسری شرط	98
۵۳	چوتھی اور پانچویں شرط	98
۵۴	**خصوصیات بخاری**	99

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵	پہلی خصوصیت	99
۵۶	دوسری خصوصیت	100
۵۷	تیسری خصوصیت	100
۵۸	چوتھی خصوصیت	100
۵۹	پانچویں خصوصیت	101
۶۰	چھٹویں خصوصیت	103
۶۱	ساتویں خصوصیت	103
۶۲	ایک سطحی اعتراض	104
۶۳	آٹھویں خصوصیت	105
۶۴	نوویں خصوصیت - تراجم ابواب	105
۶۵	فرق ضالہ کا رد	107
۶۶	اصول حدیث	109
۶۷	فقہ الحدیث	111
۶۸	اخبار آحاد	111
۶۹	تکرار حدیث	113
۷۰	توضیح وتحقیق	114
۷۱	بعینہ مکررات	117
۷۲	ملاحظات	118
۷۳	ایک سوال کا جواب	121
۷۴	تفسیر وتشریح آیات	122

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵	ملاحظہ	124
۷۶	**باب چہارم : تصانیف**	126
۷۶	تصانیف کے نام اور ان کی تعداد	126
۷۷	التاریخ الکبیر	127
۷۸	التاریخ الأوسط	128
۷۹	التاریخ الصغیر	128
۸۰	مطبوعہ تصانیف	129
۸۱	**صحیح بخاری کی شروح**	129
۸۱	شروح کی تعداد	129
۸۲	ممتاز ومتداول شروح	130
۸۳	فتح الباری	130
۸۴	عمدۃ القاری	131
۸۵	ارشاد الساری	133
۸۶	الکواکب الدراری	133
۸۷	شواہد التوضیح	134
۸۸	**ختم صحیح بخاری**	135
۸۸	اس موضوع پر لکھنے کا محرک	135
۸۹	محترم فضا ابن فیضی حفظہ اللہ وعافاہ	135
۹۰	محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری حفظہ اللہ	135
۹۱	امام بخاری اور صحیح بخاری	136

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲	آخری باب اور آخری حدیث	137
۹۳	اعتقادی مسئلہ	138
۹۴	ترجمۃ الباب کی توضیح	138
۹۵	وزن اعمال واقوال	140
۹۶	امت محمدیہ کے ستر ہزار مومن بلاحساب وکتاب جنت میں جائیں گے	140
۹۷	ان مومنوں کے خصوصی اوصاف	141
۹۸	ابوطالب کو سب سے خفیف عذاب ہوگا	142
۹۹	معتزلہ وغیرہ کی عقلی دلیل کی توضیح اور اس کا ابطال	143
۱۰۰	حدیث کلمتان حبیبتان الخ کی شرح	144
۱۰۱	حدیث میں نحوی اور بلاغتی نکات	145
۱۰۲	کلمتان الخ کے فضائل وخصائص	145
۱۰۳	حدیث میں لفظی ومعنوی محاسن بلاغت	145
۱۰۴	سبحان اللہ وبحمدہ کی لفظی ونحوی تحقیق	146
۱۰۵	اللہ تعالیٰ کی صفات جمال وجلال کی توضیح	147
۱۰۶	صحیح بخاری کو کتاب التوحید پر ختم کرنے کی وجہ	148
۱۰۷	صحیح بخاری کی ابتداء اور انتہاء میں ربط	148
۱۰۸	سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم پر کتاب ختم کرنے میں حکمتیں	148
۱۰۹	**باب پنجم: ذیلی مضامین**	149
۱۱۰	**حدیث قدسی۔**	149
۱۱۱	حدیث قدسی کی تعریف اور خصوصیت	149

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۲	قرآن اور حدیث قدسی وغیرہ کے درمیان فرق	149
۱۱۳	حدیث قدسی میں حکمت	151
۱۱۴	ایک اصولی مسئلہ	151
۱۱۵	**القاب محدثین**	153
۱۱۵	امیر المؤمنین فی الحدیث	153
۱۱۶	حجت	153
۱۱۷	حاکم	153
۱۱۸	حافظ	153
۱۱۹	محدث	154
۱۲۰	**کتب حدیث کی انواع واقسام**	155
۱۲۱	جامع	155
۱۲۲	سنن	155
۱۲۳	مسند	155
۱۲۴	معجم	156
۱۲۵	مستخرج	156
۱۲۶	مستدرک	156
۱۲۷	اجزاء	156
۱۲۸	اطراف	157
۱۲۹	علل	157
۱۳۰	**تنقید و تضعیف کا جائزہ**	158

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۱	مولانا عبداللہ معروفی اور احادیث بخاری کی تضعیف	158
۱۳۲	پہلی حدیث	159
۱۳۳	حافظ ابن حجر کے قول کے نقل و معنی میں تقطیع و تدلیس	159
۱۳۴	اصل قول کی تحقیق	160
۱۳۵	صحت حدیث کے دلائل	161
۱۳۶	اصولی فیصلہ	162
۱۳۷	دوسری حدیث	164
۱۳۸	صحت حدیث کے اصولی دلائل	164
۱۳۹	تضعیفی دلیل محض فریب ہے	166
۱۴۰	گستاخانہ عبارت	167
۱۴۱	تیسری حدیث	167
۱۴۲	معروفی کی دیانت وثقاہت کا پول	168
۱۴۳	محمد بن طلحہ کے بارے میں جرح وتعدیل	168
۱۴۴	حافظ ابن حجر کے قول سے استدلال خود معروفی کے خلاف حجت ہے	171
۱۴۵	حدیث مذکور کی متابعت اور شاہد	171

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری
صدر جامعہ سلفیہ بنارس

شانِ بخاری

حدیثوں میں بخاری کی عجب شانِ معظّم ہے
کتابِ حق مقدّم اس سے، یہ سب سے مقدم ہے
نہیں ہے اہلِ سنت سے کبھی طاعن بخاری کا
وہ جاہل ہے عَمی ہے، بلکہ اجہل اور اظلم ہے

(محمد یوسف شمس)

تحقیق روایت ہو کہ توثیق درایت
برتر ہے بہت شانِ معلّائے بخاری
ملحد ہے جسے عشق نہیں قولِ نبیؐ سے
ایماں کی علامت ہے تولّائے بخاری

(اقبال احمد بڈھڑپوری)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وتوقیر اور اسوۂ حسنہ کا اتباع ایسا موضوع نہیں جس پر کچھ کہنے کی ضرورت ہو، کتاب وسنت کا پورا ذخیرہ اور موضوع سے متعلق علمائے اسلام کی تحریریں کافی سے زیادہ ہیں۔ سورہ الاعراف کی آیت (۱۵۷) اور سورہ الفتح کی آیت ۸، و۹ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وتوقیر کا صریح حکم موجود ہے، اسی طرح صحیح حدیث میں یہ پاکیزہ دعاء وارد ہے کہ: نضر اللہ امرء اسمع مقالتی. الحدیث.

حدیث شریف کو یاد کرنے پھر اسے دوسروں تک پہنچانے والے کو بارگاہ رسالت سے تروتازہ اور خوش وخرم رہنے کی جو دعاء دی گئی ہے اس کے مستحق یقیناً وہی لوگ ہوں گے جنھیں حدیث سے محبت ہے، اور جو اس پر بیجا اعتراض سے اپنے دامن کو داغدار نہیں بناتے۔

محدثین کرام نے خدمتِ حدیث کا جو گراں قدر کارنامہ انجام دیا ہے، اور ان کی جانفشانی سے جس طرح دینِ اسلام کا تحفظ ہوا ہے اس کی اصل قدر اور ان کا حقیقی اجر اللہ رب العزت کے یہاں ملے گا، دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے خادمانِ علومِ نبوت کو قلبی سکون وراحت اور سماجی عزت وتمکنت سے نوازا ہے اس کا حال ان کے سوانح حیات سے معلوم ہوسکتا ہے، غیرت واستغناء اور توکل وعزیمت اس طبقہ کا ایسا جوہر ہے جس پر ہمیشہ انسانیت فخر کرے گی۔

محدثین خدمتِ حدیث کے سلسلہ میں اخلاص وللّٰہیت سے کس طرح مزین تھے اور انھیں اپنے طور پر کس قدر استغناء تھا اس کی ایک مثال ڈاکٹر خلیل نے ذکر کی ہے، کہتے ہیں کہ: امام مالک بن انس اپنی کتاب موطأ لکھ رہے تھے تو کسی نے کہا کہ آپ اسے کیوں لکھ رہے ہیں، فلاں شخص نے اس سے دس گنا بڑی موطا تیار کی ہے؟

امام مالک کا جواب تھا کہ: ما کان للہ سیبقی، یعنی جو اللہ کے لئے لکھی جائے گی وہی باقی رہے گی۔ اور یہی ہوا، موطأ نام کی دوسری کتابیں لوگوں میں قبولیت نہ حاصل کرسکیں جبکہ امام مالک کی موطأ مشرق ومغرب میں پھیلی، سیکڑوں علماء وحفاظ نے براہ راست امام مالک سے اس کا درس لیا، اور کتب حدیث کے بیچ اسے شہرت ملی۔ (مکانۃ الصحیحین، ص ۷۵)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکارِ حدیث یا تشکیک فی الحدیث جدید دور کی پیداوار نہیں، یہ سلسلہ روافض و خوارج وغیرہ سے شروع ہوا، اور معتزلہ نے اسے ایک تحریک کی شکل دے دی۔

کچھ لوگوں کی نفسیات عجیب ہوتی ہیں، انھیں بڑی شخصیات اور بڑے کاموں پر اعتراض میں دلچسپی ہوتی ہے، اس کے پیچھے شاید "خالِفْ تُعرف" والا جذبہ کام کرتا ہے۔

عباسی عہد سے آج تک مختلف عصور میں حدیث رسول صلی اللہ کے خلاف ذہن رکھنے والے اشخاص وتنظیمات کو سابقہ گمراہ فرقوں کے افکار ونظریات سے سہارا ملا، اور ان میں پیوندکاری کر کے انھوں نے کچھ جدید مزعومے بھی تیار کیے۔

مستشرقین نے روافض وخوارج وغیرہ فرقوں کے تیار کیے ہوئے مواد میں اضافہ کر کے حدیث شریف کے خلاف ایک پورا "مغربی محاذ" قائم کر دیا جس کی زہر افشانی کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

انکار وتشکیک فی السنۃ کی تاریخ پر مقالات وتصانیف کی تعداد زیادہ ہے، ان سے اس مرض کے آغاز، اس کے مقاصد اور مختلف نوعیت کے اثرات وعواقب کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔

صحیحین کے معترضین میں دو طرح کے لوگ ملتے ہیں: ایک وہ حفاظِ حدیث جو شیخین کے بعد آئے، اور انھیں اپنے علم کے مطابق صحیحین میں شروطِ صحیحین کی خلاف ورزی نظر آئی، اور انھوں نے اپنا اعتراض پیش کیا۔ اس نوعیت کے اعتراض کا جواب ان کے بعد کے حفاظ ہی نے دیا، اور واضح کیا کہ بعض محدثین کے جن قواعد پر اس نوعیت کے اعتراض کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ قواعد خود ضعیف اور جمہور اہل حدیث وفقہ واصول کے متفقہ قواعد کے خلاف ہیں، پھر یہ کہ اکثر اعتراضات راویوں سے متعلق ہیں، متنِ حدیث سے نہیں سوائے ایک حدیث کے۔

معترضین کی دوسری قسم بعض نو پیدا شدہ معاصر لوگ ہیں، ان کا مقصد شہرت ہے، علم کے لئے یہ عار ہیں، ان کے پیش نظر اپنے مغربی آقاؤں کی پیروی ہے، ان میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض تو جاہل ہیں، دوسروں سے سن کر بولتے ہیں، بعض کے اندر الحاد وانحراف ہے پھر بھی ''شیخ الاسلام'' بنے ہیں، ان کا تعلق ''تجدیدی لابی'' سے ہے، اس نوعیت کے تمام لوگ دوسروں کے مقاصد کی تکمیل میں سرگرم ہیں، سنت کو منہدم کر کے یہ تشریع کا ایک ماخذ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے علمی افلاس کا یہ حال ہے کہ امت اور علمائے امت کے برخلاف انھیں صحیحین میں ضعیف وموضوع روایات نظر آتی ہیں۔ (مکانة الصحیحین۔ ص ۳۰۱)

ان معترضین میں دوسری قسم کے یہاں اعتراضات کا طبعزاد اور اپنے ذہن کی پیداوار ہونا ضروری نہیں، شہرت کے لئے یہ دوسروں کے اعتراضات کو اپنی زبان یا قلم سے پیش کر کے نامور بننا چاہتے ہیں۔

اعتراضات کی یہ دنیا بھی خوب ہوتی ہے، معترض اپنے زعم میں اعتراض کرتا ہے، اور اسے یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اعتراض کی معقولیت کو سمجھے، ڈاکٹر خلیل لکھتے ہیں کہ:

آج کے دور میں ناواقف لوگ نامور ائمۂ حدیث کو اعتراضات کا نشانہ بناتے ہیں، ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ امام بخاری ومسلم پر اعتراض کے معنیٰ یہ ہیں کہ آدمی امت کے اجماع پر شکوک ظاہر کر رہا ہے، موصوف نے اس مقام پر شیخ احمد شاکر کا قول نقل کیا ہے کہ:

''الحق الذي لامرية فيه عند أهل العلم بالحديث من المحققين، وممن اهتدى بهديهم وتبعهم على بصيرة من الأمر، أن أحاديث الصحيحين صحيحة كلها، ليس في واحد منها مطعن أو ضعف، وانما انتقد الدار قطني وغيره من الحفاظ بعض الأحاديث على معنى أن ما انتقدوه لم يبلغ في الصحة الدرجة العليا التى التزمها كل واحد منهما في كتابه، وأما صحة الحديث في نفسه، فلم يخالف أحد فيها، فلا يهولنك ارجاف المرجفين، وزعم الزاعمين، أن في الصحيحين أحاديث غير صحيحة.'' (الباعث الحثيث، ص ۵۳.)

یعنی جو لوگ حدیث کا تحقیقی علم رکھتے ہیں، اور جو بصیرت کے ساتھ ان کی رہنمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں چلتے ہیں، ان سب کی نظر میں یہ بات بے غبار ہے کہ صحیحین کی تمام حدیثیں صحیح ہیں، ان میں سے کسی ایک حدیث میں طعن کی گنجائش ہے، نہ ضعف کے حکم کا سوال، رہا امام دار قطنی اور بعض دوسرے حفاظ کا بعض احادیث پر تنقید کرنا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جن حدیثوں پر انھوں نے تنقید کی ہے وہ صحت کے اس اعلیٰ درجہ کو نہیں پہنچتی ہیں جن کا شیخین میں سے ہر ایک نے اپنی کتاب میں التزام کیا ہے، لیکن جہاں تک حدیث کی صحت کا تعلق ہے تو اس میں کسی کی مخالفت نہیں، اس لئے سخن سازوں اور اٹکل پرستوں کی بات سے تمہیں اس شبہ میں نہ پڑنا چاہئے کہ صحیحین میں غیر صحیح حدیثیں بھی ہیں۔

حجۃ الاسلام، عمدۃ المحدثین، محیی السنۃ ابن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ھ) رحمہ اللہ نے ''ھدي الساري'' کے آغاز ہی میں چند ایسے جملے رقم فرمائے ہیں جن کو پیش نظر رکھا جائے تو علمِ حدیث کی اہمیت وافادیت اور اس موضوع کی سب سے اعلیٰ اور قابلِ فخر انسانی کوشش (الجامع الصحیح) کی عظمت وانفرادیت کا صحیح ادراک ہو سکے گا۔

موصوف فرماتے ہیں:

"فإن أولى ما صرفت فيه نفائس الأيام، وأعلى ماخص بمزيد الاهتمام: الاشتغال بالعلوم الشرعية المتلقاة عن خير البرية، ولا يرتاب عاقل في أن مدارها على كتاب الله المقتفى، وسنة نبيه المصطفى، وأن باقي العلوم إما آلات لفهمهما، وهي الضالة المطلوبة، أو أجنبية عنهما، وهي الضارة المغلوبة." (ص ۳)

اس عبارت سے مصنف علومِ شرعیہ کی اہمیت کو واضح کرنا چاہتے ہیں، اور فرماتے ہیں، انسان کو اپنا قیمتی وقت اور پوری توجہ ان ہی علوم کے لئے وقف کر دینا چاہئے، پھر کہتے ہیں کہ علوم شرعیہ کا مدار کتاب وسنت ہی پر ہے، اگر باقی علوم کتاب وسنت کے فہم کے لئے معاون ہوں تو ان کو بھی حاصل کیا جائے گا، اور اگر ان سے بے تعلق ہوں تو پھر بے فائدہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الجامع الصحیح''، علم حدیث اور اس سے متعلقہ متعدد علوم کا گنج گرانمایہ ہے، اس سے موتیوں کو چننا اور آئندہ نسلوں تک پہنچانا بحرِ حدیث کے شناوروں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، میرا احساس ہے کہ اس پہلو پر مزید کام کی ضرورت ہے، مجھے اس بات کی بیحد خوشی ہے کہ استادِ محترم نے اپنی کتاب کے لئے جن عناوین ونقاط کا انتخاب کیا ہے ان میں اس بات کو ملحوظ رکھا ہے کہ ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کے لقب سے جس کے وقار ومعنویت کی انتہا نہیں، سرفراز اس کتاب کے فنی محاسن، علمی نکات اور دینی اہمیت وافادیت کو مثبت طور پر اجاگر کیا جائے، اس کے بعد دفاعی پہلو پر توجہ مبذول کی جائے، اسی لئے موصوف محترم نے شروع کے چار ابواب کو: حیات، تفقہ واجتہاد، صحیح بخاری کی خصوصیات اور تصانیف پر گفتگو کے لئے مخصوص کیا ہے، اور پانچویں باب کے صرف ایک حصہ میں دفاعی گفتگو کی ہے، اس مبحث کی ضرورت کا صحیح ادراک کرنے کے لئے ہمیں اسلامی تاریخ کے اس دور پر نظر ڈالنا ہوگا جو امام بخاری کی کتاب لاجواب سے پہلے کا ہے، پھر اس کے بعد سے آج تک کی طویل مدت کو اس حیثیت سے نظر میں رکھنا ہوگا کہ کس عہد میں کس آدمی نے امام بخاری اور ان کی صحیح کے خلاف کس طرح کے اعتراضات پیش کئے ہیں، اس فہرست میں آپ کو بہت بھاری بھرکم شخصیتیں نظر آئیں گی، استادِ محترم کے مخاطب تو ابھی نئے نئے اس میدان میں اترے ہیں، اور شاید کسی تلقین کے نتیجہ میں انھوں نے یہ قدم اٹھایا ہے۔

معروف شامی عالم ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی مسلکاً حنفی تھی، لیکن ان کی ملی غیرت زیادہ تھی، علم کی گہرائی اور عالمی حالات پر نظر کی وجہ سے موصوف تعصب کی ڈور میں اس طرح نہیں الجھتے تھے کہ مسلماتِ اسلام پر کوئی حرف آئے! موصوف نے ''السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی'' میں دقتِ نظر کے ساتھ اعتراض وتشکیک کے ان حملوں کا جائزہ لیا ہے جو مختلف اوقات میں مختلف مقاصد کے لئے سنت پر کئے گئے ہیں، اور جنھیں آج بھی بعض شپرہ چشم دہراتے ہیں، ڈاکٹر سباعی کی یہ کوشش قابل تعریف اور بیحد مفید ہے، بالخصوص اس کا مقدمۃ الطبع انوکھا ہے، اس میں مصنف نے مستشرقین کے ساتھ اپنی ملاقاتوں کا نچوڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کیا ہے، کتاب کا دوسرا باب مختلف ادوار میں سنت کے خلاف پیش آنے والے شبہات کی تفصیل پیش کرتا ہے، میں یہ سطور سباعی صاحب کی کتاب کے تعارف کے لئے نہیں لکھ رہا ہوں، لیکن مذکورہ اشارہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ موصوف نے اگر چہ فقہی مسالک کے متبعین کی طرف سے حدیث کی تاویل یا انکار پر گفتگو کے لئے کوئی علیحدہ عنوان مقرر نہیں کیا ہے، لیکن حنفیہ کی طرف سے توجیہ ودفاع کا فرض ضرور انجام دیا ہے۔

جرح وتعدیل میں اختلاف کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر سباعی نے فقہاء کے رجحانات میں اختلاف کی جانب اشارہ کیا ہے، پھر اہل الحدیث اور اہل الرائے کے مابین نزاع کا ذکر کیا ہے، یہاں تک وہ غیر جانبدار نظر آتے ہیں، لیکن آگے لکھا ہے کہ: بعض اہل الحدیث اہل الرئے کے بعض ائمہ کو صرف اس لئے ضعفاء میں شمار کرتے ہیں کہ ان کا اجتہادی رجحان اہل الحدیث کے رجحان سے متفق نظر نہیں آتا، پھر تاریخ بغداد میں ابوحنیفہ کے ترجمہ کی بات لکھی ہے، خطیب کا یہ موقف سب کو معلوم ہے، لیکن سباعی صاحب کے اس جملہ پر غور فرمائیے۔

"وقد أدى تعصب العامة من أهل الحديث الى أن يتهموا أبا حنيفة بما يقطع التاريخ بكذبه. (السباعي، ص ۱۰۸)

اس نوعیت کے جھکاؤ کے باوجود سباعی صاحب نے حدیث یا محدثین کی عظمت و تقدس کا پورا خیال رکھا ہے، اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ فقہی مسلک کے دباؤ میں بعض علماء اپنی حیثیت کا خیال کئے بغیر فن حدیث یا امام بخاری کو اپنے مطاعن کا نشانہ بناتے ہیں، ہم امام بخاری کی عصمت کے قائل نہیں، لیکن اس بات کے بھی سخت مخالف ہیں کہ عصبیت کے دباؤ میں حدیث، امام بخاری یا ان کی کتاب پر سطحی قسم کے اعتراضات کئے جائیں، اور جن علماء سے ہمیں عقیدت ہے ان کی (بزعم خویش) تجہید کی جائے! یہ منفی رجحان ہے جو بڑی بڑی شخصیتوں کو پسِ پردہ لیجا چکا ہے جبکہ امیر المؤمنین فی الحدیث اور ان کی الجامع الصحیح کی عظمت ومقبولیت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے: ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طوالت کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو میں اس مقام پر برِ صغیر میں جماعت اہلحدیث کی اُن خدمات کی جانب ضرور اشارہ کرتا جن کا مقصود علمِ حدیث اور بالخصوص امام بخاری اوران کی صحیح کا دفاع ہے، اور الحمدللہ اس باب میں جامعہ سلفیہ بنارس کے بعض افاضل کی خدمات بھی نمایاں ہیں۔

تنگ دامانی کے احساس کے باوجود عالمِ عرب سے شائع ہونے والی ایک کتاب کا ذکر ضرور کروں گا جس کا براہ راست تعلق صحیحین سے ہے، اور مصنف نے فقہی مسلک سے ارتباط کے باوجود ہر پہلو پر غیر جانبداری کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔

کتاب کا نام "مکانة الصحیحین" ہے، اور اس کے مصنف ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر ہیں، کتاب کی پہلی اشاعت قاہرہ سے ۱۴۰۲ھ میں منظر عام پر آئی ہے، اور بڑے سائز پر صفحات کی تعداد (۵۴۴) ہے۔

ڈاکٹر خلیل سے میری ذاتی واقفیت نہیں، البتہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں جب وہ استاد تھے تو انھیں ایک مرتبہ دیکھا ضرور ہے، جس موضوع پر اس وقت بحث چل رہی ہے اس سے مکانة الصحیحین کا براہ راست تعلق ہے، اسی لئے اس کا ذکر مناسب ہے۔

مکانة الصحیحین دو ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب صحیحین کے تعارف اوران کی ثناوستائش کا ہے، اور دوسرا باب ان پر اعتراضات کی تشریح اوران کے جواب کا۔

پہلے باب میں مصنف نے صحیحین کی مشترکہ طور پر ۱۴ خصوصیات ذکر کی ہیں، پھر ہر ایک کی آٹھ آٹھ خصوصیات علیحدہ بیان کی ہیں، ان پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فنی اعتبار سے ان دو کتابوں کا کیا مقام ہے، اور کیوں امت نے ان دو کتابوں کو قبولیت سے نوازا ہے! یہاں اس بات کے ذکر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ صحیح بخاری جیسی عظیم کتاب جس کی شایانِ شان شرح کو ابن خلدون امت کے سر کا قرض بتاتے تھے، ہمارے درمیان موجود ہے، اور ابن خلدون کے بعد سے اس علم کی بہت سی وسعتیں سامنے آئی ہیں، ہمیں امت کی طرف سے تلقی بالقبول، کی بات بھی معلوم ہے، پھر بھی کسی دباؤ سے مجبور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوکر ہم بخاری وصحیح بخاری کو لایعنی اعتراضات کا ہدف بناتے ہیں! امام بخاری نے اپنی صحیح کی تصنیف میں علمی اصول اور فنی نکات کی رعایت کے ساتھ ساتھ ورع وتقویٰ کا جو دقیق التزام فرمایا ہے اس کو ملحوظ رکھنے کے بعد ان پر اعتراض کرنے والوں کو بہت زیادہ سوچنا چاہئے کہ ان کے اقدام کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے بعد علمی دنیا میں کیا وقعت ہوگی۔ امام علیہ الرحمۃ عمل صالح کا پیکر تھے، عبادت وریاضت، زہد وورع اور منہیات سے اجتناب وغیرہ میں ان کی مثال نہیں، سولہ سال کی مدت میں الجامع الصحیح کی تصنیف کی اور ہر حدیث کے اندراج سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی۔ کتب تراجم میں امام بخاری کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ: الجامع الصحیح کو میں نے تقریباً چھ لاکھ حدیثوں سے منتخب کیا ہے، اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت ٹھہرایا ہے! ورع واخلاص کے اس اعلیٰ معیار کے ساتھ خدمت حدیث کا جو کام انجام دیا گیا ہے اس کی پاکیزگی کو ملحوظ رکھے بغیر قلم اٹھالینا کسی کو بھی زیب نہیں دیتا۔

اس موقع پر خدمتِ حدیث سے متعلق عرب دنیا کے دوسرے کاموں پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے، سعودی عرب، مصر اور مراکش وغیرہ ممالک کے تعلیمی اداروں میں مختلف نوعیت کے وقیع کام ہوئے ہیں، وہاں علمِ حدیث سے متعلق بحث وتحقیق کے علاوہ حدیث کے مخطوطات کی بڑی تعداد کو تصحیح وتعلیق کے بعد شائع کیا گیا ہے، اور اس طرح ایک عمدہ ذخیرہ تیار ہوگیا ہے۔ عرب دنیا میں ایک مخصوص طبقہ کو چھوڑ کر اکثریت ایسے علماء ومحققین کی نظر آتی ہے جو تعصب سے اوپر اٹھ کر علمی روح کے ساتھ حدیث کی خدمت کرتے ہیں، اس مسئلہ میں انھوں نے انفرادی اور حکومتی سطح پر خطیر رقم صرف کی ہے، اور دور دراز علاقوں کا سفر کر کے مخطوطات جمع کئے ہیں، پھر ان کی اشاعت کا انتظام کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

تابعین کے عہد سے تدوین حدیث کا کام شروع ہوا، ڈاکٹر سباعی نے اس کی مختصر تفصیل ذکر کی ہے، تیسری صدی کو انھوں نے سنت کا سب سے تابناک اور بابرکت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور تسلیم کیا ہے، اسی صدی میں امام بخاری نے اپنی بے مثال تصنیف دنیا کے سامنے پیش کی۔ ڈاکٹر سباعی ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهذا هو ماحدا بامام المحدثين و درة السنة في عصره محمد بن اسماعيل البخاري (ت ٢٥٦هـ) أن ينحو في التأليف منحى جديدا بأن يقتصر على الحديث الصحيح فقط دون ماعداه الخ. (ص ١٠٣)

یعنی امام بخاری کے عہد تک علم حدیث میں جو تصانیف تیار ہوئی تھیں ان میں صرف صحیح احادیث پر اقتصار ملحوظ نہ تھا، اس لئے امام بخاری نے جنھیں (امام المحدثین اور دُرّۃ السنۃ) کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے ایک نئے انداز وطرز پر اپنی کتاب لکھی اور اس میں صرف صحیح حدیثوں پر اقتصار کیا۔

جرح وتعدیل کے علم کی تدریجی ترقی پر نظر ڈالیں گے تو اندازہ ہوگا کہ کم سن صحابہ کے عہد ہی سے راویوں کی توثیق وتضعیف پر بحث شروع ہوگئی تھی، دوسری صدی میں جرح وتعدیل کے مشہور علماء میں: معمر (ت ۱۵۳ھ)، ہشام الدستوائی (ت ۱۵۴ھ)، اوزاعی (ت ۱۵۶ھ) اور لیث بن سعد (ت ۱۷۵ھ) کے نام آتے ہیں، اس کے بعد دیگر طبقات کے علماء کے نام ہیں۔

تیسری صدی میں جرح وتعدیل کے موضوع پر کتابوں کی تصنیف کا کام شروع ہوا، اولین مصنفین میں یحییٰ بن معین (ت ۲۳۳ھ)، احمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)، محمد بن سعد (ت ۲۳۰ھ)، علی بن المدینی (ت ۲۳۴ھ) کے نام آتے ہیں، پھر امام بخاری، مسلم، ابوزرعہ رازی، ابوحاتم رازی اور ابوداؤد سجستانی کے نام ہیں، یہ سلسلہ نویں صدی ہجری کے اخیر تک چلتا رہا، ایک طبقہ کے بعد دوسرے طبقہ نے مسلسل رجال حدیث پر کام جاری رکھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کتب حدیث میں وارد ہر نام کا ان کی کتابوں میں ذکر موجود ہے۔

جرح وتعدیل کی جن کتابوں کا تذکرہ گزرا ان کے سلسلہ میں اس بات کو ملحوظ رکھنا مناسب ہوگا کہ ان میں سے بعض کتابیں صرف ثقات سے اور بعض صرف ضعفاء سے بحث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہیں، اور بعض میں دونوں طرح کے راویوں کا ذکر ہے، امام بخاری کی التاریخ الکبیر (بترتیب حروف تہجی)، التاریخ الاوسط اور التاریخ الصغیر (بترتیب سن)، ابن حبان کی الجرح والتعدیل، ابن ابی حاتم رازی کی الجرح والتعدیل، ابن سعد کی الطبقات الکبری کو زیادہ شہرت حاصل ہے، اور اس سلسلہ کی سب سے اہم اور عمدہ کتاب حافظ ابن کثیر کی التکمیل فی معرفة الثقات والضعفاء والمجاهیل ہے، اس میں مصنف نے مزی کی تہذیب اور ذہبی کی میزان کو جمع کر دیا ہے، اور اپنی طرف سے مفید اضافے بھی کئے ہیں۔ (السباعی، ص ۱۰۷)

علامہ ابن حجر نے ھدی الساری کی نویں فصل میں جو بخاری کے متکلم فیہ رواۃ اور اس سلسلہ کی توجیہ سے متعلق ہے، ایک مختصر تمہید ذکر کی ہے جس سے ان رواۃ پر اعتراض بے وزن ہو جاتا ہے، آغاز کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

"وقبل الخوض فيه ينبغي لكل منصف أن يعلم أن تخريج صاحب الصحيح لأي راو كان، مقتضٍ لعدالة عنده وصحة ضبطه وعدم غفلته، ولا سيما ما انضاف الى ذلك من اطباق جمهور الأئمة على تسمية الكتابين بالصحيحين، وهذا معنى لم يحصل لغير من خرج عنه في الصحيح، فهو بمثابة اطباق الجمهور على تعديل من ذكر فيهما، هذا اذا خرج له في الأصول. الخ."

یعنی رواۃ پر بحث سے پہلے ہر منصف کو جاننا چاہئے کہ صاحب صحیح کا کسی راوی کی روایت ذکر کرنا اس کی عدالت کا مقتضی ہے، اور یہ کہ وہ راوی مصنف کے نزدیک عادل، ضابط اور غفلت سے دور ہے، خصوصاً جب یہ ملحوظ کر لیا جائے کہ دونوں کتابوں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) کو صحیحین کے نام سے موسوم کرنے پر جمہور ائمہ متفق ہیں، یہ صفت ان راویوں کو حاصل نہیں جن کی حدیث صحیح میں مذکور نہیں، اسی لئے جن راویوں کی روایتیں اصول میں مذکور ہیں ان سب کی تعدیل پر گویا جمہور کا اتفاق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخین میں سے ہر ایک نے وضاحت کی ہے کہ انھوں نے صرف ایسی حدیث کی تخریج کی ہے جو صحیح ہو، اور اس کی صحت پر اتفاق ہو، ان کا یہ کہنا نہیں ہے کہ: میں صرف وہی حدیث ذکر کروں گا جس کے رواۃ کی عدالت پر اتفاق ہو، کیونکہ یہ چیز مشکل ہے، اور وجہ یہ ہے کہ ضعفِ حدیث کے سلسلہ میں مؤثر اسباب میں لوگوں کا اختلاف ہے۔

شیخین نے جب مذکورہ بات کہی تھی تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روشنی سے اپنے اوپر ہونے والے اعتراضات کو دیکھ رہے تھے، انھوں نے اعتراض سے پہلے ہی جواب دیکر اعتراض کا تدارک کر دیا۔

امام بخاری فرماتے ہیں: میں نے اس کتاب (الجامع الصحیح) میں صرف صحیح حدیث ذکر کی ہے، اور بہت سی صحیح حدیثوں کو چھوڑ دیا ہے۔

آپ سے یہ روایت بھی ہے کہ: میں نے اپنی کتاب (الجامع) میں صرف صحیح حدیث ذکر کی ہے، اور طول کی وجہ سے صحیح حدیثوں کو ترک کر دیا ہے۔

اگر ایک لاکھ صحیح حدیثوں کے حافظ امام بخاری نے اپنی کتاب چھ لاکھ حدیثوں سے منتخب کی ہے، اور امام مسلم نے اپنی کتاب تین لاکھ حدیثوں سے منتخب کی ہے، تو انھوں نے اپنے بعد آنے والوں کے لئے بنیادی حدیثیں منتخب کر کے راستہ بند کر دیا ہے، ان منتخب احادیث میں سے ہر ایک بہت سے طرق سے مروی ہے جو سیکڑوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ (مکانة الصحیحین، ص ۲۵۴)

مکانة الصحیحین میں امام نووی کا یہ قول نقل کیا ہے:

قد استدرک الدار قطني علی البخاري ومسلم أحادیث، فطعن في بعضها، وذلک الطعن مبني علی قواعد لبعض المحدثین ضعیفة جدا، مخالفة لما علیه المجهور من أهل الفقه والأصول وغیرهم، فلا تغتر بذلک۔" (ص ۳۰۴)

یعنی دار قطنی نے بخاری ومسلم پر متعدد احادیث کے سلسلہ میں استدراک کیا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض پر طعن بھی کیا ہے، یہ طعن بعض محدثین کے بے حد کمزور قواعد پر مبنی ہے، اور جمہور اہل فقہ واصول کے مذہب کے خلاف ہے، لہٰذا تم اس بات سے دھوکہ کا شکار نہ ہونا۔

الجامع الصحیح کے کسی راوی پر اگر کسی محدث کی طرف سے کلام ہوا ہے تو اسے بعض لوگ امام بخاری کے مرتبہ کے لئے قادح تصور کرتے ہیں، مکانة الصحیحین میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، خود علامہ ابن حجر نے اس کے لئے هدي الساري کی ایک فصل مخصوص کی ہے۔

ڈاکٹر خلیل لکھتے ہیں کہ: امام بخاری نے اس طرح کے انھی راویوں سے اور امام مسلم نے ایک سو ساٹھ راویوں سے تخریج کی ہے، ان راویوں پر کلام کی وجہ ذیل میں سے کوئی ایک ہے:

بدعت، جہالت، غلطی، مخالفت، تدلیس، ارسال۔

متکلم فیہ رواۃ کی یہ تعداد (۲۴۰) انسان کو فی نفسہ زیادہ معلوم ہو سکتی ہے، لیکن اگر متکلم فیہ رجال کی مجموعی تعداد کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بہت تھوڑی تعداد ہے، یہ بات ملحوظ رہے کہ مذکورہ رجال پر جو کلام ہوا ہے اس کا شیخین سے کوئی تعلق نہیں، اگر چہ بہت سے متاخرین ومعاصرین نے اس کی کوشش کی ہے!

میزان الاعتدال کے مطابق متکلم فیہ رجال کی تعداد گیارہ ہزار ترپن ہے، اور جو صحاح ستہ سے باہر کے رجال ہیں ان کی تعداد لسان المیزان کے مطابق پانچ ہزار نو سو اکیانوے یعنی قریب چھ ہزار ہے، اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ صحاح ستہ میں متکلم فیہ رواۃ کی مجموعی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے، جن میں سے صحیحین میں صرف دو سو چالیس روای ہیں، پھر کلام کی نوعیت ایسی ہے کہ ان کی روایات کو اس سے کوئی نقصان نہیں۔ اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صحیحین کے رجال کی تعداد دو ہزار چار سو سے زیادہ ہے۔

(مکانة الصحیحین، ص ۲۰۶)

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین کے دفاع کی خدمت قدیم عہد سے جاری ہے، ماضی کے معترضین حدیث میں جن کا اسلوب علمی تھا ان کا محدثین نے جواب دیا، اور مسئلہ کو پوری طرح منقح کیا، لیکن جو معترضین طبعاً منحرف اور علمی روح سے عاری تھے ان سے تعرض کو بے سود سمجھا۔ آج کے معترضین حدیث کے یہاں فنی حیثیت کا فقدان ہے، وہ مسلکی تعصب کی بنا پر حدیث نبوی اور صحیح بخاری کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں، ان کا یہ مزعومہ ہے کہ امام بخاری نے تالیفِ کتاب اور تخریج احادیث میں غیر جانبداری کا ثبوت نہیں دیا ہے، بلکہ بعض فقہی مذاہب کو دانستہ طور پر نشانہ بنایا ہے، اور اس کی مخالف فقہی حدیثوں کو اپنی کتاب میں جمع کیا ہے۔

اس نوعیت کے اعتراضات میں محدثین کرام کی خدمتِ حدیث کی تنقیص اور ان کی نیتوں پر حملہ ہے، محدثین کی پاکیزہ جماعت نے حدیث کی خدمت نیک نیتی سے کی تھی، ان کے پیش نظر علمی اصول کی بنا پر فرموداتِ رسول ﷺ کی اشاعت تھی، مسلکی عصبیت کی آلودگیوں سے وہ بہت دور تھے، اسی طرح رواۃ و مرویات کی نقد و تمحیص کے لئے انھوں نے جو اصول و قواعد وضع کئے تھے، اور ثقات و ضعاف پر جس طرح ضخیم کتابیں تصنیف کی تھیں، ان کو آج تک مشرق و مغرب خراج تحسین پیش کر رہے ہیں، اسناد کے نظام کو ان کی طرف سے جو اہمیت دی گئی اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ ایک حدیث بھی رسول اکرم ﷺ کی طرف غلط طور سے منسوب نہ ہو سکی۔ تنقید کے بجائے اس نظام کو سمجھنے اور کشادہ دلی کے ساتھ اس کے محاسن کا اعتراف کرنے کا وقت ہے، تاکہ مختلف مخالف حلقوں کی طرف سے سنت کے خلاف جو فضا قائم کی گئی ہے اس کا خاتمہ ہو، اور دنیا یہ دیکھے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے انسانیت کی رہنمائی کے لئے کیسا بیش قیمت سرمایہ چھوڑا ہے۔

استادِ محترم نے ''عرضِ مؤلف'' کے ضمن میں علامہ شیخ محمد عبدالسلام مبارکپوری متوفی ۱۳۴۲ھ رحمہ اللہ کی عظیم المنفعۃ کتاب ''سیرۃ البخاری'' کے عربی ترجمہ کا ذکر فرمایا ہے جس کا عربی ترجمہ دو جلدوں میں پچھلے دنوں مکہ مکرمہ سے شائع ہوا ہے۔ امام بخاری رحمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے سوانح اور ''الجامع الصحیح'' کے اعلیٰ مقام ومرتبہ کو نمایاں کرنے میں جس طرح سیرۃ البخاری بے مثال ہے، اسی طرح اس کا عربی ترجمہ بھی ایک بے حد مفید علمی خدمت ہے جس کے ذریعہ عالمِ عرب امام بخاری اور ان کی بیمثل تصنیف کے تعلق سے ہند کے ایک بلند پایہ عالم ومحقق اور دفاع عن السنۃ کے میدان میں پیش روی کے مقام پر فائز شخصیت کے نظریات سے واقف ہو سکے گا۔

مکہ مکرمہ سے سیرۃ البخاری کے عربی ترجمہ کی جدید اشاعت کا ذکر آیا تو اس ''سفر میمون'' کے عربی ترجمہ کی اولیں اشاعت کا ذکر نامناسب نہ ہوگا۔ خاکسار اسی (۸۰) کی دہائی میں سعودی عرب کے سفر پر جایا کرتا تھا، وہاں پر محترم ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم بستوی حفظہ اللہ وعافاہ سے ملاقات کے دوران مختلف اشاعتی وتصنیفی امور پر گھنٹوں گفتگو ہوتی تھی، موصوف کو جماعت اہلحدیث و جامعہ سلفیہ کے ساتھ والہانہ لگاؤ ہے، اس لئے موصوف اخلاص ودیدہ وری کے ساتھ دونوں اداروں کے عروج وترقی کے لئے جس طرح نصائح و تجاویز پیش کرتے تھے، اس کا جواب نہیں، راقمِ سطور اس وقت کا منتظر ہے جب اللہ تعالیٰ کی نصرت وتوفیق سے جماعت و جامعہ کے ذمہ داران ان تجاویز کے مطابق عمل کی بزم آراستہ کریں گے۔

مکہ مکرمہ کی مذکورہ ملاقاتوں میں سے کسی ملاقات میں محترم ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب نے بتایا کہ انھوں نے سیرۃ البخاری کا عربی ترجمہ مکمل کرلیا ہے، لیکن اس کے مراجعہ وتعلیق کا کام باقی ہے، وقت ملے تو وہ اسے طباعت کے لئے تیار کریں۔ موصوف کثرتِ مشاغل کے سبب ترجمہ پر نظرثانی کے لئے وقت نہیں نکال پاتے تھے، ایک موقع پر خاکسار نے ان سے گزارش کی کہ آپ ترجمہ کا مسودہ جامعہ سلفیہ کو عطا کردیجئے، وہ مناسب انداز میں اسے شائع کرے گا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے جامعہ سلفیہ کی درخواست منظور کرلی، اور بیحد فراخدلی کے ساتھ ترجمہ کا مسودہ خاکسار کے حوالہ کردیا، اور تعلیق ومراجعہ کے ساتھ طبع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جامعہ سلفیہ کے ایک استاد مولانا عزیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرحمٰن سلفی صاحب کے ساتھ خاکسار نے ترجمہ کو لفظاً لفظاً پڑھا، پھر سلفی صاحب نے اس پر تعلیق کا کام انجام دیا، اس کے بعد ٹائپ پر یہ ترجمہ ۱۹۸۶ء میں جامعہ سلفیہ سے شائع ہوا۔ کتاب اور عربی ترجمہ کی اہمیت کے پیش نظر جامعہ سلفیہ نے الدار السلفیہ بمبئی سے اسے دوبارہ آفسیٹ پر طبع کرایا، ان دونوں اشاعتوں کے نسخے جامعہ کی لائبریری میں موجود ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب کو موقع عنایت فرمایا، اور انھوں نے مراجعہ کے بعد کتاب کو مکہ مکرمہ سے شائع کیا، اس طرح یہ تیسری اشاعت مترجم کی محنت و توجہ سے مزید معتبر و مفید ہوگئی۔ ایک اور باعثِ مسرت امر یہ ہوا کہ اصل کتاب کی چوتھی اشاعت مؤلف رحمہ اللہ کے احفاد کی توجہ سے ۱۴۰۶ھ میں منظر عام پر آئی، اور اس طرح اہل علم کو عربی وارد و دونوں اشاعتوں سے مستفید ہونے کا موقع مل گیا۔

جامعہ سلفیہ نے سیرۃ البخاری کا جو عربی ترجمہ شائع کیا اس پر "بین یدي الکتاب" کے زیرِ عنوان راقم کی ایک تحریر ہے جس میں ایک مقام پر مذکور ہے کہ "مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مختلف طبقات کی طرف سے وقتاً فوقتاً سنتِ شریفہ کے خلاف جو زبان درازی کی جاتی تھی وہ مصنف کی نظر میں تھی، اور انھوں نے اپنی کتاب میں امام بخاری اور ان کی الجامع الصحیح کی عظمت و اہمیت پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ہی حدیث شریف کے خلاف ہر طرح کے شکوک و شبہات کا بے حد معقول و مؤثر انداز میں ازالہ کیا ہے، فجزاہ اللہ أحسن الجزاء۔

دفاع عن الحدیث کی تحریک جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا، کبھی رکی نہیں، اس تحریک کے رجال نے وسائل کے مطابق ہر دور میں حدیث کی اشاعت کی، اور اس کے خلاف ہر منفی اقدام کا نوٹس لیا، یہ کہنا مشکل ہے کہ حدیث نبوی کے خلاف انفرادی یا اجتماعی کوششوں کا سلسلہ ختم ہوگیا، لیکن یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ جدید دور میں علوم حدیث کی جو متنوع خدمت انجام پذیر ہوئی ہے اس کے بعد حدیث کے خلاف وہی لوگ لب کشائی کر سکتے ہیں جو علومِ شریعت سے نابلد اور وجدان و ضمیر سے محروم ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ مولانا محمد الاعظمی نے امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کی الجامع الصحیح کے علمی مقام پر روشنی ڈالنے کے لئے قلم اٹھایا ہے، تدریس حدیث کا موصوف کا تجربہ تین دہائیوں سے زیادہ پر پھیلا ہوا ہے، ان کی نگارشات یقیناً حدیث سے شغف رکھنے والے حضرات کے لئے مفید ہوں گی۔ ہمیں امید ہے کہ موصوف اپنی کاوشوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے، اور علمِ حدیث کے موضوع پر قارئین کرام کو ان سے مزید استفادہ کا موقع میسر ہوگا، میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ حدیث شریف پر کام کے لئے جس نوعیت کے تجربہ اور مہارت کی ضرورت ہے وہ موصوف کے اندر بدرجۂ اتم موجود ہے، اور انھیں ان افکار ونظریات کی بھی واقفیت ہے جنھیں سنت کے مخالفین اپنائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان کے قلم سے جو تحریر بھی سامنے آئے گی اس سے اہلِ علم مستفید ہوں گے، اور انھیں صحیح بخاری کی اہمیت وافادیت کا صحیح ادراک ہو سکے گا۔

میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے قارئین کو خاطر خواہ فائدہ پہنچائے، صحیح بخاری کی فنی خوبیوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور مصنف وناشر کو اجرِ جزیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین، وصلی اللہ علیہ وسلم الکریم۔

(د۔ مقتدیٰ حسن بن محمد یاسین)

صدر جامعہ سلفیہ، بنارس

۱۰/ رجب ۱۴۲۸ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

تیسری صدی ہجری کو یہ امتیازی شرف حاصل ہے کہ اس کو دین اسلام کے دوسرے مصدر اساسی ''سنت'' کی صیانت واشاعت اور تدوین وتالیف کا زریں دور کہا جاتا ہے، اس میں حدیث شریف اور اس سے متعلقہ علوم وفنون کی جو گراں بہا خدمات انجام پائیں، ان میں کتب الأمہات الست کی تالیف کو امت کی متاع ضالہ کا مقام حاصل ہوا، اور ہر دور میں اس قدر مقبول ومتداول اور معتبر ہوئیں کہ علوم اسلامیہ کی کوئی خدمت ان سے مستغنی نہیں رہتی، اور نہ کوئی عالم ان کی قراءت کے بغیر کامل اور سند فضیلت سے سرفراز ہوتا ہے، یہاں تک کہ برصغیر ہندوپاک کے مدارس میں صحیحین کی تکمیل اس حد تک لازم ہے کہ اس کے بغیر کوئی متخرج طالب عرف عام میں مولوی یا عالم کے لقب سے ملقب نہیں ہوتا ہے۔

حدیث شریف کی صیانت واشاعت اور دفاع عن السنۃ کی خدمت مبارکہ ہر دور میں تسلسل کے ساتھ جاری رہتی چلی آرہی ہے، الحمد للہ چودھویں صدی ہجری کے نصف آخر اور موجودہ پندرھویں صدی ہجری کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس مبارک خدمت کی ہمہ گیر سطح پر لہر چلی ہوئی ہے، گویا یہ اس کی نشأۃ ثانیہ کا دور ہے جو جدید اسلوب سے آراستہ ہوکر ہمہ جہت سرگرم عمل ہے، دنیائے علم عصر جدید کے عظیم محقق محدث شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی مثالی شخصیت اور ان کی حدیثی خدمات جلیلہ سے بخوبی واقف ہے، انھوں نے احادیث کے نایاب مخطوطات کا تتبع کرکے ان کی تہذیب وتصحیح فرمائی، اور متداول کتب احادیث میں مذکورہ روایات کی تنقیح وتحقیق وتعلیق کے ساتھ ساتھ مستقل تصنیف و تالیف کے جو عظیم الشان مثالی کارنامے انجام دئے ہیں۔ وہ اہل علم پر خصوصاً اور امت محمدیہ پر عموماً قابل صد تشکر احسان اور حدیث رسول ﷺ کے قیمتی سرمایہ میں انمول اضافہ ہیں، جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین أحسن الجزاء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواں صدی کا ایک مستحسن پہلو یہ ہے کہ کاروان علم حدیث میں یہ لہر چلی ہے کہ حدیث رسول کی محبت وطلب کی راہ میں وہ محدثین سلف کے اسوہ پر دور دراز ملکوں کا سفر کرتا ہے اور ان علمائے حدیث تک پہنچ کر حدیث کی قراءت کر کے ان سے اجازہ حاصل کرتا ہے، جن کے شیوخ یا شیوخ الشیوخ کو کسی بلند پایہ مشہور محدث سے شرف تلمذ حاصل ہوتا ہے، اگر کوئی عاشق سنت سفر کرنے سے معذور ہوتا ہے تو اجازہ بالمکاتبہ کے حصول کی کوشش کرتا ہے، اس طرح حدیث کے اخذ وروایات اور اجازہ کے جو طریقے محدثین سلف میں معتبر ومروج تھے وہ پھر عملی طور پر تازہ ہو رہے ہیں۔

بہر حال الفضل للمتقدم کی صداقت سے انحراف نہیں کیا جا سکتا ہے، خصوصاً ایسی صورت میں کہ محدثین اولین کے سدا بہار کارنامے متاخرین کے لئے نہ صرف مشعل راہ ہیں بلکہ علم حدیث سے متعلق ان کی ساری کاوشوں کا اصل ماخذ ومصدر ہیں، صحاح ست کی رفعت شان اور ان کا بلند مقام ومعیار اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے مؤلفین عظام کا علم وفضل امتیازی وخصوصی معیار کا حامل تھا، خاص طور پر امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کی جامع صحیح کی انفرادی شان امت کے نزدیک بالاتفاق مسلمہ حقیقت ہے، اس لئے حقیقت نگار اہل قلم نے امام عالی مقام کی حیات وخدمات کے تذکرہ نویسی پر خصوصی توجہ دی ہے، اور ہر ایک نے اپنے علم ومعلومات کے مطابق قلمی نقوش ثبت کئے ہیں، جو متفرق مصادر میں منتشر ہیں۔

☆☆☆☆☆

تقریباً ایک صدی قبل تک امام بخاری اور ان کی کتاب جامع صحیح کی شایان شان کوئی ایسا تعارفی مجموعہ نہیں تھا جو ان کے تمام یا اکثر گوشوں کا جامع ہو، جس طرح بقول ابن خلدون صحیح بخاری کی جامع شرح امت پر دَین ہے، اور بقول متاخرین فتح الباری سے ادا ہوا، اسی طرح سیرت بخاری کی جامع تدوین وتالیف بھی دَین رہی، جس کی ادائیگی کی سعادت اہل عجم کے نصیب میں آئی۔ فلله الحمد.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر ہند کی علمی سرزمین ''مبارکپور'' یو. پی. کا ایک گل سرسبد جو ''عبدالسلام'' (م ۱۳۴۲ھ-۱۹۲۴ء) کے نام گرامی سے موسوم ومعروف ہے، اس عالی ہمت عالم باعمل نے متفرق مصادر کے حصول کے سلسلے میں غیر معمولی جفاکشی کرکے ان سے امام ہمام سے متعلق معلومات کے اخذ وجمع کا عمل شروع کیا، اور اپنی خداداد صلاحیت وبصیرت سے بخاری شریف کے اسرار ونکات سے روشناس کرانے اور اس میں محدثانہ ومجتہدانہ مطالب کو اجاگر کرنے کا اہتمام کیا، اس طرح اردو زبان میں ''سیرۃ البخاری'' کے نام سے مولانا عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ نے حسن ترتیب وتحقیق کے ساتھ ایک ایسا جامع مجموعہ تیار کیا جس کا کوئی ثانی نہیں ہے، مولانا موصوف کا یہ علمی کارنامہ امت اسلامیہ پر ناقابل فراموش احسان ہے، جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین أحسن الجزاء.

☆☆☆☆☆

آج سے تقریبا دو دہائی پہلے جامعہ سلفیہ بنارس نے اس عظیم کتاب ''سیرۃ البخاری'' کا عربی ترجمہ مع تخریج وتعلیق شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، اس معرب نسخہ میں محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری حفظہ اللہ تعالیٰ کا قیمتی معلومات پر مشتمل مقدمہ بھی شامل ہے، جس سے کتاب کی اہمیت وافادیت بڑھ گئی ہے، محترم ڈاکٹر صاحب نے تالیف کتاب کے پس منظر اور اس وقت کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے حدیث شریف کے ساتھ جو دست درازیاں اور انکار واستخفاف کی مذموم گستاخیاں ہوتی رہیں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا ہے، جس سے یہ حقیقت بے نقاب ہوگئی ہے کہ کتاب مذکور محض سیرت وسوانح کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ دفاع عن السنہ کی بھی جامع ہے، اس عربی ترجمہ کی اشاعت سے ایک طرف کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا، اور دوسری طرف عالم عرب تک اس کا نفع عام ہوا۔

حال میں محترم ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم بستوی، حفظہ اللہ تعالیٰ وشفاہ، نے سیرۃ البخاری کی تعریب، تخریج اور تحقیق کے علاوہ قیمتی تعلیق کا اضافہ کرکے نہایت معیاری طباعت کے ساتھ دو جلدوں میں شائع کیا ہے، ڈاکٹر موصوف کی اس قیمتی کاوش نے سیرۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البخاری کے علمی معیار کو بلند سے بلند تر اور اس کی جامعیت کو دو چند کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے، اور صحت و عافیت کی نعمت سے نوازے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

دو سال پہلے ادارہ علوم الحدیث، علی گڈھ، کی جانب سے ایک سیمینار بعنوان ''محدثین کرام اور ان کے مجتہدانہ کارنامے'' منعقد کرنے کی تجویز ہمارے پاس بھی آئی تھی، اس میں چند ممتاز محدثین کو بحث و تحقیق کا موضوع قرار دیتے ہوئے ان میں سے کسی ایک پر مقالہ لکھنے کی فرمائش کی گئی تھی، یہ موضوع کس قدر وسیع، عمیق اور دقیق ہے؟ محتاج بیان نہیں، اور مجھ جیسے طالب علم کو اس کی پہنائی و گہرائی میں گم ہو جانا معمولی سی بات ہے، اس لئے یہ بحث ایک چیلنج ہے جسے قبول کرنا اپنی لنگ پائی اور کوتاہ دستی کو تشت از بام کرنا ہے۔

تو اے گرد تو ہم شوکت دریا چہ میدانی　　اسیر عذر لنگی وسعت صحرا چہ میدانی

احقر نے اپنی تنگ دامانی اور قلت علمی سے بے پرواہ ہو کر سیمینار کے لئے مجوزہ اسماء محدثین میں سے ''امام بخاری اور ان کی الصحیح'' کے موضوع کو منتخب کیا، اور اس کے پانچ ذیلی عناوین میں سے (۱) ''امام بخاری کا تفقہ اور ان کے اجتہادات'' (۲) ''صحیح بخاری اور اس کی خصوصیات'' پر قلم آزمائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے طالب توفیق ہوا، اور اس کے اسم الجلالہ سے اس سنگلاخ زمین پر قلمی سفر شروع کر دیا۔

اس سفر میں جو سب سے بڑی دشواری پیش آئی وہ یہ تھی کہ مطلوبہ زاد راہ (مصادر و مآخذ) کی مقدار مجھ بے مایہ کے پاس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی، مزید ستم یہ ہوا کہ جن مصادر کی دستیابی ممکن تھی ان کے حصول کی کوشش سے سہولت پسندی مانع رہی، اس لئے جو تھوڑی پونجی موجود تھی یا میسر ہو سکی اسی میں مغز ماری اور عرق کشیدی پر قناعت کر کے کیفما اتفق اس سفر کو تمام کرنے کی کوشش کرنی پڑی، اس قلمی محنت کا افسوسناک انجام یہ ہوا کہ سیمینار کا انعقاد ہی سرد خانے کی نذر ہو گیا، إنا لله .....،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اندوہناک صورت حال نے ہماری توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ اس حقیر مقالہ کو سرد خانے سے نکال کر اشاعت کا جامہ پہنانے کی کوشش کرنی چاہئے، اس کی مناسب صورت یہ سامنے آئی کہ اپنے منتخب موضوع کے باقی ذیلی عناوین پر بھی سرسری خامہ فرسائی کر کے ان سب کے مجموعہ کو مختصر کتاب کی شکل دی جائے، چنانچہ بقیہ عناوین (۱) ''امام بخاری، حیات وخدمات''۔ (۲) امام بخاری کی دیگر تالیفات۔ (۳) صحیح بخاری کی ''ممتاز شرحیں''، پر بھی ہلکی روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی، اور یہ سارے مضامین چار ابواب میں تقسیم کر کے چوتھے باب کے اخیر میں ''ختم بخاری'' کے عنوان سے تقریر ختم بخاری کا اضافہ کیا گیا ہے۔

مدارس اسلامیہ میں ختم بخاری کا بڑا اہتمام ہوتا ہے، اور اب جشن یا تقریب ختم بخاری کے نام سے مشہور ہو کر ایک جلسہ عام کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس کا رنگ وروپ اجلاس عام کے مقررین کی تقریروں جیسا ہو گیا ہے، ہم نے اپنے ایام تدریس میں اس نئے طرز جنون سے احتراز کرتے ہوئے ہمیشہ صحیح بخاری کے صرف آخری باب وحدیث کے درس تک مجلس ختم بخاری کو محدود رکھا تھا، اسی درس کو قلمی قالب میں ''ختم بخاری'' کے عنوان سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆

ختم بخاری کے زبانی درس کو قلمی درس میں منتقل کرنے کا ایک خاص محرک یا پس منظر یہ ہے کہ ایک دہائی سے زائد عرصہ پہلے کاتب الحروف جب جامعہ عالیہ عربیہ مئو میں خدمت تدریس سے وابستہ تھا، اور ختم صحیحین کی منعقدہ مجلس میں صحیح بخاری کے آخری باب اور حدیث کا درس دیا کرتا تھا تو استاذ الشعراء محترم فضا ابن فیضی، حفظہ اللہ تعالیٰ وعافاہ، نے خواہش ظاہر فرمائی کہ اس درس کو حوالۂ قلم کر دوں، لیکن افسوس ان ایام میں محترم موصوف کی اس خواہش کے احترام کی طرف توجہ نہیں ہو سکی، ہم اس کو اپنی حوصلہ افزائی تصور کر کے خاموش رہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ایک عرصے کے بعد دو سال پہلے کی بات ہے کہ مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات مئو کے منتظمین کے اصرار پر اس میں ختم بخاری کا درس دینے کی سعادت احقر کے حصے میں آئی، حسن اتفاق سے اس مجلس میں محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری اور مولانا مظہر احسن ازہری حفظہما اللہ تعالیٰ، جیسی نامور علمی ہستیاں بھی تشریف فرما تھیں، اختتام درس کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب نے بھی وہی فرمائش کی جو ان سے بہت پہلے محترم فضا ابن فیضی صاحب کر چکے تھے۔

ان دو بلند پایہ عالمی شخصیتوں کی حوصلہ افزا یا قدر افزا فرمائش نے احقر کو احساس دلایا کہ اس قدر افزائی کا علمی شکریہ ادا کرنے میں مزید غفلت برتنا قدر ناشناسی کا سلوک کرنے کے مترادف ہے، پھر بھی مناسب موقع و مہلت کے انتظار اور کار فراموشی کی وجہ سے یہ عمل ٹلتا رہا، اب جب کہ امام بخاری اور ان کی صحیح سے متعلق مقالہ کتابی شکل کے مرحلے میں پہنچا تو اچانک گذشتہ عظیم القدر فرمائش کی یاد آئی، مناسب معلوم ہوا کہ اسی کے ساتھ ختم بخاری کے زبانی درس کو قلمی جامہ پہنانے کی قدیم فرمائش کی تعمیل و تکمیل کر کے گرامی قدر دونوں اہل علم کی قدر افزائی کا شکریہ ادا کرنے کے قرض سے اپنے کو سبک بار کر لیا جائے، اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس کی توفیق سے یہ کام انجام کو پہنچا۔

یہ علمی درس اگر چہ خشک اور عام لوگوں کے لئے غیر دلچسپ ہے، لیکن صحیح بخاری کا ہمہ جہت جو مقام ہے، اس کا تقاضا ہے کہ عوام کی دلچسپی اور دوسرے مصالح سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کی خصوصی شان کے موافق درس دینے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

☆☆☆☆☆

ادارہ علوم الحدیث کے مجوزہ موضوع ''امام بخاری اور ان کی الصحیح'' سے متعلق مباحث کے بعد اس کتاب میں پانچواں باب قائم کر کے ذیلی مضامین کے عنوان سے حسب ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

۱- حدیث قدسی۔ ۲- القاب محدثین۔ ۳- کتب حدیث کی انواع و اقسام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com .

۴۔تنقید وتضعیف کا جائزہ۔ اس عنوان سے دیوبند میں تخصص فی الحدیث کے ایک استاذ کی خبر گیری کی گئی ہے، جنھوں نے ''فضائل اعمال'' میں مندرج ضعیف وسخیف حدیثوں کے دفاع میں صحیح بخاری کی بعض احادیث کو اپنی تنقید وتضعیف کا تختۂ مشق بنایا ہے۔

یہ ہے اس کتاب کے مباحث ومضامین کا خلاصہ، جسے پانچ ابواب میں بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے مجھ حقیر کو اس علمی خدمت کی توفیق بخشی، میں اپنے کرم فرماؤں بالخصوص ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری، ڈاکٹر عبدالعلی ازہری، الحاج عبدالقیوم بھائی بمبئی اور مکتبہ الفہیم، حفظہم اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ ان کے اخلاقی، علمی معنوی اور مادی تعاون واشتراک سے یہ حقیر کتاب منزل اشاعت کو پہنچی، جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء.

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس تحریری کاوش کو شرف قبول بخشے اور مفید عام بنائے، اور اس میں جو خامی یا خطا وسہو واقع ہوا ہو اسے درگذر فرمائے۔آمین۔

طالب خیر
محمد الاعظمی
سابق شیخ الجامعہ
الجامعہ العالیہ العربیہ، مئو۔الہند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین. اما بعد:

باب اول

امام بخاری ۱۹۴ھ - ۲۵۶ھ

حیات وسیرت

نام ونسب: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بَرْدِزْبَہ۔

کنیت: ابوعبداللہ

لقب: امام المحدثین، امیر المومنین فی الحدیث، سید الفقہاء

نسبت: ۱- بخاری، شہر بخارا کی طرف منسوب۔ ۲- جُعفی، یمان جعفی کی طرف منسوب۔

سلسلۂ نسب کا آخری نام ''بَرْدِزْبَہ'' فارسی لفظ ہے، اہل بخارا اس کو کسان کے معنی میں بولتے ہیں، محدثین اور تذکرہ نگاروں نے بردزبہ کے بارے میں صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ فارسی النسل اور مجوسی المذہب تھے، اور اسی مجوسیت پر ان کی وفات بھی ہوئی۔

امام بخاری کے خاندان میں اسلام کا آغاز ان کے پردادا (بردزبہ کے بیٹے) مغیرہ سے ہوا، یہ مغیرہ پہلے شخص ہیں جو امیر بخارا ''یمان جعفی'' کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے، اور اسی نسبت سے جعفی کہلائے، جو نسبت ولا کہی جاتی ہے، امام بخاری کو اسی جدی نسبت سے جعفی بھی کہا جاتا ہے۔(۱)

امام بخاری کے دادا ''ابراہیم'' کے حالات سے تذکرہ نگاروں نے سکوت اختیار کیا

---

(۱) مقدمۃ الفتح ص ۵۰۱، مقدمۃ التحفہ ص ۹۷، مقدمۃ الارشاد ص ۳۱، تقریب مع التدریب ۳۸۲/۲، شذرات الذہب ۱۳۴/۲، ۱۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، حافظ ابن حجر نے لکھا ہے "أما ولده إبراهيم ابن المغيرة فلم نقف على شئ من أخباره" (۲) ہمیں ابراہیم بن مغیرہ کے حالات کا کچھ بھی علم نہیں ہے۔

رہے امام بخاری کے والد اسماعیل تو ان کے بارے میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ یہ طبقہ رابعہ کے مشہور محدث تھے، اور عابد و زاہد علماء میں سے تھے، ان کے شیوخ میں حماد بن زید اور امام مالک جیسے عظیم محدثین ہیں جن سے حدیثیں روایت کی ہیں، اور عبداللہ بن مبارک کی خدمت و تربیت میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔

علامہ اسماعیل کے تلامذہ اور ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں احمد بن حفص، نصر بن حسین اور اہل عراق کی جماعت ہے، ان کے فضائل و محاسن کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و فضل کی نعمت کے ساتھ مال و زر کی دولت سے بھی نوازا تھا، پھر بھی ان کی عملی زندگی بہت پاکیزہ محتاط اور حرام و مشتبہ چیزوں سے صاف ستھری تھی، ان کے شاگرد احمد بن حفص کا بیان ہے کہ:

"دخلت على إسماعيل والد أبي عبدالله عند موته فقال! لا أعلم من مالي درهماً من شبهة." (۳)

میں امام بخاری کے والد کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر ہوا، انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے مال میں ایک درہم بھی حرام اور مشتبہ ہے۔

حافظ ذہبی نے قول مذکور کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے۔

"ثم قال ابو عبدالله! أصدق مايكون الرجل عندالموت."

یعنی احمد بن حفص کی زبان سے اپنے والد کا قول سن کر امام بخاری نے فرمایا: انسان اپنی موت کے وقت جو بات کہتا ہے وہ بہت زیادہ سچی ہوتی ہے، اس لئے ان کے والد کے قول مذکور کی سچائی میں کسی شبہہ کی گنجائش نہیں ہے، ان کا مال بالکل حلال اور طیب ہے، اور

---

(۲) مقدمۃ الفتح ص ۵۰۱

(۳) مقدمۃ الفتح ص ۵۰۳، مقدمۃ الارشاد ص ۳۱، سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۴۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بحیثیت وارث اس کا مالک و متصرف ہوں۔

تاریخ پیدائش و جائے پیدائش

امام بخاری ۱۳ رشوال کو بعد نماز جمعہ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے، ان کے بقول یہ تاریخ پیدائش ان کے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔(۴)

جائے پیدائش شہر بخارا ہے، جسے آپ کے پردادا مغیرہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی جائے رہائش بنایا تھا۔(۵)

بخارا جو امام بخاری کا مولد و مسکن ہے، خراسان کا ایک معروف اور قدیم و وسیع شہر ہے، اس کی تاریخی زرخیزی اور شانداری سے متعلق معلومات کے لئے ''سیرۃ البخاری'' ص ۴۳، ۴۴ دیکھنا چاہئے۔

تعلیم و تربیت

امام صاحب کے بچپن ہی میں ان کے والد اسماعیل کا انتقال ہو گیا تھا، اس لئے اپنی ماں کی آغوش شفقت و تربیت میں نشو ونما پائی، والدہ بھی نہایت عابدہ و صالحہ اور مستجابۃ الدعوات تھیں، اس طرح طرفین کے علم و عمل نے امام بخاری کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مثالی پاکیزہ ماحول فراہم کیا تھا، ابتدائی تربیت اور عہد طفولیت کی ساخت و پرداخت کی کیفیت علامہ قسطلانی نے مختصر جامع الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

''أما بدء أمره فقد ربی فی حجر العلم حتی ربا وارتضع ثدی الفضل فکان فطامه علی هذا اللبا.''(۶)

امام بخاری کی تربیت و طفولیت کا آغاز اس طرح ہوا کہ علم کی گود میں پلے بڑھے، اور علم و فضل کے پستان سے شیر خوار ہوئے، پھر اسی شیر خواری پر طفولیت تمام ہوئی۔

---

(۴) مقدمۃ الفتح ص ۵۰۱، مقدمۃ الارشاد ص ۳۱، السیر ۱۲/۳۹۲، شذرات الذہب ۲/۱۳۵۔ (۵) سابقہ مصادر۔

(۶) مقدمۃ الارشاد ص ۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کے لئے مکتب میں داخل ہوئے، اور یہیں سے ان کے دل میں حفظ حدیث کا شوق پیدا ہوا، محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے پوچھا۔

"کیف کان بدء أمرک؟ قال: ألهمت حفظ الحدیث وأنا فی الکُتاب، فقلت! کم کان سنک؟ فقال عشر سنین أو أقل."(۷)

آپ کی علمی زندگی کا آغاز کس طرح ہوا؟ کہا: میرے دل میں حفظ حدیث کا شوق اسی وقت پیدا ہوا جب میں مکتب میں تھا، میں نے کہا! اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ کہا! دس سال یا اس سے کم۔

امام بخاری نے کم عمری میں طلب حدیث کے شوق کا حال یوں بیان کیا ہے۔

"میں شہر مرو میں فقہاء کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، اس وقت میں اتنا کم سن تھا کہ مجھے ان کو سلام کرنے میں شرم دامن گیر ہوا کرتی تھی، ایک روز وہاں کے ایک اتالیق نے مجھ سے سوال کیا کہ آج تم نے کتنی حدیث لکھی ہے؟ میں نے کہا! دو حدیث، یہ سن کر حاضرین مجلس ہنس پڑے، ان میں سے ایک شیخ نے کہا! ہنسو نہیں، کیونکہ لگتا ہے کہ وہ کسی دن تم پر ہنسے گا۔"(۸)

مکتب کی تعلیم کے ایام میں علم حدیث کا جو ذوق وشوق امام صاحب کے دل میں پیدا ہوا تھا وہ برابر ترقی کرتا ہوا اس حد تک راسخ ہوگیا کہ وہی ان کا سرمایہ حیات بن گیا، عمر عزیز کی گیارہویں منزل ۲۰۵ھ میں حدیث کے اخذ وسماع کا سلسلہ ان کے وطن کے جن مشاہیر محدثین کے حلقۂ درس میں حاضری سے شروع ہوا، ان میں عبداللہ بن محمد مسندی، محمد بن سلام بیکندی اور علامہ داخلی کو امتیازی شان حاصل ہے۔

امام بخاری کا بیان ہے کہ میں مکتب سے دس سال کی عمر میں فارغ ہو کر علامہ داخلی وغیرہ کی مجلس درس میں جانے لگا، ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ علامہ داخلی نے اثناء درس میں ایک حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے کہا!

---

(۷) السیر ۱۲/۳۹۳، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۲، مقدمۃ الارشاد ص ۳۱، البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۲۸۔

(۸) السیر ۱۲/۴۰۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سفیان عن أبی الزبیر عن إبراهیم." میں نے ان سے عرض کیا: "إن أبا الزبیر لم یرو عن إبراهیم." (ابوالزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کیا ہے) یعنی اس سند کے بیان میں آپ سے غلطی ہورہی ہے، یہ سنتے ہی علامہ داخلی برہم ہوکر مجھے ڈانٹنے لگے، میں نے عرض کیا کہ اصل کاپی کی طرف مراجعہ فرمائیں، وہ اندر گئے اور اصل کو دیکھ کر آئے، مجھ سے فرمایا "کیف هو یا غلام؟" لڑکے: بتاؤ صحیح سند کس طرح ہے؟ میں نے عرض کیا: هو الزبیر بن عدی عن إبراهیم" یعنی ابراہیم سے روایت کرنے والے کا نام زبیر بن عدی ہے، نہ کہ ابوالزبیر، (یہ دونوں دو شخص ہیں) علامہ داخلی نے مجھ سے قلم لے کر فوراً اپنی کتاب میں یہ غلطی درست کرلی، اور فرمایا "صدقت" تمہاری بات صحیح ہے، کسی نے امام بخاری سے پوچھا کہ جس وقت آپ نے علامہ داخلی کی گرفت کی تھی آپ کی عمر کیا تھی؟ فرمایا "ابن إحدی عشرة سنة." گیارہ سال۔(۹)

علم حدیث کی طلب وسماع کا یہ سلسلہ برابر چلتا رہا یہاں تک کہ عمر کے سولہویں سال میں امام بخاری اپنے وطن کے نامور شیوخ سے کتب مشہورہ پڑھ کر فارغ ہوگئے، اور عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع کی کتابوں کو حفظ بھی کرلیا تھا، ساتھ ہی اہل الرائے کے اقوال ومسائل قیاسیہ کی معرفت بھی حاصل کرلی تھی، چنانچہ امام بخاری کہتے ہیں۔

"فلما طعنت فی ست عشرة سنة، کنت قد حفظت کتب ابن المبارک و وکیع، وعرفت کلام هؤلاء، یعنی أصحاب الرأی. (۱۰)

علوم حدیث کے لئے سفر

علم دین کی طلب کے لئے سفر کرنے کی بڑی فضیلت ہے، محدثین اور علمائے دین کی خاص سنت ہے، وہ اس راہ میں بڑی بڑی صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کرکے دور دراز شہروں اور ملکوں کا سفر کیا کرتے تھے، اس کے بغیر ان کے علم کی تکمیل نہیں ہوتی تھی، ان کی اصطلاح میں علمی سفر کو رحلہ کہا جاتا تھا۔

(۹،۱۰) السیر ۱۲/۳۹۳، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۲، مقدمۃ الارشاد ص ۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب علم کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے امام بخاری نے بھی اپنے وطن کے کبار محدثین سے سولہ سال کی عمر میں استفادہ مکمل کرنے کے بعد علوم حدیث کی طلب میں بعید و طویل مقامات و بلاد کا پُر مشقت سفر کیا، اس کا آغاز ۲۱۰ھ میں حج بیت اللہ کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے قصد سے ہوا، امام بخاری اپنی والدہ اور اپنے بڑے بھائی احمد کے ساتھ مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے، حج سے فارغ ہونے کے بعد ان کے والدہ اور بھائی بخارا واپس آ گئے، اور وہ خود مکہ میں مقیم رہ کر علمی سرچشموں سے سیرابی حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔(۱۱)

مکہ مکرمہ میں درس اور سماع حدیث کا سلسلہ برابر جاری رہا، یہاں تک کہ امام بخاری عمر کے اٹھارہویں سال میں پہنچ گئے، اور "قضایا الصحابة و التابعین." تصنیف کر ڈالی، پھر مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس چاندنی راتوں میں "التاریخ الکبیر" لکھی۔(۱۲)

اس کے بعد امام بخاری بصرہ، کوفہ، بغداد، عراق، شام، مصر وغیرہ کا سفر بار بار کرتے رہے، اور ان تمام مقامات و ممالک کے مشائخ حدیث سے استفادہ کیا جہاں تک سفر کرنا ممکن تھا، جب کبھی اثناء سفر میں خرچ سفر ختم ہو جاتا تو گھاس اور پتیاں کھا کر کئی کئی دن گذار دیتے تھے۔(۱۳)

شیوخ و اساتذہ

امام بخاری کے شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان کا خود بیان ہے۔ "کتبت عن ألف و ثمانین نفسا، لیس فیهم الا صاحب حدیث."(۱۴)

میں نے ایک ہزار اسّی شیوخ سے حدیثیں لکھی ہیں جو سب کے سب محدث تھے۔

امام بخاری کے اعلیٰ شیوخ وہ ہیں جنھوں نے تابعین سے حدیث بیان کی ہے، یہ

---

(۱۱) السیر ۱۲/۳۹۳، ۴۰۰۔ مقدمۃ الفتح ص ۵۰۲، مقدمۃ الارشاد ص ۳۱، البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۲۷۔

(۱۲) السیر ۱۲/۴۰۰، مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۲، مقدمۃ الارشاد ص ۳۲۔

(۱۳) مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۴، السیر ۱۲/۴۴۸۔

(۱۴) مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۳، مقدمۃ الارشاد، ص ۳۲، ۳۳۔ السیر ۱۲/۳۹۵، البدایۃ النہایۃ ۱۱/۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیوخ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے اساتذہ کے ہم پایہ تھے، جیسے ابو عاصم، عبداللہ انصاری، مکی بن ابراہیم وغیرہ۔

حافظ ابن حجر اور ذہبی نے شیوخ بخاری کے پانچ طبقات و درجات قائم کئے ہیں۔

۱- تابعین سے روایت کرنے والے تبع تابعین۔ جیسے محمد بن عبداللہ انصاری،، مکی بن ابراہیم، ابو عاصم النبیل وغیرہ،

۲- تبع تابعین کے وہ معاصرین جنھوں نے ثقہ تابعین سے حدیث کی روایت نہیں کی ہے، جیسے آدم بن ایاس، ابو مسہر عبدالأعلی، سعید بن أبی مریم۔ وغیرہ۔

۳- امام صاحب کے شیوخ کا درمیانی طبقہ، یہ وہ محدثین ہیں جنھیں تابعین سے لقاء حاصل نہیں ہے، بلکہ انھوں نے اکابر تبع تابعین سے اخذ حدیث کیا ہے، جیسے علی بن مدینی، قتیبہ بن سعید، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، وغیرہ۔

۴- وہ شیوخ جو امام صاحب کے رفقاء درس اور سینیر معاصرین میں سے ہیں، جیسے محمد بن یحییٰ ذھلی، ابو حاتم رازی، محمد بن عبدالرحیم صاعقہ، وغیرہ۔

۵- وہ معاصرین جو عمر اور اسناد میں امام صاحب کے تلامذہ کا درجہ رکھتے تھے، لیکن بعض دفعہ کسی فائدے کے تحت ان سے بھی امام صاحب نے کچھ چیزیں روایت کی ہیں، جیسے عبداللہ بن حماد آملی، عبداللہ بن ابی العاص الخوارزمی وغیرہ۔

اس پانچویں طبقہ کے محدثین سے استفادہ کرنے میں امام صاحب نے اس مقولہ پر عمل کیا ہے۔

"لا یکون المحدث کاملا حتی یکتب عمن ھو فوقه و عمن ھو مثله و عمن ھو دونه."(۱۵)

طبقہ رابعہ اور خامسہ کے شیوخ کی تعریف میں ابن حجر اور ذہبی کے مابین اختلاف ہے، ابن حجر نے جن شیوخ کو طبقہ رابعہ میں ذکر کیا ہے، ان کو ذہبی نے طبقہ خامسہ میں شمار کیا ہے۔

---

(۱۵) مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۳، مقدمۃ الإرشاد، ص ۳۲، ۳۳۔ السیر ۱۲/ ۳۹۵، البدایۃ النہایۃ ۱۱/ ۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

امام بخاری کا حلقۂ درس مثالی طور پر بہت وسیع تھا، دنیائے اسلام کے گوشے گوشے سے اہل علم اور شائقین حدیث کا امنڈتا ہوا قافلہ ان کی مجلس درس میں حاضر ہو کر اپنے دامن علم میں علوم حدیث کے نادر گوہروں کا اضافہ کرتا اور اس پر فخر کرتا تھا، یہ عظیم و وسیع سلسلۂ درس حضر و سفر میں ہر جگہ جاری رہتا تھا، اس لئے ان کے تلامذہ و مستفیدین کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا احاطہ و شمار تو بہت دور کی بات ہے، ان کو ظن و تخمین کی بنیاد پر لاکھوں کے عدد میں متعین کرنا بھی دشوار ہے، اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ امام بخاری سے براہ راست نوے ہزار لوگوں نے جامع صحیح کا سماع کیا تھا۔

بہر حال ان لامعدود تلامذہ میں بلند پایہ علماء محدثین اور باکمال اصحاب الحدیث کی ایک بڑی تعداد ہے، مثلاً امام ابوعیسی ترمذی، امام نسائی، امام مسلم، ابن خزیمہ، ابوزرعہ، ابو حاتم، محمد بن یوسف فربری، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابراہیم بن اسحاق حربی وغیرہم۔

حافظ ذہبی نے اس قسم کے جلیل القدر محدثین کے اسمائے گرامی ذکر کر کے لکھا ہے

"وأمم لا يحصون."(۱۶)

ان کے علاوہ ایک بڑی خلقت ہے، جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

خصائص و شمائل

امام بخاری کو من جانب اللہ وہ تمام فضائل و کمالات عطاء ہوئے تھے جو کسی ایک شخص کے اندر اس قدر جامعیت کے ساتھ نہیں پائے گئے، علم و فہم، ذکاوت و فراست، ذہانت و درایت، وسعت نظر، تبحر فکر، قوت حفظ و اتقان اور فقہ و اجتہاد کی غیر معمولی نعمتوں سے قدرت نے ان کو بھرپور نوازا تھا۔ صاحب شذرات لکھتے ہیں۔

"كان من أوعية العلم يتوقد ذكاء، ولم يخلف بعده مثله."(۱۷)

---

(۱۶) السیر ۱۲/۳۹۷، ۴۰۰۔ (۱۷) شذرات الذہب ۲/۱۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری علم وفن کا صندوق تھے، ان کے چہرۂ انور سے ذکاوت کی روشنی پھوٹتی تھی، ان کے بعد ان جیسا نہیں پیدا ہوا، رجاء الحافظ کا قول ہے۔

"فضل محمد بن إسماعيل على العلماء كفضل الرجال على النساء ..... هو آية من آيات الله تمشي على ظهر الأرض."(۱۸)

علماء پر امام بخاری کی فضیلت ایسی ہے جیسے عورتوں پر مردوں کو فضیلت حاصل ہے، امام بخاری روئے زمین پر اللہ کی چلتی پھرتی نشانی ہیں۔

قوت حافظہ

امام بخاری کی قوت حافظہ، نرالی اور غیر معمولی تھی، آپ کو "جبل الحفظ" کہا جاتا تھا، استاذ سے جو حدیث سنتے یا کسی کتاب پر ایک نظر ڈالتے وہ حافظہ میں محفوظ ہو جاتی تھی، تقریباً سارے تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ امام بخاری کو بچپن ہی میں ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں، ابن مجاہد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام بخاری کے شیخ محمد بن سلام بیکندی کے پاس تھا، انھوں نے کہا! اگر کچھ پہلے آ گئے ہوتے تو میں تمھیں ایک ایسا لڑکا دکھاتا جسے ستر ہزار حدیثیں زبانی یاد ہیں۔(۱۹)

امام بخاری خود بیان کرتے ہیں کہ:

"أحفظ مائة ألف حديث صحيح، و أحفظ مائتي ألف حديث غير صحيح."(۲۰)

مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں اور دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد ہیں۔

امام بخاری جس طرح حفظ حدیث میں یگانۂ روزگار تھے، اسی طرح صحابہ و تابعین اور رواۃ حدیث کے ناموں، کنیتوں، ان کی تاریخہائے پیدائش، جائے سکونت اور سارے

---

(۱۸) مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۸، مقدمۃ الارشاد ص ۳۷، السیر ۱۲/ ۴۲۷۔

(۱۹) مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۷، مقدمۃ الارشاد، ص ۳۳، ۳۴۔ السیر ۱۲/ ۴۱۷، البدایۃ والنہایۃ ۱۱/ ۲۸۔

(۲۰) مقدمۃ الفتح ص ۵۱۲، مقدمۃ الارشاد ص ۳۴، السیر ۱۲/ ۴۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات زندگی کے علم وحفظ میں ان کو تبحر حاصل تھا، علوم حدیث میں سب سے مشکل علل حدیث کی معرفت ہے، امام صاحب اس فن میں زبردست مہارت کے مالک تھے۔

علل حدیث سے مراد وہ اسباب واوصاف ہیں جو بہت ہی خفی وغامض ہوتے ہیں، اور حدیث کی صحت وقبولیت میں قادح ہوتے ہیں، جب کہ ظاہری طور پر حدیث صحیح و سالم ہوتی ہے، حدیث میں اس طرح کی علت خفیہ کی معرفت سے بڑے بڑے اہل فن اور ائمۂ حدیث بھی قاصر رہتے ہیں، جس طرح کوئی آدمی بظاہر صحت مند نظر آتا ہے، لیکن اس میں پوشیدہ بیماری کا سراغ پانے سے عام اطباء قاصر ہوتے ہیں، سوائے اس طبیب حاذق اور ماہر معالج کے جسے قدرت نے امراض خفیہ کی شناخت میں مہارت وملکہ عطاء کیا ہے، امام بخاری بھی ایسی ہی حدیث کی پوشیدہ بیماریوں اور کمزوریوں کی شناخت ودریافت میں ماہر اور حیرت انگیز ملکہ کے مالک تھے، اسی لئے امام مسلم آپ کو " طبیب الحدیث فی علله" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

احمد بن حمدون کہتے ہیں۔

"رأیت محمد بن إسماعیل فی جنازة سعید بن مروان ومحمد بن یحیی الذهلی یسأله عن الأسامی والکنی والعلل، ومحمد بن إسماعیل یمرّ فیه مثل السهم، کأنه یقرأ: ﴿قل هو الله أحد﴾"(۲۱)

میں نے امام بخاری کو سعید بن مروان کے جنازہ میں دیکھا کہ ان کے شیخ ابن یحییٰ ذھلی ان سے راویوں کے نام، کنیت اور علل حدیث کے متعلق سوال کررہے ہیں، اور امام بخاری تیر کی طرح اس تیزی سے جواب دے رہے ہیں کہ لگتا تھا "قل هو الله أحد" پڑھ رہے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں:

"لم أر بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل والتاریخ ومعرفة الأسانید أعلم من محمد بن إسماعیل."(۲۲)

(۲۱،۲۲) مقدمۃ الفتح ص ۵۰۹، ۵۱۲، مقدمۃ الارشاد ص ۳۴ و ۳۶، السیر ۱۲/۴۳۲، البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے عراق اور خراسان میں کوئی ایسا محدث نہیں دیکھا جو اسانید، تاریخ اور علل حدیث کی معرفت میں امام بخاری سے بڑھ کر عالم و ماہر ہو۔

نوعمری میں تصنیف، تدریس و افتاء

امام بخاری کی بے مثال ذہانت و عبقریت، حفظ و اتقان کی غیر معمولی قوت، اسماء رجال میں بے پناہ علمی بصیرت اور علل حدیث میں تبحر جیسے اوصاف و کمالات نے ان کو عنفوان شباب ہی میں تصنیف، تدریس اور افتاء کے مناصب جلیلہ پر فائز کر دیا تھا، چنانچہ صاحب تحفۃ الأحوذی لکھتے ہیں:

"صنف و حدث و ما في وجهه شعرة، و كان رأساً في الذكاء، رأساً في العلم، رأساً في الورع و العبادة."(۲۳)

تصنیف اور درس حدیث کا عمل اس وقت شروع کر دیا تھا جب آپ کے چہرے پر کوئی بال بھی نمودار نہیں ہوا تھا، آپ علم و ذکاوت اور ورع و عبادت میں اوج کمال پر فائز تھے۔

اس نوعمری میں اہل علم آپ سے حدیث سننے اور بیان کرنے پر اصرار کرتے رہتے اور آپ انکساری سے کام لیتے، ابوبکر الأعین کہتے ہیں:

"كتبنا عن البخاري على باب محمد بن يوسف الفريابي، و ما في وجه شعرة، فقلنا: ابن كم انت؟ قال: ابن سبع عشرة سنة."(۲۴)

ہم نے امام بخاری سے محدث فریابی کے دروازے پر حدیثیں لکھیں، حالانکہ ان کے چہرے پر ابھی ایک بال بھی نہیں اگا تھا، ہم نے پوچھا کہ آپ کی عمر کیا ہے؟ فرمایا: سترہ سال۔

حاشد بن اسماعیل اور ان کے ساتھی کا بیان ہے:

"كان أهل المعرفة من البصريين يعدون خلفه في طلب الحديث وهو شاب حتى يغلبوه على نفسه، ويحبسوه في بعض الطريق، فيجتمع عليه ألوف، أكثرهم ممن يكتب عنه، و كان شابا لم يخرج وجهه."(۲۵)

---

(۲۳) مقدمۃ التحفہ ص ۵۴، تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۵۵، (۲۴) السیر ۱۲/۴۰۱، مقدمۃ الارشاد ص ۳۲۔

(۲۵) السیر ۱۲/ ۴۰۸، ۴۳۷، مقدمۃ الارشاد ص ۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصرہ کے علماء طلب حدیث کے لئے امام بخاری کے پیچھے دوڑتے رہتے، یہاں تک کہ ان کو قابو میں کر کے راستہ ہی میں درس کے لئے بیٹھا لیتے، اور ہزاروں مستفیدین کا مجمع ہو جاتا، ان میں سے اکثر آپ سے حدیثیں لکھتے رہتے، حالانکہ آپ بالکل نوجوان تھے، چہرے پر کسی بال کا نمود بھی نہیں ہوا تھا۔

حلیہ

بہت سے اہل علم و دانش اپنی ذہانت، بصیرت اور اعلیٰ کارناموں کے ساتھ ساتھ جسمانی ضخامت اور بھاری بھرکم قد و قامت کے بھی مالک ہوتے ہیں، لیکن امام بخاری کے حلیہ کا معاملہ بالکل مختلف ہے، آپ نہ تو جسیم ضخیم اور لحیم و شحیم تھے، اور نہ طویل و عریض قد و قامت والے تھے، بلکہ ان کا قد درمیانہ، جسم نحیف، ہلکا پھلکا اور رنگ گندمی تھا۔ (۲۶)

سخاوت و فیاضی

امام بخاری نے اپنے والد کے ترکہ سے بہت زیادہ پاکیزہ مال و دولت پائی تھی، جسے مضاربت (اس تجارت کو کہتے ہیں جس میں دو شخص اس طرح شریک ہوں کہ ایک شخص کا مال ہو اور دوسرے کی محنت ہو، نفع ہو تو دونوں حسب حصہ مقررہ اس میں شریک ہوں۔ نقصان ہو تو صرف صاحب مال کے حساب میں آئے گا، عامل اس میں شریک نہیں ہوگا۔) کے طور پر ایک شخص کو دے رکھی تھی، اس کے نفع سے گذر بسر کرتے تھے، اور دن و رات پوشیدہ اور ظاہری طور پر راہ خیر میں خرچ کرتے رہتے تھے، بعض دفعہ مضارب (عامل) کی بددیانتی سے بہت زیر بار بھی ہوئے، لیکن اس کی وجہ سے آپ کی سخاوت میں کبھی فرق نہیں آیا، ضرورت مندوں بالخصوص اہل علم اور طلبۂ حدیث وغیرہ پر ہر مہینہ پانچ سو درہم خرچ کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے۔ ﴿وما عند الله خير و أبقى﴾ (۲۷) اللہ کے پاس جو اجر و ثواب ہے وہ کہیں بہتر اور پائدار ہے۔

---

(۲۶) مقدمۃ التحفہ ص ۵۴، السیر ۱۲/۴۵۲، مقدمۃ الارشاد ص ۳۱۔

(۲۷) السیر ۱۲/۴۳۹، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۴، شذرات الذہب ۱۱/۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن اُبی حاتم کہتے ہیں:

''ایک روز امام بخاری نے مجھ سے تفریحی انداز میں فرمایا: اے ابوجعفر، (محمد بن ابی حاتم کی کنیت) ہمیں سالانہ چار پانچ ہزار درہم کی ضرورت ہوتی ہے، ابوجعفر نے کہا کہ اس رقم کا بیشتر حصہ امام بخاری صدقہ وعطیہ کر دیتے تھے، ضرورت مند اہلحدیث کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر چپکے سے اس کو بیس تیس درہم تھما دیتے، اور خیال رکھتے کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہونے پائے۔ رقم کا بڑا حصہ وقت ان کے پاس رہا کرتا تھا، میں نے دیکھا کہ امام بخاری نے ایک ضرورت مند کو چپکے سے ایک تھیلی دی، جس میں تین سو درہم تھے، اس نے امام صاحب کو دعاء دینی چاہا، امام صاحب نے فرمایا: اسے چھوڑو، کوئی اور بات کرو، تاکہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو سکے۔'' (۲۸)

رحم دلی اور عفو و درگذر

امام بخاری کے اخلاق کریمانہ اور صفات عالیہ کا ایک خاصل پہلو یہ ہے کہ آپ غایت درجہ رحم دل، نرم مزاج اور نیک طینت تھے، اپنے مخالف اور معاملات میں بد دیانتی و بے ایمانی کرنے اور نقصان پہنچانے والوں کے ساتھ ہمیشہ رحم دلی اور درگذر کا سلوک کرتے تھے، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ شریک تجارت آپ کے پچیس ہزار درہم دبا بیٹھا تھا، آپ کے بہی خواہوں اور شاگردوں نے کوشش کیا کہ آپ حاکم شہر کے ذریعہ اس کو گرفتار کرا کر رقم وصول کریں، آپ نے منظور نہیں کیا۔ لوگوں نے آپ کی اجازت کے بغیر حاکم شہر کی طرف رجوع کیا، اور اس نے کارروائی شروع کر دی، امام بخاری کو اطلاع ہوئی تو ناراض ہوئے اور فرمایا: ہمارے قرض دار سے کوئی تعرض نہ کیا جائے، بالآخر قرض دار سے اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ ہر ماہ دس درہم ادا کرے گا، نتیجہ یہ ہوا کہ اس کثیر رقم کا ایک حبہ بھی آپ کو نہیں ملا۔ (۲۹)

عبداللہ بن محمد صیارفی کہتے ہیں:

''میں ایک دفعہ امام بخاری کے پاس ان کے مکان پر حاضر تھا، ان کی لونڈی آئی

---

(۲۸) السیر ۱۲/۴۵۰۔

(۲۹) السیر ۱۲/۴۴۶، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اندر داخل ہونا چاہا، امام صاحب کے سامنے سے گذرتے ہوئے روشنائی کی دوات الٹ گئی، امام صاحب نے خفا ہو کر اس سے فرمایا "کیف تمشین؟" کس طرح چلتی ہو؟ شوخ لونڈی نے جواب دیا! "إذا لم یکن طریق کیف أمشی؟" جب راستہ نہ ہو تو کیوں کر چلوں؟ امام صاحب نے یہ جواب سن کر غصہ ہونے کے بجائے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فرمایا: "إذهبی فقد أعتقتک" جا میں نے تجھے اللہ واسطے آزاد کر دیا، لوگوں نے کہا: اے ابو عبداللہ، لونڈی نے آپ کو غصہ دلانے والی بات کہی ہے، اور آپ نے غصہ ہونے کے بجائے اس کو آزاد کر دیا؟ امام صاحب نے فرمایا: یہ بات درست ہے کہ اس نے مجھے غصہ دلایا لیکن "أرضیت نفسی بما فعلت" میں نے اپنے نفس کو اس کی گستاخی پر راضی کر لیا، (اور اپنے غصہ کا مداوا کے لئے اس کو آزاد کر دیا۔) (۳۰)

شجاعت و بہادری

امام بخاری جس طرح علوم حدیث و فقہ کے شہنشاہ تھے، اسی طرح شہ سواری، تیر اندازی اور دیگر فنون شجاعت کے ماہر سرخیل تھے، اکثر و بیشتر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کی طرف نکل جاتے، تیر اندازی کے جوہر دکھاتے، اس فن میں مہارت کا حال یہ تھا کہ کبھی آپ کا تیر نشانے سے خطا نہیں ہوتا تھا، امام بخاری کے وراق کہتے ہیں:

"کان یرکب إلی الرمی کثیرا، فما أعلمنی رأیته فی طول ما صحبته أخطأ سهمه الهدف إلا مرتین، فکان یصیب الهدف فی کل ذالک، و کان لا یُسبق." (۳۱)

امام صاحب اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر تیر اندازی کے لئے نکل جایا کرتے تھے، میں جتنی مدت ان کی صحبت میں رہا مجھے یاد نہیں کہ کبھی میں نے ان کا تیر نشانے سے خطا ہوتے دیکھا ہے، سوائے دو مرتبہ کے، ہر مرتبہ ان کا تیر ٹھیک نشانے پر لگتا تھا، وہ کبھی کسی سے مسبوق نہیں ہوتے تھے۔

---

(۳۰) السیر ۱۲/۴۵۲، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۴، مقدمۃ الإرشاد، ص ۳۷۔

(۳۱) السیر ۱۲/۴۴۴، مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وراق ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ایک روز امام بخاری کو چت لیٹے دیکھا، اس روز کتاب التفسیر کی تصنیف اور اس میں بکثرت حدیثوں کی تخریج کی وجہ سے امام صاحب بہت تھک گئے تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ میں نے آپ سے یہ بات سنی ہے ''ما أتیتُ شیئًا بغیر علم قط منذ عقلت.'' (میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے کبھی علم کے سوا کوئی کام نہیں کیا ہے۔) پھر اس طرح لیٹنے میں فائدہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: آج ہم نے اپنی جان کو تھکا ڈالا ہے، اور ہم ایک سرحدی مقام پر ہیں، مجھے خطرہ ہے کہ دشمن کی جانب سے کوئی حادثہ پیش آجائے، میں نے بہتر سمجھا کہ کچھ آرام کروں اور سامان لے لوں، تاکہ اگر دشمن ہم پر اچانک حملہ آور ہو تو ہم بھی حرکت میں آجائیں۔'' (۳۲)

عبادت وریاضت

علم کے ساتھ عمل ایسا ہی ضروری ہے جیسے جسم کے لئے روح، اس لئے محدثین اور علماء ربانیین کی زندگیاں علم وعمل کا پیکر ہوتی تھیں، ان کا علم جتنا وسیع ہوتا اتنا ہی عمل کا دائرہ بڑھتا جاتا، بالخصوص عبادات، فضائل اعمال وآداب سے متعلق احادیث کی عملی پابندی میں ہمہ تن سرگرم رہا کرتے تھے، جو حدیث پڑھتے یا بیان کرتے اس پر عمل ضرور کرتے، امام بخاری اپنے بلند علمی مقام کے ساتھ عبادت وریاضت میں بڑے سے بڑے عابد وزاہد پر بھی سبقت رکھتے تھے، چنانچہ آپ کے وراق کہتے ہیں:

''کان یصلی فی وقت السحر ثلاث عشرة رکعة و یوتر منها بواحدة.'' (۳۳) یعنی امام بخاری کا ہمیشہ معمول رہا کہ رات کے پچھلے پہر میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان میں وتر ایک رکعت پڑھتے تھے۔

---

(۳۲) السیر ۱۲/۴۴۴، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۴۔

(۳۳) السیر ۱۲/۴۴۱، ۴۳۹ مقدمۃ الفتح ص ۵۰۵، مقدمۃ الارشاد ص ۳۷، البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک میں معمول یہ تھا کہ رمضان کی پہلی رات سے لوگوں کو نماز تراویح پڑھایا کرتے اور پورے مہینہ میں قرآن ختم کرتے، پھر تراویح کے بعد سحر تک تنہا تقریباً ایک ثلث قرآن پڑھتے، اور تین راتوں میں ایک ختم کرتے۔

دن میں معمول یہ تھا کہ صبح سے افطار تک روزانہ ایک ختم قرآن کرتے اور فرماتے "عند کل ختمة دعوة مستجابة." ہر ختم قرآن پر دعاء قبول ہوتی ہے۔(۳۴)

یہ معمولات زندگی اور نظام عبادت و ریاضت ان اولوالعزم صحابہ کرام کا اسوہ ہے جن کے بارے میں یہ مشہور ہے "باللیل رهبان وبالنهار فرسان."

عبادات اور بالخصوص نماز میں خشوع اور استغراق اس قدر غالب رہتا کہ اثناء نماز میں کسی موذی شئ کی سخت اذیت رسانی سے بھی خشوع میں کوئی خلل نہیں واقع ہوتا تھا، اس کا اندازہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ کافی ہے۔

بکر بن منیر کہتے ہیں کہ ایک بار امام بخاری ظہر کی نماز (قسطلانی نے ظہر کی نماز، ذہبی نے رات کی نماز اور ابن حجر نے مطلق نماز ذکر کیا ہے) پڑھا کر نفل نماز میں مشغول ہوگئے، بھڑ نے آپ کو سترہ بار ڈنک مارے، لیکن آپ ذرا بھی ملتفت نہیں ہوئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر اپنے بعض ساتھیوں سے کہا! ذرا دیکھو کس چیز نے نماز میں مجھے اذیت پہنچائی ہے؟ لوگوں نے دیکھا تو بھڑ نکلی، جس کے ڈنک کے سترہ نشانات تھے، اور جسم کے وہ حصے متورم ہوگئے تھے، کسی نے عرض کیا کہ آپ نے نماز کیوں نہیں توڑ دی؟ آپ نے فرمایا! میں ایک ایسی سورہ پڑھ رہا تھا کہ دل چاہا اس کو پوری کرلوں۔"(۳۵)

زہد وورع

امام بخاری کے شمائل وفضائل میں ان کے زہد وورع اور تقوی کو امتیازی مقام حاصل ہے، ان کے والد شیخ اسماعیل بہت بڑے تاجر تھے، اور ان کی تجارت کسی قسم کے کھوٹ

---

(۳۴) السیر ۱۲/۴۴۱، ۴۳۹ مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۵، مقدمۃ الارشاد، ص ۳۷، البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۳۰۔

(۳۵) مقدمۃ الارشاد، ص ۳۱، ۳۷۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۵۔ السیر ۱۲/۴۴۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشتبہ طریقۂ کار سے پاک وصاف تھی، امام بخاری اسی حلال اور غیر مشتبہ پاکیزہ دولت کثیرہ کے تنہا وارث و مالک تھے، اس کے باوجود عیش وعشرت کی زندگی گزارنے کے بجائے اپنی دولت زیادہ تر فی سبیل اللہ وفی سبیل العلم خرچ کیا کرتے تھے، جیسا کہ ان کی سخاوت کے حال میں بیان ہو چکا ہے۔

امام بخاری کی خوراک بہت ہی معمولی، تھوڑی اور سادہ تھی، عام طور پر روٹی بغیر دال وسالن کے کھایا کرتے تھے، آپ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، ان کا قارورہ اطباء کو دکھایا گیا، انھوں نے کہا یہ قارورہ نصاری کے بعض پادریوں کے قارورہ سے ملتا جلتا ہے، جو سالن نہیں استعمال کرتے ہیں، امام بخاری نے ان کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: میں نے چالیس سال سے سالن نہیں استعمال کیا ہے، علاج کے لئے اطباء نے روٹی مع سالن کھانے کو تجویز کیا، لیکن امام صاحب اس پر راضی نہیں ہوئے، علماء ومشائخ کے اصرار پر روٹی کو شکر کے ساتھ کھانا منظور کیا۔" (۳۶)

محمد بن ابی حاتم وراق کہتے ہیں "بسا اوقات امام بخاری دو یا تین بادام کھا کر پورا دن گزار دیتے تھے۔" (۳۷)

امام صاحب کو ککڑی اس قدر پسند تھی کہ ایک آدمی کو ہر سال سو درہم اس لئے دیا کرتے تھے کہ وہ آپ کے پاس کبھی کبھی ککڑی بھیج دیا کرے۔ (۳۸)

تذکرہ نگاروں نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ امام بخاری انتہائی شریف النفس، کم سخن، کم خوراک، نرم دل، حیادار، پاک باز اور نیک طینت تھے، جس طرح حدیث میں وہ سخت احتیاط برتتے تھے اسی طرح اقوال وافعال اور معاملات میں بھی غایت درجہ محتاط رہتے تھے، مشتبہ چیزوں سے حتی الإمکان پرہیز کرتے تھے، چنانچہ وراق کا بیان ہے کہ میں نے امام بخاری کو یہ کہتے سنا۔

"ما تولیت شراء شیئ ولا بیعه قط، قفلت له! کیف، وقد أحل الله

---

(۳۶) مقدمۃ الارشاد، ص ۳۱، ۳۷۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۵۔ السیر ۱۲/۴۴۲۔ (۳۷، ۳۸) السیر ۱۲/۴۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البیع؟" میں نے کبھی خود کوئی چیز خریدی ہے اور نہ فروخت کی ہے، میں (وراق نے) عرض کیا یہ احتیاط و پرہیز کس لئے ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال قرار دیا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ بیع اور لین دین کے معاملہ میں زیادتی، کمی اور ملاوٹ کا دخل و شبہہ ہوتا ہے، اگر میں خود خرید و فروخت کروں تو اندیشہ ہے کہ مجھ میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا، وراق کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ جب آپ سفر میں رہتے ہیں تو پھر کون آپ کی ضروری اشیاء خریدتا ہے؟ فرمایا: مجھ کو ایسی ضرورت پیش نہیں آتی، میں اپنا کام چلا لیتا ہوں۔" (۳۹)

زہد و ورع اور تقویٰ کا کمال یہ نہیں ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت و ریاضت اور تسبیح و تہلیل میں اپنے کو مشغول و مستغرق کر لیا جائے، اور درویشانہ بھیس میں زندگی گذاری جائے، بلکہ ورع و تقویٰ کی اصل روح یہ ہے کہ برے اعمال، برے اخلاق و عادات، بے اعتدالیوں و بے احتیاطیوں اور مشتبہات سے اجتناب و احتیاط کو لازم زندگی بنایا جائے، خاص کر ممنوعات اور قبائح شرعیہ سے سخت نفرت کی جائے

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع　　خود راز عملہائے نکوہیدہ بری دار

غیبت سے کلی اجتناب

امام بخاری کا زہد و تقویٰ درحقیقت انھیں معنوں سے عبارت تھا، اور خصوصی کمال یہ تھا کہ منکرات و مشتبہات سے مکمل پرہیز و احتیاط پر زندگی بھر ثابت قدم رہے، ان کے مقابل مشاہیر عباد و زہاد، اتقیاء و اذکیاء اور اکابر علماء و صلحاء کے حالات زندگی میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ان کا دامن ان اخلاقی کمزوریوں اور لسانی قباحتوں سے محفوظ رہا ہے جو عموم بلوی کی شکل اختیار کر چکی ہیں، مثال کے طور پر غیبت و چغل خوری ایسا عام مرض ہے جس سے کوئی بڑا سے بڑا صاحب ورع و تقویٰ بھی کلی اجتناب کا دعویٰ نہیں کر سکتا، لیکن امام بخاری فرماتے ہیں:

"ما اغتبت أحداً قط منذ علمت أن الغيبة حرام." (۴۰) جب سے مجھے معلوم ہوا کہ غیبت کرنی حرام ہے اس وقت سے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔

---

(۳۹) السیر ۱۲/۴۴۶، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۳۔　　(۴۰) مقدمۃ الفتح ص ۵۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا قول یہ ہے:

"إني لأرجو أن ألقى الله ولا يحاسبني أني اغتبت أحداً." (۴۱) مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں گا کہ وہ مجھ سے کسی شخص کی غیبت کرنے کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔

حافظ ذہبی امام صاحب کی اس پاکیزہ سیرت پر داد دیتے ہوئے لکھتے ہیں "هذا هو والله غاية الورع" اللہ کی قسم یہ صفت تو ورع وتقویٰ کی انتہاء ہے۔

امام صاحب کے وراق کہتے ہیں:

میں نے امام بخاری سے کہا: بعض لوگ آپ کی کتاب التاریخ کے حوالے سے آپ پر تبصرہ کرتے ہیں کہ اس میں لوگوں کی جرح وتعدیل کی بابت جو کلام کیا ہے وہ غیبت ہے، آپ نے فرمایا: میں نے تاریخ میں علماء رجال کے اقوال نقل کئے ہیں، اپنی جانب سے کسی کے متعلق کوئی بات نہیں کہی ہے۔ (۴۲)

تذکرہ نگاروں نے امام صاحب کے فضائل وشمائل کو ان جامع الفاظ میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

"كان محمد بن اسماعيل أمة من الأمم، وكان ديّنا فاضلا يحسن كل شيء." (۴۳)

یعنی امام بخاری علوم وفنون، محاسن وفضائل اور زہد وورع کے زبردست جامع تھے، گویا وہ تنہا ایک عظیم امت تھے، اور وہ بہت ہی دیندار اور صاحب کمال تھے، ہر چیز بہت خوبی سے انجام دیتے تھے۔

یہی فضائل وشمائل ہیں جن کے ذریعہ امام بخاری کو مستجاب الدعوۃ ہونے کا شرف حاصل تھا، لیکن دعاؤں اور اللہ تعالیٰ سے سوال والتماس میں بہت احتیاط کرتے تھے، چنانچہ کہتے ہیں۔

---

(۴۱) مقدمۃ الفتح ص ۵۰۵۔ مقدمۃ الارشاد ص ۳۷۔ السیر ۱۲/ ۴۳۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۱/ ۲۹۔ شذرات الذہب ۲/ ۳۵۔

(۴۲) مصدر سابق (۴۳) السیر ۱۲/ ۴۳۶۔ مقدمۃ الفتح ص ۵۰۹۔ شذرات الذہب ۱۱/ ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دعوت ربی عزوجل مرتین فاستجاب لی، فلن أحب أن أدعو بعد ذٰلک، فلعله ینقص من حسناتی، أو یعجل لی فی الدنیا." (۴۴)

میں نے اللہ تعالیٰ سے دومرتبہ دعاء کی جواسی وقت اس نے قبول فرمالی، اس کے بعد دعاء وسوال کرنا اس ڈر سے اچھا نہیں لگا کہ کہیں میری نیکیاں کم ہوجائیں، یا دنیا میں ہی ان کا صلہ مل جائے، اور آخرت میں نقصان اٹھانا پڑے۔

ابتلاء وآزمائش

انبیاء، صلحاء اوران کے وارثین علماء عظام ومحدثین کرام کا خاصہ ہے کہ وہ سخت آزمائشوں اور بڑے بڑے امتحانوں سے دوچار کئے جاتے ہیں، اس سنت جاریہ سے امام بخاری کیسے مستثنیٰ رہ سکتے تھے، بعض سلاطین وقت کی دعوت و درخواست رد کرنے پر زیر عتاب آئے، دوسری طرف آپ کی بے پناہ شہرت ومقبولیت سے بوکھلائے ہوئے اہل الرائے اور بعض حاسد شیوخ ومحدثین کے بغض وحسد کا نشانہ بنے، آپ پر بے بنیاد الزامات عائد کرکے بزور حکومت بخارا سے شہر بدر کرایا گیا۔

تاریخ اسلام کا یہ سیاہ باب ہے کہ فتنۂ خلق قرآن کھڑا کرکے اہل حق کو شدائد ومحن کا تختۂ مشق بنایا جاتا رہا ہے، امام بخاری کو بدنام کرنے کے لئے حاسدین ومخالفین نے لفظ قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کا فتنہ پوری شدت کے ساتھ اٹھایا، اوراس میں آپ کے موقف کے خلاف اس الزام کی خوب تشہیر کی گئی کہ آپ لفظ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں، اس فتنہ نے ایسی بھیانک شکل اختیار کی کہ شیخ وقت محمد بن یحییٰ ذھلی نے شدت سے امام صاحب کی مخالفت کرتے ہوئے یہاں تک کہدیا بلکہ اعلان کردیا کہ امام بخاری کی موافقت وحمایت کرنے ولا ہماری مجلس درس میں نہ آئے، نتیجہ یہ ہوا کہ اس فتنہ سے بچنے کے لئے جہاں جاتے یہ فتنہ بھی آپ کے تعاقب میں وہاں پہنچ جاتا اور موافق ومخالف دوگروہوں کی کش مکش سے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کی کیفیت نے آپ کو زندگی سے بیزار کردیا، اس فتنہ وابتلا کی

(۴۴) السیر ۱۲/ ۴۴۸۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل السیر ۱۲/۴۶۳ تا ۴۶۵، مقدمۃ الفتح ص ۵۱۴ تا ۵۱۸، اشذرات ۲/۱۳۵، اور سیرۃ البخاری میں ملاحظہ کی جائے۔

مرض ووفات

خلق قرآن کی فتنہ سامانیوں کے سبب امام بخاری بخارا سے بیکند، نیشاپور، سمرقند اور خرتنک وغیرہ کی طرف دربدری سے تنگ آ کر حدیث رسول "وإذا أردت بقوم (بعبادک) فتنة فتوفنا إليک غير مفتونين." (۴۵) پر عمل کرتے ہوئے اپنے مولیٰ سے فریادی ہوئے کہ مجھ کو اپنے پاس بلا لے۔

عبدالقدوس بن عبدالجبار سمرقندی کہتے ہیں:

"جاء محمد بن اسماعيل إلى خرتنک.... فسمعته ليلة يدعو، وقد فرغ من صلاة الليل! اللّٰهم إنه قد ضاقت على الأرض بما رحبت، فاقبضني إليک، فماتم الشهر حتى مات." (۴۶) امام بخاری خرتنک پہنچے، ایک رات میں نے ان کو نماز تہجد کے بعد دعاء کرتے سنا: اے اللہ تیری زمین کشادہ ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئی ہے، تو مجھے اپنے پاس بلا لے، اس کے بعد بیماری کا سلسلہ شروع ہوا، اور ایک مہینہ بھی نہیں گذرا کہ وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

آخری وقت میں امام صاحب نے ہاتھ اٹھا کر دعائیں کیں، پھر لیٹ گئے، اسی وقت وحالت میں داعی اجل آ پہنچا، ہفتہ اور عید الفطر کی رات میں بوقت نماز عشاء ۲۵۶ھ میں آسمان حدیث رسول کا یہ نیر تاباں غروب ہوگیا، آپ نے تیرہ دن کم باسٹھ سال کی عمر پائی تھی، وفات کے وقت آپ کے جسم سے بے تحاشہ پسینہ جاری ہوگیا تھا، جو بعد میں بھی رواں رہا، یہاں تک کہ غسل دے کر کفن کے کپڑوں میں لپیٹ دیئے گئے، آپ نے وصیت کیا تھا کہ مجھ

---

(۴۵) ترمذی تفسیر، حدیث ۳۲۸۶۔ احمد ۱/۳۱۸، ۴/۶۶، ۵/۴۳۲، ۳۷۸۔

(۴۶) السیر ۱۲/۴۶۶۔ مقدمۃ الفتح ص ۵۱۸۔ شذرات الذہب ۲/۱۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مسنون کفن یعنی تین سفید کپڑوں میں کفنایا جائے، جن میں کرتہ وعمامہ نہ ہو، لوگوں نے اس وصیت کے مطابق آپ کو لباس کفن میں ملبوس کیا، عید الفطر کے روز بعد ظہر نماز جنازہ ادا کر کے سمرقند کے ایک قصبہ ''خرتنک'' میں دفن کیے گئے۔

دفن کے بعد امام بخاری کی قبر سے بہت تیز اعلیٰ قسم کی خوشبو پھیلی جو مشک وعنبر سے بھی زیادہ عمدہ تھی، اس کی شہرت سن کر لوگ دور دراز مقامات سے آتے اور قبر کی مٹی لے جانے لگے، لوگوں نے مجبور ہو کر قبر کے ارد گرد لکڑیوں کا حصار بنا دیا، تا کہ قبر کی مٹی محفوظ رہ سکے، خوشبو کی مہک ایک عرصہ تک جاری رہی۔ (۴۷)

---

(۴۷) السیر ۱۲/۴۶۶۔ مقدمۃ الفتح ص ۵۱۸۔ شذرات الذہب ۲/۱۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

امام بخاری کا تفقہ اور اجتہاد

امام بخاری کا تفقہ اور ان کے اجتہادات ضرب المثل ہیں، جس طرح امام بخاری حدیث کے حفظ اور اس کی معرفت میں یگانۂ روزگار تھے، اسی طرح وہ فقہ الحدیث میں بھی امام الدنیا تھے، اس کے عظیم شواہد تراجم صحیح بخاری ہیں، ان میں، تفقہ کی دقیقہ سنجی اور اجتہاد کی بالغ النظری پورے آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے، ان درخشاں شواہد نے امام بخاری کے شیوخ ومعاصرین اور علماء متقدمین ومتاخرین کو امام صاحب کی فقاہت اور اجتہادی قوت پر شہادت اور داد تحسین دینے پر مجبور کر دیا، ان تمام شہادات میں سے چند شیوخ عظام اور معاصرین کرام کی شہادات نقل کی جارہی ہیں۔

شیوخ ومعاصرین کی شہادات

نعیم بن حماد کہتے ہیں:

محمد بن اسماعیل فقیه هذه الأمة. (۴۸)

یعقوب بن ابراہیم دورقی سے بھی بعینہ انھیں الفاظ کے ساتھ یہی شہادت منقول ہے۔ (۴۹)

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں:

كنت بالبصرة، فسمعت قدوم محمد بن اسماعيل، فلما قدم قال بندار: اليوم دخل سيد الفقهاء. (۵۰)

میں بصرہ میں مقیم تھا، میں نے سنا کہ امام بخاری آرہے ہیں، جب وہ تشریف لائے تو

(۴۸) السیر ۱۲/۴۱۹۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۷۔

(۴۹، ۵۰) السیر ۱۲/۴۲۲۔ مقدمۃ الفتح، ص سابق۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۲۹۔ مقدمۃ الارشاد، ص ۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندار (محمد بن بشار) نے کہا: آج سید الفقہاء تشریف لائے ہیں۔ محمد بن بشار کا ایک اور قول یہ ہے:

هذا أفقه خلق الله في زماتنا، وأشار إلى محمد بن إسماعيل. (۵۱)

محمد بن بشار نے امام بخاری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارے زمانے کے تمام لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

حاتم بن مالک وراق کہتے ہیں:

سمعت علماء مكة يقولون: محمد بن اسماعيل امامنا و فقيهنا و فقيه خراسان. (۵۲)

میں نے علماء مکہ مکرمہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ محمد بن اسماعیل ہمارے امام وفقیہ ہیں، اور خراسان کے زبردست فقیہ ہیں۔

ایک مرتبہ عمرو بن زرارہ اور محمد بن رافع نے حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا:

لا تخدعوا عن أبي عبدالله فإنها أفقه منا و أعلم و أبصر. (۵۳)

دیکھو کسی کے فریب میں آ کر ابوعبداللہ بخاری کو چھوڑ نہ دینا، کیونکہ وہ ہم سب سے بڑے فقیہ وعالم اور بہت بصیرت والے ہیں۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ میرے بعض اصحاب نے بیان کیا ہے کہ امام بخاری ایک مرتبہ ابواسحاق کی عیادت کے لئے گئے، جب فارغ ہو کر ان کے پاس سے نکلے تو ابواسحٰق نے کہا:

من أراد أن ينظر إلى فقيه بحقه وصدقه، فلينظر إلى محمد بن إسماعيل. (۵۴)

جو شخص کسی حقیقی اور سچ مچ فقیہ کو دیکھنا چاہے تو وہ محمد بن اسماعیل کو دیکھے۔

محمد بن یوسف ہمدانی کہتے ہیں:

سئل قتيبة عن طلاق السكران، فدخل محمد بن اسماعيل فقال

(۵۲،۵۱) السیر ۱۲/ ۴۲۹، ۴۲۵۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۷۔

(۵۴،۵۳) السیر ۱۲/ ۴۲۹۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۶، ۵۰۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتيبة: للسائل هذا أحمد بن حنبل و إسحاق بن راهويه وعلى بن المدينى، قد ساقهم الله إليك، وأشار إلى البخارى. (٥٥)

قتیبہ بن سعید سے کسی نے طلاق سکران کے بارے میں مسئلہ پوچھا، اسی اثناء میں محمد بن اسماعیل بخاری آ گئے، قتیبہ نے امام بخاری کی طرف اشارہ کر کے سائل سے کہا: لو اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور علی بن المدینی کو تمہارے پاس بھیج دیا ہے، (یعنی امام بخاری کے ہوتے ہوئے تمہیں ان ائمہ حدیث کے پاس بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ امام بخاری کا علم وتفقہ، ان سب کے علم وتفقہ کا جامع ہے، پھر میری کیا مجال کہ امام بخاری کی موجودگی میں لب کشائی کروں۔)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

(البخارى) جبل الحفظ و امام الدنيا فى فقه الحديث. (٥٦)

امام بخاری حفظ حدیث کے پہاڑ اور فقہ الحدیث میں دنیا کے امام ہیں۔

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر نے امام دارمی کا قول نقل کیا ہے کہ.....

هو اكيس خلق الله، عقل عن الله ما أمر به ونهى عنه فى كتابه على لسان نبيه، إذا قرأ محمد القرآن شغل قلبه وبصره سمعه وتفكر فى أمثاله عرف حلاله من حرامه. (٥٧)

امام بخاری اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ ہوشیار و سمجھدار ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے نبی کی احادیث میں جن اوامر ونواہی کو بیان کیا ہے، ان کو امام بخاری خوب سمجھتے ہیں، جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو اپنے دل، نگاہ اور کان کو اس میں مصروف کر دیتے ہیں، امثال قرآن میں غور کرتے ہیں اور حلال وحرام کو معلوم کرتے ہیں۔

---

(٥٥) السیر ١٢/ ٤١٧، ٤٢٩۔ مقدمۃ الفتح ص ٥٠٦، ٥٠٨۔

(٥٦) تقریب التہذیب ٢/ ١٤٤۔

(٥٧) السیر ١٢/ ٤١٢، ٤٢٦۔ مقدمۃ الفتح ص ٥٠٩، ٥١٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کے تفقہ واجتہاد پر ان کے شیوخ ومعاصرین اور متاخرین کی شہادات کی یہ چند جھلکیاں مزید شواہد سے مستغنی کرنے کے لئے کافی ہیں، یہ عظیم شہادات اور اعترافات ان بلند پایہ ہستیوں کی زبان مبارک سے صادر ہوئے ہیں جو امت اسلامیہ کے سرخیل اور حدیث وفقہ میں دنیائے اسلام کے مستند مرجع مانے جاتے ہیں، پھر بھی امام بخاری کی قدآور شخصیت کے سامنے اپنی پست قامتی کا سچائی سے اعتراف کررہے ہیں۔

امام بخاری کو تفقہ واجتہاد میں جو قدرت ودسترس کامل حاصل تھی، اس کو امام بخاری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

قال محمد بن ابی حاتم: سمعت أبا عبدالله يقول: لاأعلم شيئا يحتاج إليه إلا وهو في الكتاب والسنة فقلت له: يمكن معرفة ذلك كله؟ قال: نعم.(۵۸)

محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ بخاری کو کہتے سنا کہ لوگوں کی ضرورت کا جو مسئلہ میں جانتا ہوں وہ کتاب وسنت میں موجود ہوتا ہے، میں نے کہا: کیا ہر مسئلہ کی معرفت کتاب وسنت سے ممکن ہے؟ تو فرمایا: ہاں۔

کتاب وسنت سے مسائل اسلامیہ کے استخراج میں امام بخاری کی یہی مجتہدانہ شان ان کو محدثین اور فقہاء مذاہب سے ممتاز کرتی ہے، وہ اس باب میں محدثین کے طرز پر صرف حدیث کے جمع وتدوین اور غیر فقہی ابواب پر قناعت کرتے ہیں، اور نہ فقہاء کے منہج کی اتباع کرتے ہیں، بلکہ براہ راست کتاب وسنت سے استدلال کرتے ہیں، اور طریقہ استدلال بھی انھیں دونوں سے ماخوذ اور استوار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی کتاب جامع صحیح میں استنباط مسائل کو کسی معین فقہی مذہب کا پابند نہیں کرتے، کسی بھی مذہب کی موافقت یا مخالفت کتاب وسنت میں ان کے اجتہاد کا ثمرہ ہوتی ہے۔

---

(۵۸) مصدر سابق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کا مسلک

کبار محدثین بالخصوص ائمہ صحاح ستہ کے ساتھ ہمیشہ یہ معاملہ رہا ہے کہ اہل مذاہب نے ان کو اپنے اپنے مذہب ومسلک کا پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح کا معاملہ امام بخاری کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔ ان کے مذہب ومسلک کے بارے میں علامہ عجلونی نے تین اقوال بیان کئے ہیں، ایک یہ کہ امام صاحب شافعی المذہب تھے، جیسا کہ علامہ تاج الدین سبکی نے ان کو "الطبقات الشافعية" میں ذکر کیا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حنبلی المذہب تھے، جیسا کہ ابن ابی یعلی الفراء نے "طبقات الحنابلة" میں ذکر کر کے اس کا اشارہ دیا ہے، اور ابوالحسن بن عراقی نے بھی یہی کہا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے، کسی مذہب کے مقلد نہیں تھے، چنانچہ عجلونی فرماتے ہیں:

وقيل كان مجتهدا مطلقا، واختاره السخاوي: والميل بكونه مجتهدا، صرح به تقي الدين بن تيمية، فقال: إنه إمام في الفقه من أهل الإجتهاد انتهى. (۵۹)

امام بخاری مجتہد مطلق تھے، سخاوی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے مجتہد مطلق ہونے کے تصریح علامہ تقی الدین بن تیمیہ نے ان الفاظ میں کی ہے کہ امام بخاری فقہ کے امام اور مجتہد تھے۔

محدث جلیل علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے امام بخاری اور دوسرے اصحاب صحاح کے مذہب کے بارے میں بعض حنفیہ کے اس قول کی تردید کی ہے کہ یہ ائمہ حدیث شافعی یا حنبلی تھے، اس پہلو پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اصحاب صحاح مذہباً اہل حدیث اور مجتہد تھے، کسی ایک معین امام کے مقلد نہیں تھے، اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ

---

(۵۹) مقدمۃ التحفہ، ص ۲۸۱۔ سیرۃ البخاری، ص ۱۳۸، ۱۳۹۔ طبع اسرار کریمی الہ آباد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہومقدمہ التحفہ، ص:۲۷۹، ۲۸۰۔

ہم پہلے امام بخاری کے تفقہ اور اجتہاد میں امام ہونے پر ان کے شیوخ و معاصرین اور محدثین کی شہادات ذکر کر چکے ہیں، اب مختلف مکاتب فکر کے علماء سے منقول کچھ نصوص صریحہ پیش کی جارہی ہیں جو امام بخاری کے مجتہد مطلق ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اور اس کے خلاف آواز اٹھانے والوں کے تعصب یا کوتاہ علمی کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔

علامہ قسطلانی شافعی شارح بخاری فرماتے ہیں:

والبخاری رحمه الله لم يتحر مذهب إمام بعينه، بل اعتمد على ماصح عنده من الحديث ثم أكده من الآثار.(٦٠)

امام بخاری نے کسی معین امام کے مذہب کو پیش نظر نہیں رکھا ہے بلکہ صحیح حدیث پر اعتماد کر کے اس کو ذکر کیا، پھر آثار سے اس کو مؤکد کیا ہے۔

ابھی کچھ پہلے علامہ عجلونی کے حوالے سے یہ صراحت گذر چکی ہے کہ علامہ سخاوی اور تقی الدین ابن تیمیہ دونوں امام بخاری کے مجتہد مطلق ہونے کے قائل تھے۔

مجموع الفتاویٰ میں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

أما البخاری و أبو داؤد إمامان فی الفقه و كانا من أهل الاجتهاد.(٦١)

امام بخاری اور ابوداؤد فقہ میں امام تھے اور دونوں مجتہد تھے۔

بعینہ یہی کلام علامہ محدث مبارکپوری نے بعض حنفیہ کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔(٦٢)

علامہ ابن عابد بن شامی حنفی نے امام بخاری کی شان میں لکھا ہے:

الامام البخاری معجزة للرسول البشير النذير ..... أمير المؤمنين فی الحديث أحد سلاطين الاسلام الامام المجتهد.(٦٣)

امام بخاری رسول بشیر و نذیر ﷺ کا معجزہ ہیں ..... وہ امیر المومنین فی الحدیث،

---

(٦٠) ارشاد الساری ۸/ ۲۵۸۔ (٦١) مجموع الفتاوی ۲/ ۴۰۔

(٦٢) مقدمۃ التحفہ، ص ۲۷۹۔ (٦٣) عقود اللآلی، ص ۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان الاسلام اور امام مجتہد ہیں۔

علامہ ابوالحسن سندی حنفی جن کا بخاری شریف پر عالمانہ حاشیہ اپنی خاص افادیت کی وجہ سے معروف ہے، لکھتے ہیں:

قد تنازع البخاری المذاهب الاربعة، والصحیح انه مجتهد. (۶۴)

امام بخاری نے چاروں مذاہب کے مسائل سے مناقشہ کیا ہے، اور صحیح بات یہ ہے کہ امام صاحب مجتہد تھے، علامہ انور شاہ کشمیری نے متعدد مقامات پر امام بخاری کے مجتہد مطلق ہونے کو حق اور شک وشبہہ سے بالاتر حقیقت قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:

ولکن الحق ان البخاری مجتهد. (۶۵)

حق بات یہ ہے کہ امام بخاری مجتہد تھے۔

واعلم ان البخاری مجتهد لاریب فیه. (۶۶)

خوب جان لو: امام بخاری مجتہد تھے، اس میں کسی شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔

إن البخاری عندی سلک مسلک الاجتهاد. (۶۷)

میرے نزدیک بلاشبہہ امام بخاری مسلک اجتہاد کے راہی تھے۔

مولانا زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں:

والأرجح عندی أنه مجتهد مستقل کما یظهر من إمعان النظر فی الصحیح. (۶۸)

میرے نزدیک زیادہ راجح بات یہی ہے کہ امام بخاری مجتہد مستقل تھے، جیسا کہ جامع صحیح میں بغور وفکر دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

تلخ وشیریں

میں نے امام بخاری کے مجتہد مطلق ہونے اور ان کے مسلک اجتہاد پر کبار علماء حنفیہ

---

(۶۴) حاشیۃ السندی علی صحیح البخاری ۱/۱ (۶۵) العرف الشذی، ص ۵۔

(۶۶، ۶۷) فیض الباری، ۱/۵۸، ۳۲۵۔ (۶۸) اللامع الدراری، ۱/۶۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو علم حدیث میں مشہور ہیں، کی تصریحات اس لئے زیادہ نقل کی ہیں کہ بعض متاخرین حنفیہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً امام بخاری کے مقلد ہونے کے شگوفے چھوڑے جاتے ہیں، بعض روشن خیال علماء اور بزعم خویش مدبر قرآن نے یہاں تک خیال آرائی کی ہے کہ امام بخاری اور جملہ محدثین کا علم صرف روایت حدیث تک محدود ہے، فن فقہ و درایت اور اجتہاد ان کا میدان عمل نہیں ہے، لگتا ہے کہ کسی ایسے اندھے نے لاٹھی گھمائی ہے جو بصارت اور بصیرت دونوں سے محروم ہے، اس کی مثالیں مولانا مودودی، امین احسن اصلاحی، عبدالرشید نعمانی وغیرہ کی تحریرات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ہمیں تعجب ہے اور افسوس بھی ان حنفی علماء پر جو اس باب میں اپنے اکابر کی تحقیقات و تصریحات سے اس طرح اغماض کر رہے ہیں گویا یہ سب لائق اعتناء نہیں ہیں، حالانکہ ان کی ساری لن ترانیاں ان کے اکابرین کی تحقیقات کے بالمقابل ہوا میں تیر چلانے کے مترادف ہیں۔

دوسری طرف اپنے انھیں بزرگوں سے عقیدت کا یہ عالم ہے کہ ان کی حکایات، منامات اور کرامات کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں گویا اپنی آنکھوں دیکھا حال سنا رہے ہیں، اور جب کوئی شخص ان عجائب و غرائب کو واقعیت کی میزان پر تولنے کی بات کرتا ہے تو اس کو بے دینی اور بزرگوں کی شان میں گستاخی کا مجرم قرار دیتے ہیں۔

بہت عرصے پہلے مشکاۃ المصابیح کے متوازی ''زجاجۃ المصابیح'' کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی تھی، اس پر ایک تبصرہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے قلم سے مجلّہ ''دارالعلوم'' دیوبند میں، اور دوسرا تبصرہ مولانا ابوالمآثر اعظمی کے قلم سے غالباً مجلّہ ''برہان'' دہلی یا ''معارف'' اعظم گڈھ میں نظر سے گذرا تھا، دونوں فاضل تبصرہ نگاروں نے اس بات پر فخر و مسرت کا اظہار فرمایا تھا کہ یہ کتاب حنفی احادیث کا مجموعہ ہے، جس کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی، ساتھ ہی افسوس کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مشکاۃ المصابیح اور دوسری کتب حدیث کے مؤلفین شافعی المسلک تھے، اس لئے انھوں نے صرف اپنے مسلک کی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں درج کیا، اور حنفی مسلک کے موافق حدیثوں کو قلم انداز کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ وغیرہ۔

ان دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے تبصروں میں کتب حدیث بالخصوص کتب صحاح ستہ اور مشکاۃ المصابیح پر دو الزامات عائد کئے ہیں، ایک تو ان کو شافعی المسلک قرار دیا، دوسرے یہ کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں صرف شافعی مذہب کی حدیثوں کا اندراج کیا، اور مذہب حنفی کے موافق حدیثوں کو ترک کر دیا، اسی زمانے میں راقم الحروف نے دونوں تبصروں کا تجزیہ کر کے دونوں الزامات کا جواب اکابر علماء حنفیہ کے تحقیقی اقوال کی روشنی میں لکھا تھا، اور مذکورہ کتب حدیث سے ایسی حدیثوں کو نقل کیا تھا جن سے علماء حنفیہ اپنے مسلک پر استدلال کرتے ہیں، یہ جوابی تحریر جریدہ ''ترجمان'' دہلی کے دو یا تین شماروں میں قسطوار شائع ہوئی تھی، اس میں ضمناً دو کتابوں پر بھی ناقدانہ نظر ڈالی گئی تھی، ایک صحیح بخاری کے متوازی ''صحیح البہاری''، اور دوسری شوق نیموی کی آثار السنن۔

شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ نے اس مضمون کی اشاعت پر ایک مکتوب کے ذریعہ اپنے نیک تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے تنبیہ فرمائی کہ ''کاش اس میں ابن حزم کی غلظت وشدت نہ ہوتی۔''

دوسری جانب ہمارے شہر مئو کے ایک بزرگ حنفی عالم یہ تنقیدی تحریر دیکھ کر اس قدر برافروختہ ہوئے کہ کسی جریدے میں خوب لعن طعن کی، اور راقم الحروف کو بے ادبی، گستاخی اور بدزبانی کا مرتکب قرار دیا۔

یہ قصۂ نامرضیہ اس لئے ذکر کیا گیا ہے، کہ محدثین بالخصوص امام بخاری وغیرہ کو کسی نہ کسی ناحیہ سے ہدف تنقید وتحقیر بنانے کی مذموم کوشش برابر ہوتی رہتی ہے، اس سلسلے میں یہ ناقدین اپنی ناک اونچی بنانے کے لئے اپنے اکابرین کی تحقیق حق کو پس پشت ڈال کر ان کی عظمت واحترام کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے، اور جب کوئی دوسرا ان کی نسبت کوئی علمی بحث اٹھاتا ہے تو عقیدت واحترام کا طوفان سر پر اٹھا لیتے ہیں، حق وانصاف سے بے نیاز ہو کر جانب داری اور اکابر پرستی کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں، بدقسمتی سے افسوس ناک بلکہ خطرناک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورِ خی غلو پسندی برصغیر میں اوج کمال پر پہنچی ہوئی ہے، ابھی حال میں مولانا عبداللہ معروفی استاذ تخصص فی الحدیث، دیوبند، نے اپنے کتابچہ بنام ''فضائل اعمال پر اعتراضات، ایک اصولی جائزہ'' میں احادیث صحیح بخاری کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''خود الجامع الصحیح میں ایسی مثالیں موجود ہیں جن کی روایت میں کوئی متکلم فیہ راوی موجود ہے، جن کی حدیث محدثین کے اصول پر کسی طرح حسن سے اوپر نہیں اٹھ سکتی، بلکہ بعض حدیثوں میں ضعیف راوی منفرد ہے۔'' (۶۹)

اس کے بعد شیخ ابوغدہ کی پیروی میں تین احادیث پر تمسخرانہ و گستاخانہ انداز میں کلام کیا ہے، الحمدللہ خود ان کے ہم مسلک مولانا مجیب الغفار اسعد اعظمی نے محققانہ انداز میں ان کا جواب دیا ہے، اور ان کی علمی خیانت کا پردہ بھی فاش کیا ہے، ملاحظہ ہو مجلّہ ''ترجمان الاسلام'' بنارس، شمارہ جنوری تا جون ۲۰۰۵ء۔ ہم نے بھی اخیر کتاب میں ''تنقید وتضعیف کا جائزہ'' کے عنوان سے معروفی صاحب کا جواب لکھا ہے۔

یہ تلخ وشیریں باتیں امام بخاری کے مسلک اجتہاد کے اثبات اور مخالف قول کی بے وزنی و بے حقیقتی کے بیان میں ناگزیر طور پر در آئیں، ورنہ ہم نے ہر چند ایسی چیزوں سے پہلوتہی کی کوشش ہے۔

تفقہ واجتہاد کے شواہد

امام بخاری کے تفقہ اور اجتہاد کے عظیم ترین شواہد و براہین جامع صحیح کے تراجم ابواب ہیں، ان کا بغور وتدبر مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت خود ہی منکشف ہو جاتی ہے کہ امام بخاری کے تفقہ واجتہاد پر کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، اس سے پہلے کہ ہم تراجم ابواب سے کچھ مثالیں پیش کریں، تمہیدی طور پر ایک دو واقعے ذکر کئے جاتے ہیں۔

محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں:

---

(۶۹) فضائل اعمال پر اعتراضات کا ایک اصولی جائزہ، ص ۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال أبو عبدالله: سئل اسحاق بن راهويه عمن طلق ناسياً، فسكت ساعةً طويلةً متفكراً، والتبس عليه الأمر، فقلت أنا: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله عزوجل تجاوز عن أمتي ماحدثت به أنفسها مالم تعمل به أو تكلم.(۷۰)

إنما يراد مباشرة هذه الثلاث، العمل و القلب، أو الكلام و القلب، وهذا لم يعتقد بقلبه، فقال إسحاق: قويتني، قواك الله، وأفتى به.(۷۱)

امام بخاری کا بیان ہے کہ ان کے شیخ اسحاق بن راہویہ سے کسی نے بھول کر طلاق دینے والے کے بارے میں مسئلہ پوچھا، وہ بہت دیر تک خاموش سوچتے رہے، بات واضح نہیں ہورہی تھی، امام بخاری نے کہا: میں بتاتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان باتوں کو درگذر کردیا ہے جو اس کے دل میں گذرتی رہتی ہیں، جب تک کہ دل میں آئی بات پر عمل نہ کرے، یا اس کو زبان سے ادا نہ کرے" اسے سے مراد یہ ہے کہ تین چیزیں (قلب، عمل، قول) دوصورتوں میں پائی جائیں تو دل کی بات لائق اعتبار ہوگی، دل کا ارادہ اور اس کے مطابق عمل، یا دل کا ارادہ اور زبان سے اس کی ادائیگی، یہاں پر بھول کر طلاق دینے والے کے دل میں طلاق دینے کا خیال وارادہ نہیں تھا، (اس لئے یہ طلاق واقع نہیں ہوئی) یہ سن کر شیخ اسحاق بول پڑے کہ آپ نے مجھے قوت ومدد پہنچائی، اللہ تعالیٰ آپ کو اور قوی بنائے، پھر یہی فتویٰ صادر فرمایا۔

حدیث مذکور سے ظاہری طور پر متبادر معنیٰ یہ ہے کہ انسان کے دل میں جو وسوسے اور فاسد خیالات آتے ہیں، ان پر کوئی خدائی مواخذہ نہیں ہے، لیکن امام بخاری اسی حدیث سے انتہائی گہرائی وباریک بینی کے ساتھ کئی فقہی مسائل مستنبط کرکے معاشرتی بحران سے امت کو نجات دلاتے ہیں، یہاں پر امام بخاری نے اپنے لطیف اجتہاد واستدلال کو خود ہی

---

(۷۰) أخرجه من حديث أبي هريرة البخاري في الطلاق، وفي الأيمان والنذور، باب إذا حنث ناسياً في الأيمان، ومسلم في الايمان (۱۲۷) وابوداؤد، (۲۲۰۹) والترمذي (۱۱۸۳) والنسائي ۱۵۸/۶، وابن ماجة (۲۵۴۰)

(۷۱) السیر ۱۲/۴۱۴، مقدمۃ الفتح ص ۵۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھایا ہے، مزید حاجت بیان نہیں ہے۔

دوسرا واقعہ

امام بخاری فرماتے ہیں:

اعتللت بنيسابور علة خفيفة، وذلك في شهر رمضان، فعادني إسحاق بن راهويه في نفر من أصحابه، فقال لي أفطرت يا ابا عبدالله؟ فقلت: نعم، فقال يعني تعجلت في قبول الرخصة، فقلت أخبرنا عبدان عن بن المبارك عن ابن جريج قال: قلت لعطاء من أي المرض أفطر: قال من أي مرض كان، كمال قال الله عزوجل ﴿فمن كان منكم مريضاً﴾ (۷۲) قال البخاری لم يكن هذا عند إسحاق. (۷۳)

میں نیساپور میں معمولی سا بیمار ہو گیا تھا، میرے شیخ اسحاق بن راہویہ اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ میری عیادت کے لئے آئے، انھوں نے کہا، اے ابوعبداللہ کیا آپ نے روزہ چھوڑ دیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، انھوں نے کہا آپ نے رخصت قبول کرنے میں جلد بازی کی ہے، میں نے کہا ہمیں بواسطہ عبدان عن بن المبارک عن ابن جریج یہ روایت پہنچی ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ عطاء سے پوچھا کہ کس بیماری کی وجہ سے میں روزہ چھوڑ سکتا ہوں؟ عطاء نے کہا: جو بھی بیماری ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فمن كان منكم مريضاً﴾ امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ روایت امام اسحاق کو معلوم نہ تھی۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ "مریضاً" کا لفظ مطلق ہے، خفیف یا ثقیل مریض کی کوئی قید نہیں ہے، اس لئے ہر قسم کے مریض کے لئے افطار صوم کی رخصت ہے۔

تفقہ واجتہاد کے یہ دو واقعات اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ ان میں قرآن وحدیث سے فقہی مسائل اور حکیمانہ نکتوں کے استخراج واستنباط میں امام بخاری کی دقت نگاہی، اوران کے اصول وطرز استدلال کی فنی مہارت وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔

---

(۷۲) سورہ بقرہ/۱۸۴ (۷۳) مقدمۃ الفتح، ص ۵۱۱، ۵۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم ابواب، فقہ واجتہاد کے شاہکار

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری کے تفقہ واجتہاد کا شاہکار جامع صحیح کے تراجم ابواب ہیں، امام صاحب آیات اور احادیث کو کسی خاص مسئلہ اور ایک موضوع تک محدود نہیں رکھتے ہیں، بلکہ تراجم کے ذریعہ ان کی وسعت وعمومیت کا دائرہ اس حد تک پھیلاتے ہیں کہ مسائل واحکام کا کوئی گوشہ ادھورہ نہیں رہتا، یہاں تک کہ حدیث کے ان دور دراز گوشوں اور تہوں میں پہونچ جاتے ہیں جہاں سے گوہر مقصود ڈھونڈ نکالتے ہیں، ان تراجم کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ ایک طرف دقیق استدلال کی راہ کھولتے ہیں، تو دوسری طرف فکر وتدبر اور طرز استدلال کی تربیت ورہنمائی بھی ہوتی ہے، ان اصول واستدلالات اور ان کی متنوع کیفیات وتدقیقات کو تراجم ابواب میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔

مثلاً:۱- امام بخاری نے اپنی جامع صحیح کا آغاز "باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے کیا ہے، اس میں آیت ﴿إنا أوحینا إلیک﴾ الآیة. (۷۴) لائے ہیں، پھر حدیث (إنّما الأعمال بالنیات) کو ذکر کیا ہے، جو اس باب کی پہلی حدیث ہے، اس کی باب سے مناسبت کے بارے میں قدیماً وحدیثاً بحث ہوتی آئی ہے، اور کسی یقینی مرحلے تک نہیں پہنچ سکی ہے، اس کی توجیہ میں بعض نے کہا کہ اس حدیث کو امام بخاری نے تبرکاً ذکر کیا ہے، کسی نے کہا کہ اس کے ذریعہ امام بخاری نے اپنی حسن نیت کو بیان کیا ہے، اور بعض نے یہاں تک کہہ دیا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو باب سے پہلے بمنزلہ خطبہ لکھا تھا، لیکن ناسخین کی غلطی سے باب کے تحت درج ہوگئی، لیکن جو لوگ تراجم میں امام بخاری کے طریقۂ کار سے واقفیت رکھتے ہیں وہ حدیث اور باب میں مناسبت کے مسئلہ کو اسی کی روشنی میں حل کرتے ہیں، چنانچہ بعض ابواب میں طریقۂ عمل یہ ہوتا ہے کہ ترجمہ کے مناسب قرآن کی آیت لاتے ہیں، پھر مسند حدیث ذکر کرتے ہیں، جو مذکورہ آیت کی تفسیر ہوتی ہے یا اور کسی پہلو سے معنوی مناسبت رکھتی ہے، اس طرح سلسلہ وار حدیث، آیت اور ترجمہ

(۷۴) سورہ نساء/۱۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مابین ربط ومناسبت ہوجاتی ہے۔

اسی نہج پر یہاں مناسبت کا مسئلہ حل کیا جاتا ہے، جیسا کہ آیۃ الباب ﴿إنا أوحينا إليك كما أوحينا﴾ کیفیت وحی پر دلالت کررہی ہے، جو ترجمہ (كيف كان بدء الوحي) کے موافق ہے، اور اس آیت کی تفسیر دوسری آیت ﴿وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين﴾ (۷۵) کررہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تحت الباب آیت ﴿إنا أوحينا﴾ سے مراد اخلاص فی الدین کی وحی ہے، اور حدیث (إنما الأعمال بالنيات) میں بھی اخلاص کی تاکید کی گئی ہے، اس طرح حدیث اور باب میں مطابقت کے ساتھ کیفیت وحی کا مسئلہ ثابت ہوجاتا ہے۔

ہمارے شیخ مولانا ابوالقاسم بنارسی رحمہ اللہ نے مناسبت کی سہل صورت یہ بیان فرمائی تھی کہ ترجمۃ الباب کے دو اجزا ہیں، ایک (كيف كان بدء الوحي) اور دوسرا، قول الله ﴿إنا أوحينا إليك﴾ الآیۃ، حدیث مذکور اسی دوسری جزء کے مطابق ہے، کیونکہ آیت اور حدیث کا مفہوم ایک ہے۔

۲- كتاب العلم، (٤) باب قول المحدث حدثنا وأخبرنا و أنبأنا.

اس باب کے بارے میں تفصیلی گفتگو خصوصیات جامع صحیح کے بیان میں کی جائے گی، یہاں پر ہم امام بخاری کے اجتہاد اور تربیت فکر وتدبر کے پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

اس باب کا مقصد یہ ہے کہ حدیث کو حدثنا، أخبرنا اور أنبأنا سے روایت کرنے میں فرق نہیں ہے، اور یہ تینوں الفاظ اصطلاحاً ایک ہیں، امام بخاری نے اس کے اثبات میں معلقات وموقوفات کو ذکر کرکے حضرت ابن عمر کی حدیث سے استدلال کیا ہے، جو یہ ہے:

عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: إن من الشجر شجرة لا يسقط ورقها، وأنها مثل المسلم، فحدثوني ماهي؟ ..... ثم قالوا: حدثنا ما هي يارسول الله؟ الحديث. (٧٦)

---

(۷۵) سورہ البینہ/۵ (۷۶) بخاری حدیث (۶۱، ۶۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث مذکور میں "حدثونی" اور "حدثنا" مذکور ہے، أخبرنا یا أنبانا کا کوئی ذکر نہیں ہے، پھر ترجمہ پر استدلال کس طرح درست ہے؟ اس کا ادراک وسعت نظر اور تتبع طرق میں مضمر ہے، اس حدیث کے دوسرے طرق کا تتبع کر کے ان میں نظر دوڑائی جائے تو حدیث کی باب سے مناسبت اور استدلال کی صحت واضح ہو جاتی ہے، چنانچہ یہاں باب میں عبداللہ بن دینار کی روایت کا لفظ "فحدثونی" ہے، اور کتاب التفسیر میں "یہ حدیث (۴۶۹۸) بروایۃ نافع "أخبرونی" اور اسماعیلی کے نزدیک ایک روایت میں "أنبؤنی" کے لفظ کے ساتھ مروی ہے، اسی طرح "باب الحیاء فی العلم" میں من طریق نافع عن عبداللہ بن دینار "حدثنا" کے بجائے "أخبرنا" کا لفظ ہے۔

حدیث کے ان طرق کے مجموعہ سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ روایت حدیث کے یہ تینوں الفاظ (تحدیث، إخبار، إنباء) ایک برابر ہیں، ان میں عالی اور سافل کا کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح قراءۃ المحدث اور قراءۃ علی المحدث، بالاجازۃ اور بدون الاجازہ بہر صورت حدیث کو مذکورہ صیغوں کے ساتھ بیان کرنا درست ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ امام بخاری نے حدیث مذکورہ سے فن حدیث کے ایک خاص مسئلہ کا استنباط کیا ہے، اور مخالف قول کے رد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳-باب لا تستقبل القبلة بغائط أو بول، إلا عندالبناء: جدار أو نحوه،

عن أبی أیوب الأنصاری قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أتیٰ أحدکم الغائط فلا یستقبل القبلة ولا یولها ظهره، شرقوا أو غربوا.

یہ بھی ان ابواب میں سے ایک ہے جس میں حدیث مذکورہ کی باب سے مطابقت ظاہر نہیں ہے، اور استدلال بھی خفی ہے، کیونکہ حدیث میں بظاہر کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جو ترجمۃ الباب میں کلام استثناء "إلا عند البناء" پر دلالت کر رہی ہو، اسی لئے بعض علماء نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہاں استثناء پر حدیث سے استدلال درست نہیں ہے، شارحین بخاری نے اس کے مختلف جواب دئے ہیں، ان میں قوی تر جواب یہ ہے کہ حدیث میں لفظ "الغائط" کے لغوی معنیٰ سے استثناء مذکور مستفاد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دقیق استدلال کی تفصیل علامہ سندی نے حاشیہ بخاری پر بہت عمدہ و عالمانہ انداز میں بیان کی ہے، جو اس طرح ہے:

''الغائط'' کا لغوی معنیٰ یہ ہے ''المکان المطمئن من الأرض فی الفضاء'' میدان میں زمین کی ہموار جگہ، اور عرفی ومجازی معنی ''ماخرج من الانسان'' ہے، یعنی انسان سے خارج ہونے والا پیشاب پائخانہ، پہلا معنی حقیقت لغویہ اور دوسرا حقیقت عرفیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہاں پر ''الغائط'' حقیقت لغویہ پر محمول ہے، اگر چہ کلام میں حقیقت عرفیہ کا اعتبار ہوتا ہے، لیکن حدیث مذکور میں لفظ ''الغائط'' بمعنی لغوی مستعمل ہونے کے متعدد قرائن ہیں، جو حقیقت عرفیہ مراد لینے سے صاف مانع ہیں۔

ایک قرینہ یہ ہے کہ ''اتی الغائط'' کو اگر عرفی معنی میں لیا جائے تو ''إتیان'' کی نسبت ''مایخرج من الانسان'' کی طرف ہوگی، جو غیر مستحسن ہے، کیونکہ ''أتی البول أو العذرة'' کوئی نہیں استعمال کرتا ہے، البتہ جگہ کی طرف اتیان کی اضافت شائع وذائع ہے، اسی طرح ''الغائط'' کا پیشاب پائخانہ کے لئے بنائے گئے مکان پر محمول کرنا بھی صحیح نہیں ہے، کیوں کہ یہ لغوی اور عرفی اعتبار سے مجازی معنی ہے۔

ایک بڑا قرینہ یہ ہے کہ حدیث مذکور میں دو جہتوں کی طرف رخ کرنے سے منع اور دوسری دو جہتوں کی طرف رخ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، یہ نہی اور تخییر میدان میں بہتر طور پر صادق آتی ہے، مکانات میں نہیں، کیوں کہ انسان قضائے حاجت کے لئے جب میدان میں جاتا ہے تو چاروں جہتوں کی طرف رخ کرنے پر مختار ہوتا ہے، اس لئے دو جہتوں سے منع اور دو جہتوں کو جائز قرار دیا گیا ہے، اس کے برخلاف گھروں میں بنائے گئے لیٹرین روم میں ہر سمت رخ کرنا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ عمارت کے رخ اور کیفیت کی پابندی کرنی ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ترجمۃ الباب میں استثناء مذکورہ (الاعند البناء) پر امام بخاری کا استدلال حدیث کے لفظ ''الغائط'' کے لغوی معنی سے ہے جو ادب اور معانی وبیان کے اصول کے موافق اور قوی قرائن پر قائم ہے، اس لئے ثابت ہوا کہ صحراء ومیدان میں قبلہ کا استقبال واستدبار بوقت قضائے حاجت منع ہے، اور بنیان میں جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

صحیح بخاری اور اس کی خصوصیات

کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری وہ کتاب ہے جس کے مزایا و خصائص کے اتنے رنگ ہیں کہ ان کی انتہاء تک پہنچنا بھی کوہ پیمائی کے مترادف ہے، اسی لئے اہل علم نے اس کتاب کے محاسن کے تعلق سے جو کتابیں لکھیں وہ ایک یا چند رنگوں کے نقوش سے تجاوز نہ کر سکیں، ہماری یہ حقیر تحریر بھی اس باب میں ایک محدود قسم کی طالب علمانہ کوشش ہے جو چند مآخذ کے متفرق اوراق سے ماخوذ و مستفاد ہے۔

صحیح بخاری کا نام

اس عظیم المرتبت کتاب کو پورا نام حافظ ابن حجر کے بقول "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننه وأیامه." ہے۔(۷۷)

حافظ ابن الصلاح، امام نووی اور مولانا احمد علی سہارنپوری نے پورا نام تھوڑے فرق کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننه وأیامه."(۷۸)

ان دونوں ناموں کا حاصل معنیٰ یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر مشتمل صحیح مسند حدیثوں کی مختصر جامع کتاب ہے۔

مذکورہ نام کا پہلا لفظ "الجامع" ہے، محدثین کی اصطلاح میں کتب حدیث کی اعلیٰ قسم "جامع" ہے، اس کی تعریف یہ ہے کہ حدیث کی ایسی کتاب جس میں حدیث کے تمام اقسام بالخصوص درج ذیل آٹھ فنون کی حدیثیں مذکور ہوں۔

---

(۷۷) مقدمۃ الفتح، ص ۱۰۔

(۷۸) مقدمۃ ابن الصلاح، ص ۲۴، ۲۵۔ ماتمس إلیه الحاجة، ص ۳۹: مقدمہ حاشیۃ البخاری للسہارنفوری، ص ۴، طبع ہند۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱-عقائد۔ ۲-احکام۔ ۳-رقاق۔ ۴-آداب۔ ۵-غزوات وغیرہ۔
۶-تفسیر وتاریخ وغیرہ۔ ۷-فتن۔ ۸-مناقب ومثالب۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ صحیح بخاری ان آٹھوں فنون سمیت چون (۵۴) فنون اسلامیہ کی جامع کتاب ہے۔ (۷۹)۔ (اور فن جامع میں پہلی کتاب بھی ہے۔)

نام میں ''الجامع'' کے بعد ''المسند الصحیح'' کا ذکر اس بات پر دلیل ہے کہ اس کتاب میں تمام حدیثیں صحیح ہیں، اور متصل سند کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

صحیح بخاری کا موضوع ومقصد

اس کتاب کا اصل موضوع صرف صحیح حدیثوں کو اس میں ذکر کرنا ہے، اور ایک مقصد یہ ہے کہ متون احادیث سے فقہی مسائل، حکیمانہ نکتے اور لطیف معانی کا استخراج و استنباط کیا جائے، چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

تقرر أنه التزم فيه الصحة، وأنه لا يورد فيه إلا حديثاً صحيحاً، هذا أصل موضوعه – ثم رأى ألا يخليه من الفوائد الفقية والنكت الحكمية، فاستخرج بفهمه من المتون معاني كثيرة. (۸۰)

ان دونوں مسئلوں پر آگے تفصیلی بحث کی جائے گی۔

تالیف کا محرک

صحیح بخاری سے پہلے احادیث کے متعدد مجموعے مسانید ومعاجم اور جوامع کی شکلوں میں مدون ہو چکے تھے، لیکن ان میں صحیح اور ضعیف ہر طرح کی حدیثیں مذکور تھیں، کوئی ایسی کتاب نہیں تھی جو خالص صحیح حدیثوں کی جامع ہو، ائمہ حدیث نے اس خلا کو پورا کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کیا، اس صورت حال سے امام بخاری میں تحریک پیدا ہوئی کہ

---

(۷۹) سیرۃ البخاری، ص ۳۳۴۔ (۸۰) مقدمۃ الفتح، ص ۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث صحیحہ کا ایسا مجموعہ تیار کیا جائے جس کی صحت میں کوئی امین و دیانت دار شخص شک کرنے کی گنجائش نہ پائے۔

اس تحریک کو تقویت پہنچانے والے اور عملی شکل دینے پر برانگیختہ کرنے والے امام بخاری کے جلیل القدر استاذ اسحاق بن راہویہ ہیں، چنانچہ امام بخاری کہتے ہیں:

كنا عند إسحاق بن راهويه فقال: لو جمعتم كتابا مختصر الصحيح سنة النبي صلى الله عليه وسلم، قال: فوقع ذلك في قلبي، فأخذت في جمع الجامع الصحيح. (۸۱)

ہم لوگ اسحاق بن راہویہ کی خدمت میں حاضر تھے، انھوں نے کہا: کاش تم لوگ نبی ﷺ کی صحیح احادیث کی ایک مختصر کتاب تالیف کر دیتے، امام بخاری فرماتے ہیں یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی، میں نے اسی وقت سے الجامع الصحیح کی تالیف شروع کر دی۔

شیخ اسحاق بن راہویہ کی اس ترغیب وتشجیع کے ساتھ غیبی تائید بھی حاصل ہوئی، جیسا کہ امام بخاری کا بیان ہے۔

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكأنني واقف بين يديه وبيدي مروحة أذب عنه، فسألت بعض المعبرين فقال لي: أنت تذب عنه الكذب، فهو الذي حملني على إخراج الجامع الصحيح. (۸۲)

میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں، میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے، جس سے آپ کے اوپر سے کچھ ہانک رہا ہوں، بیدار ہو کر بعض معبرین سے تعبیر پوچھی، انھوں نے اس کی تعبیر یہ بیان کی کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب جھوٹی حدیثوں کو دفع کرو گے، اس خواب نے جامع صحیح کی تالیف کے شوق کو سوا کر دیا۔

انھیں سہ گونہ عوامل مبارکہ نے احادیث صحیحہ کے ایسے مثالی خزانہ سے امت مسلمہ کو

(۸۲،۸۱) مقدمۃ الفتح، ص ۸، ۹۔ تدریب الراوی ۱/ ۸۸۔ السیر ۱۲/ ۴۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود و متفخر کر دیا جس کا ہر سکہ کھرا ہے، چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں:

"لم أخرج في هذا الكتاب إلا صحيحاً."(۸۳)

"ما أدخلت في كتاب الجامع إلا ماصح."(۸۴)

میں نے اپنی کتاب جامع میں صرف صحیح حدیث درج کی ہے۔

تالیف میں اہتمام اور مدت تکمیل

کسی کتاب کی تالیف میں سہولت وصعوبت اور مدت کا انحصار اس کی علمیت، معنویت اور وسائل ومواد کی دستیابی، پھر مؤلف کی ذہانت وفطانت، علم وفہم اور مشاغل زندگی کی قلت وکثرت پر ہوا کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم اپنی حیات مستعار میں سیکڑوں کتابیں تالیف کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں، جن میں سے بعض کئی ضخیم مجلدات پر مشتمل ہوتی ہیں، اور بعض لوگ قلت تالیف کے مختلف مراتب ومقادیر سے معروف ہوئے ہیں۔

علوم وفنون کے جس قدر ذخیرے پائے جاتے ہیں، ان میں علم حدیث کا ذخیرہ سب سے اعلیٰ وارفع ہے، اس میں علوم حدیث کے انواع واقسام کی کثرت کا حال یہ ہے کہ ان کا شمار محدثین کے نزدیک بھی ممکن نہیں ہے، اگر کوئی طالب ان کی طلب وجستجو میں اپنی پوری عمر گزار دے تو بھی ان انواع کا احاطہ نہیں کر سکتا، اور نہ ان تمام تک اس کو رسائی ہو سکتی ہے، چنانچہ حافظ سیوطی لکھتے ہیں۔

"إعلم أن أنواع علوم الحديث كثيرة لا تعد، قال الحازمي في كتاب "العجالة" علم الحديث يشتمل على أنواع كثيرة تبلغ مائة، كل نوع منها علم مستقل، لو أنفق الطالب فيه عمره لما أدرك نهايته، وقد ذكر ابن الصلاح منها وتبعه المصنف خمسة وستين، وقال: وليس ذلك بآخر الممكن في ذلك، فإنه قابل للتنويع مالا يحصى."(۸۵)

(۸۳،۸۴) مقدمۃ الفتح، ص۹۔ السیر ۱۲/۴۰۲۔ تدریب الراوی ۱/۹۸ (۸۵) تدریب الراوی ۱/۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات سمجھ لو: کہ علوم حدیث کی اقسام اتنی زیادہ ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں، علامہ حازمی نے اپنی کتاب "العجالة" میں کہا ہے کہ علم حدیث کی اقسام اتنی زیادہ انواع پر مشتمل ہیں کہ ان کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہے، ان میں سے ہر نوع ایک مستقل علم ہے، اگر کوئی طالب اس میں اپنی پوری عمر صرف کر دے تو بھی اس کی انتہاء کو نہیں پا سکتا۔

ابن صلاح نے اور ان کی پیروی میں مصنف (نووی) نے ان انواع میں سے پینسٹھ کو ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ آخر الممکن تعداد نہیں ہے، کیونکہ اس کی بے شمار قسمیں ہو سکتی ہیں۔

علم حدیث کے اس بحر بیکراں میں غواصی کر کے صاف شفاف اصلی موتیوں کو چننا اور نوع بنوع کسوٹیوں پر پرکھ کر لڑیوں میں پرونا بڑا جان جوکھم کا کام ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عظیم و جاں کاہ خدمت کے لئے امت اسلامیہ میں سے محدثین عظام کو منتخب فرمایا، جو ہر دور میں رسالت وسنت کی حفاظت وصیانت اور نشر واشاعت کے ساتھ اس کے اصل خط و خال کو نکھارنے اور آلائشوں سے صاف ستھرا کرنے میں اپنی ساری توانائیاں صرف کرتے ہیں۔

انہیں مقدس جاں بازوں میں ایک جاں باز اور جامع کمالات رئیس المحدثین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی ذات گرامی ہے، موصوف نے اپنی جامع صحیح کی تالیف و تدوین میں چھ لاکھ حدیثوں کے سمندر میں غوطہ زنی کی اور طلب وجستجو کے بعد چیدہ چیدہ حدیثوں کو صحت وصداقت کے اعلیٰ معیار پر پرکھا، جو کھری ثابت ہوئی اس کو درج کتاب کیا، چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں:

"صنفت الجامع من ست مائة ألف حديث في ست عشرة سنة، وجعلته حجة فيما بيني وبين الله." (۸۶)

میں نے الجامع کو چھ لاکھ حدیثوں سے منتخب کر کے سولہ برسوں میں تصنیف کیا ہے، اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنایا ہے۔

اس سنگلاخ راہ کے سفر میں امام صاحب کو کتنے کٹھن مراحل سے گذرنا پڑا ہوگا؟ اس

---

(۸۶) مقدمۃ الفتح ص ۵۱۳۔ شذرات الذہب ۲/۱۳۴، ۱۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ چھ لاکھ حدیثوں کو فن حدیث کے سیکڑوں اصولوں پر جانچنا ہی ایک ہمت شکن اور جاں گداز مرحلہ ہے، پھر ان میں سے تقریباً ڈھائی ہزار صحیح ترین (اس کا بیان علاحدہ آرہا ہے) احادیث کا انتخاب اور دوسرے مراحل انتہائی جانفشانی اور دماغ سوزی کے طالب ہیں، دوسروں کے لئے ان سنگین مراحل کو عبور کرنا ایسا ہی ہے جیسے چٹان سے سر ٹکرانا۔

برکفے جام شریعت بر کفے سندان عشق ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

سولہ سالہ مدت تالیف کی تصریح امام صاحب نے خود فرمائی ہے، باقی یہ مسئلہ کہ تالیف کا آغاز وانجام کس سن میں ہوا؟ اس کے بارے میں امام صاحب کا کوئی بیان سامنے نہیں آیا ہے، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے محض ظن وتخمین کی بناء پر کہا ہے کہ تالیف کا آغاز ۲۱۷ھ اور اختتام ۲۳۳ھ میں ہوا ہوگا، واللہ اعلم۔

اولین اہتمام:- امام بخاری نے الجامع الصحیح کی تالیف میں جن خاص امور کا التزام واہتمام کیا ہے، ان میں پہلی چیز یہ ہے کہ انھوں نے اس مقدس عمل کے لئے مسجد حرام کا انتخاب کیا، اور کتاب میں ہر حدیث درج کرنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت صلاۃ استخارہ پڑھتے، جب حدیث کی صحت کا یقین ہو جاتا اس وقت اس کو کتاب میں لکھتے۔(۸۷)

یہی حال تراجم ابواب لکھنے کے وقت بھی تھا، ابن عدی نے مشائخ کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ.....

"إن البخاری حول تراجم جامعه بین قبر النبی ﷺ ومنبره، وکان یصلی لکل ترجمة رکعتین."(۸۸)

امام بخاری نے جامع صحیح کے تراجم ابواب کو حجرۂ نبوی اور منبر شریف کے درمیان ترتیب دیا، یعنی مسودہ سے مبیضہ کی طرف منتقل کیا، اور ہر ترجمہ کے لئے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

رہا امام بخاری کا یہ قول کہ "صنفته ثلاث مرات"(۸۹) میں نے اس کتاب کو

(۸۷، ۸۸، ۸۹) السیر ۱۲/۴۰۲۔ مقدمۃ الفتح ص ۵۱۲، ۵۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین بار تصنیف کیا ہے، اسی طرح مقام تصنیف کے بارے میں جو متعدد مقامات (مکہ، بصرہ، بخارا) بیان کئے جاتے ہیں، تو حافظ ابن حجر نے ان کی توجیہ یہ کی ہے کہ تصنیف، ترتیب اور ابواب قائم کرنے کی ابتداء مسجد حرام میں ہوئی، پھر اس میں احادیث کی تخریج وتحقیق اور تراجم کی تنقیح وتہذیب کا عمل متعدد بار مذکورہ مقامات میں جاری رہا، یہی معنی ہے تین بار تصنیف اور متعدد مقامات میں تالیف کرنے کا۔(۹۰)

دوم:- جامع صحیح کی تالیف کا عمل حضر وسفر میں دن ورات جاری رہتا تھا، حالت یہ ہوتی تھی کہ راتیں بھی احادیث میں فکر وتدبر اور خاص باتوں کی نشان دہی کرنے میں سوتے جاگتے گزرتی تھیں، یہاں تک کہ ایک رات میں بیسیوں بار امام صاحب اٹھ کر چراغ جلاتے اور حدیثوں پر نشان لگاتے، محمد بن یوسف بخاری کا بیان ہے کہ.....

"كنت مع محمد بن اسماعيل بمنزله ذات ليلة، فأحصيت عليه أنه قام وأسرج يستذكر أشياء يعلقها في ليلة ثمان عشرة مرة"(۹۱)

میں امام بخاری کے ساتھ ایک رات ان کے مکان میں رہا، دیکھا کہ رات بھر میں اٹھارہ مرتبہ اٹھے، اور ہر مرتبہ چراغ جلا کر یادداشت حدیثوں کو نوٹ فرماتے۔

محمد بن ابی حاتم وراق کا بیان ہے کہ.....

"كان أبو عبدالله، إذا كنت معه في سفر، يجمعنا بيت واحد إلا في القيظ، فكنت أراه يقوم في ليلة واحدة خمس عشرة مرة إلى عشرين مرة، في كل ذلك ياخذ القداحة فيورى نارابيده، ويسرج ويخرج أحاديث فيعلم عليها، ثم يضع رأسه، فقلت له إنك تحمل على نفسك كل هذا، ولا توقظني، قال: أنت شاب فلا أحب أن أفسد عليك نومك."(۹۲)

امام بخاری کے ساتھ جب میں سفر میں ہوتا تو سخت گرم دن کے سوا ہم دونوں ایک کمرے میں رہائش کرتے، میں امام صاحب کو دیکھتا کہ ایک رات میں پندرہ بیس مرتبہ اٹھتے،

---

(۹۰) مقدمۃ الفتح، ص ۵۱۴۔ (۹۱، ۹۲) السیر ۱۲/۴۰۲، ۔مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہر مرتبہ خود ہی چقماق سے آگ روشن کر کے چراغ جلاتے، اور کچھ حدیثوں پر نشان لگا کر سو رہتے، میں نے کہا آپ اتنی مشقتیں اپنی جان پر کیوں اٹھا رہے ہیں، مجھے کیوں نہیں جگا دیا کرتے، آپ نے فرمایا: تم جوان شخص ہو، میں پسند نہیں کرتا کہ تمہاری نیند خراب کروں۔

سوم:- یہ بات معروف ہے کہ امام بخاری نے جن شیوخ سے اخذ واستفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے، اور یہ سب ہی بلا اختلاف اس بات کے قائل تھے کہ ایمان قول وعمل سے مرکب ہے، اور بڑھتا گھٹتا ہے، امام بخاری کے وراق محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں:

"سمعته قبل موته بشهر يقول: كتبت عن ألف وثمانين رجلاً ليس فيهم إلا صاحب حديث، كانوا يقولون: الإيمان قول وعمل، يزيد وينقص." (۹۳)

امام بخاری کی موت سے ایک ماہ پہلے میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: میں نے ایک ہزار اسی محدثین سے حدیثیں لکھی ہیں، یہ سارے لوگ اس بات کے قائل تھے کہ ایمان قول و عمل کا مجموعہ ہے، اور بڑھتا گھٹتا ہے۔

ایک اور روایت اس طرح ہے:

"لقيت أكثر من ألف رجل أهل الحجاز والعراق والشام ومصر، لقيتهم كرات ------ ثم قال: فما رأيت واحدا منهم يختلف في هذه الأشياء، إن الدين قول وعمل وأن القرآن كلام الله." (۹۴)

امام بخاری کہتے ہیں، میں حجاز، عراق، شام اور مصر کے ایک ہزار سے زیادہ محدثین سے بارہا استفادہ کر چکا ہوں، ان میں سے کسی ایک کو کبھی ان امور میں اختلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ "دین" قول وعمل سے عبارت ہے، اور قرآن اللہ کا کلام ہے۔

سلف اور ائمہ دین ومحدثین کے نزدیک ایمان کا قول وعمل سے مرکب ہونا نہایت

---

(۹۳) السیر ۱۲/۳۹۵۔ الفتح ۱/۶۱۔ (۹۴) السیر ۱۲/۴۰۷۔ مقدمۃ الفتح ص ۵۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہتم بالشان اعتقادی مسئلہ ہے، اور نصوص کتاب وسنت سے ثابت ہے کہ ایمان کے لئے قول کے ساتھ عمل بھی لازم ہے، یعنی تصدیق قلبی، اقرار لسانی، اور عمل بدنی کے مجموعہ کا نام دین وایمان ہے، اور عمل کے اعتبار سے ایمان میں کمی اور زیادتی ہوا کرتی ہے، صحابہ وتابعین کا بالاتفاق یہی عقیدہ تھا، تبع تابعین کے زمانے میں اس عقیدے کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے گئے، اور بعض فرق ضالہ بالخصوص مرجئہ نے عمل کو ایمان سے خارج قرار دیا، پھر بھی محدثین کی جماعت اسی عقیدۂ حقہ پر قائم رہی، جیسا کہ امام بخاری نے اپنے ہزاروں اہل حدیث شیوخ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

ایمان وعمل کے اس بنیادی واجماعی مسئلہ میں جب مرجئہ اور اس کے ہم خیال عقلیت پسندوں نے اختلاف کا دروازہ کھولا، اور نصوص شرعیہ کی تاویلیں اور ان میں موشگافیاں کر کے بدعقیدگی وضلالت کا راستہ اختیار کیا، تو امام بخاری نے ایمان مع العمل کے مسئلہ کو خوب اہتمام کے ساتھ اپنی ''الجامع الصحیح'' کی کتاب الایمان کا سرنامہ وعنوان بنا کر لکھا

''هو قول و فعل، يزيد وينقص.''

ان مختصر اور جامع الفاظ میں امام بخاری نے ایمان کی حقیقی مکمل تعریف اور اس کے لوازم کو سمیٹ کر دوٹوک انداز میں واضح کیا ہے کہ ایمان کے لئے تصدیق، شہادت اور عمل کا ہونا ضروری ہے، اور عمل وہ جزء ہے جس سے ایمان میں زیادتی اور کمی ہوا کرتی ہے، اس حقیقت کو متعدد آیات صریحہ واستدلالیہ، معلقات مرفوعہ اور آثار صحیحہ سے مدلل ومزین کیا ہے، اسی پر اکتفاء نہیں کیا ہے، بلکہ کتاب الایمان کے تمام ابواب ہی اس اسلوب سے قائم کئے ہیں جو ایمان کے لئے عمل کے وجوب ولزوم پر صریحاً یا استدلالاً دلالت کرتے ہیں، اور مرجئہ وغیرہ کے اقوال فاسدہ واعتقادات باطلہ کے ردوابطال کے جامع مرقع اور کتاب وسنت کے جواہر پاروں سے مرصع ہیں۔

امام بخاری نے اس بات کا بھی خاص اہتمام والتزام کیا ہے کہ جامع میں ایسی حدیث کی تخریج کریں جس کے سارے رواۃ وناقلین مشہور صحابی تک اس پایہ کے ثقہ ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی ثقاہت پر ثقات اثبات (کبار ائمہ حدیث) کا اتفاق ہو، اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہو، حدیث کی سند متصل ہو، منقطع نہ ہو، نیز ہر راوی ثقاہت، عدالت، ضبط و حفظ کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کا ہو۔ (۹۵)

اس التزام بالغ کے ساتھ ہر حدیث کو صحت کے اعلیٰ معیار پر پرکھنا آسان کام نہیں ہے، خصوصا چھ لاکھ احادیث کے ذخیرہ سے ایسی حدیثوں کا انتخاب کرنا جو فن کے معیار پر بالکل کھری ثابت ہوں، اسی نابغۂ روزگار کے لئے ممکن ہے جسے قدرت الٰہی نے غیر معمولی فہم و فراست، ذکاوت و ذہانت، ہمت و عزیمت اور حفظ و اتقان کی نعمتوں سے نوازا ہو، جب کہ ایسے در یتیم کی نایابی کا حال یہ ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے　　بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ان گوناگوں جانفشانیوں اور نوع بنوع طویل مشقتوں کے بعد سولہ برس کی مدت میں صحیح مجرد کی تالیف کا عمل منزل تکمیل کو پہنچا، اگرچہ اس عظیم شاہکار کے لئے یہ مدت زیادہ نہیں ہے، لیکن امام بخاری نے اپنی جوانی جو زندگی کا اصل سرمایہ ہوتی ہے اس کی نذر کر دیا۔

احادیث کی تعداد

جامع صحیح بخاری میں مذکورہ احادیث کی تعداد علماء حدیث کے مابین مختلف ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابن الصلاح اور امام نووی نے احادیث بخاری کی تعداد مکررات سمیت سات ہزار دو سو پچہتر اور غیر مکرر احادیث کی تعداد چار ہزار بیان کی ہے، فرق یہ ہے کہ ابن الصلاح نے یہ تعداد مطلقاً ذکر کی ہے، اور نووی نے احادیث کو "مسندہ" کے ساتھ مقید کیا ہے، اور مذکورہ تعداد حموی سے نقل کیا ہے، بعد والے بھی انھیں کی تقلید کرتے ہوئے مذکورہ تعداد ذکر کرنے لگے، حالانکہ اتقان و احتیاط کے ساتھ تفصیلی جائزہ لینے سے یہ تعداد درست نہیں ثابت ہو رہی ہے، اس لئے میں (ابن حجر) نے پوری توجہ و احتیاط کے ساتھ

---

(۹۵) مقدمۃ الفتح ص ۱۱۔ مقدمۃ الارشاد ص ۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب بخاری کی حدیثوں کو شمار کیا تو معلقات ومتابعات کے سوا مکررات سمیت احادیث مرفوعہ کی کل تعداد سات ہزار تین سو ستانوے کو پہنچی، یہ تعداد ابن الصلاح اور نووی کی ذکر کردہ تعداد کے مقابلے میں ایک سو بائیس زائد احادیث پر مشتمل ہے۔(۹۶)

اس کے آگے لکھتے ہیں:

"فجميع ما في الكتاب على هذا بادمكرر تسعة آلاف وإثنان وثمانون حديثاً، وهذه العدة خارج عن الموقوفات على الصحابة والمقطوعات عن التابعين فمن بعدهم وأنا مقر بعدم العصمة من السهو والخطأ، والله المستعان."(۹۷)

کتاب صحیح بخاری میں تکرار کے ساتھ تمام احادیث موصولہ معلقہ اور متابعات کی مجموعی تعداد نو ہزار بیاسی ہے، اس تعداد میں صحابہ وتابعین وغیرہم کے آثار شامل نہیں ہیں۔ احادیث کے شمار میں انتہائی محنت واحتیاط کے باوجود سہو وخطاء سے عدم سلامتی کا مجھے اعتراف ہے، احادیث غیر مکررہ کی تعداد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فجميع ما في صحيح البخاري من المتون الموصولة بلا تكرير على التحرير ألفا حديث وستمائة حديث وحديثان، ومن المتون المعلقة المرفوعة التي لم يوصلها في موضع آخر من الجامع المذكور مائة وتسعة وخمسون حديثاً، فجميع ذلك ألفا حديث وسبعمائة واحد وستون حديثاً."(۹۸)

ضبط وشمار کے بعد صحیح بخاری میں غیر مکرر احادیث موصولہ کی مجموعی تعداد دو ہزار چھ سو دو ہے، اور معلقات غیر موصولہ کی تعداد ایک سو انسٹھ ہے، ان دونوں تعداد کا حاصل جمع دو ہزار سات سو اکسٹھ احادیث ہوا۔

حافظ ابن حجر کے مذکورہ اقوال کا خلاصہ یہ ہوا۔

(۹۶، ۹۷) مقدمۃ الفتح، ص ۴۹۲، ۴۹۳۔ (۹۸) مقدمۃ الفتح، ص ۵۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- معلقات ومتابعات کو چھوڑ کر احادیث مسندہ بالمکرّرہ کی مجموعی تعداد صحیح بخاری میں سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) ہے۔

۲- احادیث موصولہ بشمول معلقات ومتابعات مع المکرّرہ کی کل تعداد نو ہزار بیاسی (۹۰۸۲) ہے۔

۳- غیر مکررہ احادیث موصولہ کی تعداد دو ہزار چھ سو دو (۲۶۰۲) ہے۔

۴- معلقات مرفوعہ غیر موصولہ کی تعداد ایک سو انسٹھ (۱۵۹) ہے۔

۵- غیر مکررہ احادیث مرفوعہ، موصولہ وغیر موصولہ کی مجموعی تعداد دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) ہے۔

تنبیہ:- حافظ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ میں نے یہ اعداد وشمار اس لئے جمع کئے ہیں تا کہ ان لوگوں کے وہم پر تنبیہ ہو جائے جو کہتے ہیں کہ جامع میں سات ہزار دو سو پچہتر بالمکرّر حدیثیں ہیں۔

حافظ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"جمعت ذلک هنا تنبيهاً على وهم من زعم أن عدده بالمكرر سبعة آلاف ومائتان وخمسة وسبعون حديثا، وأن عدده بغير المكرر أربعة آلاف أو نحو أربعة آلاف."(۹۹)

دوسری تنبیہ یہ کی ہے کہ ہماری بیان کردہ تعداد سے وہ الفاظ حدیث خارج ہیں جنھیں امام بخاری نے تراجم ابواب میں ذکر کیا ہے، لیکن ان میں کوئی ایسی تصریح نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ حدیث مرفوع کے الفاظ ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"وذلک کله خارج عما أو دعه في تراجم الأبواب من ألفاظ الحديث من غير تصريح بما يدل على انه حديث مرفوع." (۱۰۰)

(۹۹، ۱۰۰) الفتح ۱۳/۵۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد احادیث میں اختلاف

جامع صحیح میں مکرر اور غیر مکرر احادیث کی مجموعی تعداد کے بارے میں ابن الصلاح اور امام نوی وغیرہما سے حافظ ابن حجر کا اختلاف شروع اور آخر بحث میں بیان ہو چکا ہے، لیکن یہ دیکھ کر شدید حیرت ہو رہی ہے کہ خود حافظ کے کلام میں غیر مکرر احادیث کی تعداد میں واضح فرق موجود ہے، چنانچہ مقدمہ ص ۵۰۱ میں دو ہزار چھ سو دو (۲۶۰۲) تعداد لکھی ہے، مگر شرح بخاری کتاب التوحید کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ غیر مکرر احادیث کی کل تعداد دو ہزار پانچ سو تیرہ (۲۵۱۳) ہے، الفاظ ملاحظہ ہوں:

"جميع ما فيه موصولاً ومعلقاً بغير تكرار ألفا حديث وخمسمائة حديث وثلاثة عشر حديثاً." (۱۰۱)

اسی تعداد کو سیوطی نے بھی شرح بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے، (۱۰۲) ان دونوں تعداد میں نو اسی حدیث کا فرق ہے، اس فرق کی ظاہری وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ حافظ نے احادیث کو متعدد بار شمار کیا، جس کے نتیجہ میں مبلغ کبھی زیادہ ہوا اور کبھی کم، رہا یہ مسئلہ کہ ان میں سے کون تعداد متقدم یا متاخر ہے؟ تو خاتمہ الفتح میں حافظ کا یہ قول "وقد أوضحت ذلك مفصلاً في أواخر المقدمة." (۱۰۳) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقدمۃ الفتح میں مذکورہ تعداد (۲۶۰۲) متقدم ہے، اور خاتمہ الفتح میں درج تعداد (۲۵۱۳) متاخر ہے، اس کے باوجود عام مصنفین اور باحثین نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے زیادہ والی تعداد (۲۶۰۲) ہی کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو مقدمہ للقسطلانی ۱/۲۸ – الباعث الحثيث لأحمد شاكر، ص ۳۶ – دراسات في الجرح والتعديل للدكتور الآعظمي ص ۳۶۱.

چونکہ اس باب میں مؤرخین و باحثین کا اصل مرجع و ماخذ حافظ ابن حجر اور ان کی

---

(۱۰۱) الفتح ۱۳/۵۵۲۔ (۱۰۲) التدریب ۱/۱۰۳۔ (۱۰۳) الفتح ۱۳/۵۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب مقدمہ ہدی الساری ہے، اس میں حافظ نے الفصل العاشر کے تحت تعداد احادیث پر تفصیلی گفتگو کر کے غیر مکرر احادیث کی مجموعی تعداد دو ہزار چھ سو دو (۲۶۰۲) لکھی ہے، اس لئے بعد والے علماء اسی کو نقل کرتے آرہے ہیں، سوائے سیوطی کے کسی کی نظر فتح الباری کے خاتمہ میں لکھی ہوئی تعداد (۲۵۱۳) پر نہیں پڑی، حالانکہ یہی متأخر ہے۔

شیخ محمد فؤاد عبدالباقی کی مترقمہ صحیح بخاری میں احادیث مسندہ بالتکرار پر عدد مسلسل سات ہزار پانچ سو ترسٹھ (۷۵۶۳) پر منتہی ہوا ہے، اس میں اور حافظ ابن حجر کی شمار کردہ تعداد (۷۳۹۷) میں ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) احادیث کا فرق ہے۔

بہر حال مکرر اور غیر مکرر احادیث کے اعداد و شمار میں مذکورہ اختلاف و فرق اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ کسی تعداد کے آخری اور قطعی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا، اور نہ اس میں سہو و خطا واقع ہونے سے انکار کرنا ممکن ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اس کا اعتراف کیا ہے، اس اختلاف و فرق کا غالب سبب یہ ہے کہ کسی جگہ دو حدیثیں ایک ہی سند سے مروی ہوتی ہیں، ان کو سہوا ایک شمار کر لیا جاتا ہے، یا متعدد طرق سے مروی ہونے کی صورت میں تعدد حدیث کا اشتباہ ہوتا ہے، اس قسم کی اور بھی صورتیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے شمار میں فرق ہو جاتا ہے، واللہ اعلم۔

قارئین کی سہولت کے لئے اعداد و شمار کا ایک خاکہ آگے پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جامع صحیح میں کتب اور ابواب کی تعداد

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے:

"أما عدد كتبه فقال في الكواكب أنها مائة وشئ، وأبوابه ثلاثة آلاف و أربعمائة وخمسون بابا مع اختلاف قليل في نسخ الأصول" (۱۰۴)

علامہ کرمانی نے الکواکب الدراری میں کہا ہے کہ جامع صحیح میں کتابوں کی تعداد ایک سو سے کچھ زیادہ ہے، اور اس میں ابواب کی تعداد تین ہزار چار سو پچاس ہے، اصول کے

(۱۰۴) مقدمۃ لإرشاد، ص ۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخوں میں یہ تعداد تھوڑا مختلف ہے۔

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے لکھا ہے کہ کتابوں کی تعداد ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہے۔(۱۰۵)

دکتور ضیاء الرحمٰن اعظمی نے کتابوں کی تعداد ستانوے (۹۷) تحریر کی ہے۔(۱۰۶)

لیکن اس کے مصدر کی نشاندہی نہیں کی ہے۔

علامہ کرمانی اور دکتور اعظمی کی بیان کردہ تعداد میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، اس لئے مولانا لکھنوی کے مقابلے میں یہی راجح ہے۔

جامع صحیح میں شیوخ کی تعداد

امام بخاری نے جن شیوخ سے اخذ واستفادہ کیا ہے اور حدیثیں لکھی ہیں، ان کی تعداد ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) ہے، جیسا کہ اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے، ان اکابر اساتذہ میں سے جن شیوخ سے امام بخاری نے جامع صحیح میں حدیثیں تخریج کی ہیں ان کی تعداد دوسو نواسی (۲۸۹) ہے۔(۱۰۷)

امام بخاری جن شیوخ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں، اور امام مسلم نے ان سے روایت نہیں کیا ہے، ان کی تعداد ایک سو چونتیس (۱۳۴) ہے۔(۱۰۸)

ثلاثیات بخاری کی تعداد

محدثین کے نزدیک سند عالی کو بہت اہمیت وخصوصیت حاصل ہے، اس کے حصول کے لئے محدثین کا اہتمام اور دور دراز سفروں کی صعوبات برداشت کرنا ان کی سنت تھی، عالی سند کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں اعلیٰ قسم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تک صحیح اسناد کے رجال کی تعداد کم سے کم ہو، صحیح بخاری میں اس قبیل سے ثلاثیات کی ایک تعداد ہے، یعنی امام بخاری اور نبی ﷺ کے درمیان رجال کے صرف تین واسطے ہیں، ان کی مجموعی تعداد بائیس (۲۲) ہے۔(۱۰۹)

---

(۱۰۵) ظفر الامانی، ص ۱۲۰۔ (۱۰۶) دراسات فی الجرح والتعدیل للاعظمی، ص ۳۵۱۔

(۱۰۷) مقدمۃ الارشاد، ص ۲۸۔ اعلام المحدثین، ص ۱۱۲۔ الدراسات للاعظمی، ص ۳۵۶۔

(۱۰۸، ۱۰۹) مقدمۃ الارشاد، ص ۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع صحیح کوامام بخاری سے پڑھنے والوں کی تعداد

امام بخاری کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا، جو کسی مدرسہ یا مسجد یا شہر تک محدود نہیں تھا، بلکہ حضر وسفر میں بھی یکساں طور پر رہتا تھا، درحقیقت آپ کی ذات گرامی چلتی پھرتی درسگاہ حدیث تھی، آپ کے حلقۂ درس میں طالبان حدیث کا بے پناہ ہجوم ہوتا تھا، اس لئے آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد شمار سے بالاتر ہے، البتہ جن لوگوں نے امام بخاری سے براہ راست جامع صحیح کو پڑھا، سنا اور روایت کیا ہے تذکرہ نگاروں کے متفقہ بیان کے مطابق ان کی تعداد نوے ہزار (۹۰۰۰۰) ہے، چنانچہ جامع صحیح کے خاص راوی محمد بن یوسف فربری کہتے ہیں:

"سمع كتاب 'الصحيح' لمحمد بن اسماعيل تسعون ألف رجل، فما بقي أحد يرويه غيري." (۱۱۰)

محمد بن اسماعیل کی کتاب صحیح کو نوے ہزار لوگوں نے ان سے سنا ہے، اب ان میں میرے علاوہ اس کو روایت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ جامع صحیح کی بے مثال مقبولیت و عظمت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ اس کو خود اس کے مصنف سے نوے ہزار اہل علم نے سنا اور پڑھا ہے، تاریخ ایسی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ کسی کتاب کو براہ راست اس کے مصنف سے پڑھنے کے لئے دنیا کے گوشے گوشے سے ایک کثیر خلقت ٹوٹ پڑی ہو، اور اس کی قراءت وسماعت کا ایک ریکارڈ قائم کیا ہو، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء.

جامع صحیح کے نسخے:

امام بخاری سے جامع صحیح کو پڑھنے اور روایت کرنے والوں کی کثرت کے لحاظ سے جامع صحیح کے نسخوں کا ایک ذخیرہ ہونا چاہئے، لیکن متاخرین تک ان میں سے قلیل تعداد ہی اتصال سند کے ساتھ پہنچی، ان میں چار رواۃ کے نسخے زیادہ مشہور ہیں۔ ۱- ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر الفربری (م ۳۲۰ھ)۔ ۲- ابراہیم بن معقل بن الحجاج النسفی (م ۲۹۴ھ)۔

(۱۱۰) السیر ۱۲/ ۳۹۸۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۱۶۔ مقدمۃ الإرشاد، ص ۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳-حماد بن شاکر النسوی (م ۲۹۰ھ)۔ ۴-أبوطلحہ منصور بن علی البزدوی (م ۳۲۹ھ)۔

یہ وہ رواۃ ہیں جنھوں نے امام بخاری سے جامع صحیح کو روایت کیا ہے، ان میں سے اول الذکر (فربری) کے نسخہ کو اولیت وفوقیت حاصل ہے، کیوں کہ حافظ ابن حجر کے زمانے تک اس کی روایت متصل بالسماع رہی، اور باقی نسخوں کی روایت متصل بالإجازہ تھی۔(۱۱۱)

جامع صحیح میں احادیث، کتب وابواب، شیوخ بخاری، ثلاثیات اور امام بخاری سے جامع کو پڑھنے والوں کے اعداد وشمار کا خاکہ

			تعداد	
	احادیث			
۱-	احادیث موصولہ غیر معلقات ومتابعات	بالتکرار	7563	محمد فؤاد عبدالباقی
			7397	ابن حجر
۲-	موصولہ مع معلقات ومتابعات	//	9082	//
۳-	موصولہ	غیر مکررہ	2602	//
			2513	//علی القولین
۴-	معلقات مرفوعہ غیر موصولہ		159	//
۵-	موصولہ وغیر موصولہ	غیر مکررہ	2761	//
	کتب وابواب			
۶-	کتب		100 تقریباً	
۷-	ابواب		3450	
۸-	شیوخ		289	
۹-	ثلاثیات		22	
۱۰-	امام بخاری سے جامع کو پڑھنے والے		90000	

(۱۱۱) السیر ۱۲/۳۹۸۔ مقدمۃ الفتح، ص ۵۱۶۔ مقدمۃ لإرشاد، ص ۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع صحیح کا مقام ومرتبہ

جامع صحیح کے محل ومرتبہ کے بارے میں جمہور محدثین کا مشہور مقولہ ہے "هو أصح الكتب بعد كتاب الله تعالى" محدث جلیل علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری لکھتے ہیں:

"قال شيخ عبدالحق الدهلوی فی مقدمة شرح المشكاة: إعلم أن الذی تقرر عند جمهور المحدثين أن صحيح البخاری مقدم علی سائر الكتب المصنفة حتی قالوا: أصح الكتب بعد كتاب الله صحيح البخاری." (۱۱۲)

شیخ عبدالحق دہلوی نے مقدمہ شرح مشکاۃ میں کہا ہے کہ یہ بات سمجھ لو کہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں ان تمام پر صحیح بخاری مقدم وفائق ہے، جمہور محدثین اس بات کے قائل ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب صحیح بخاری ہے۔

"قال الذهبی فی تاريخ الإسلام: و أما جامع البخاری الصحيح فأجل كتب الإسلام وأفضلها بعد كتاب الله تعالیٰ – فلو رحل الشخص لسماعه من ألف فرسخ / من مسيرة سنة) لما ضاعت رحلته." (۱۱۳)

حافظ ذہبی نے تاریخ اسلام میں کہا ہے کہ کتاب اللہ کے بعد تمام اسلامی کتابوں سے امام بخاری کی جامع صحیح اعلیٰ وافضل ہے، اگر کوئی شخص جامع صحیح کے سماع کے لئے ایک ہزار فرسخ (تین ہزار میل) یا ایک سال کی مسافت کا سفر کرے تو اس کا یہ سفر ضائع نہیں ہوگا۔

محدث قسطلانی نے لکھا ہے:

"إن كتاب البخاری الجامع – أتی من صحيح الحديث و فقهه بمالم يسبق إليه ولا عرج عليه أحد – فلذا رجح علی غيره من الكتب بعد كتاب الله وتحركت بالثناء عليه الألسن والشفاة." (۱۱۴)

---

(۱۱۲) مقدمۃ التحفہ، ص ۱۱۰۔ (۱۱۳) السیر ۱۲/۴۰۰۔ مقدمۃ الارشاد، ص ۲۹۔ الحدیث والمحدثون، ص ۳۷۹۔
(۱۱۴) مقدمۃ الارشاد، ص ۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جامع صحیح'' صحیح حدیث اور فقہ حدیث کی بے نظیر کتاب ہے، کوئی کتاب اس پر سبقت نہیں لے جاسکتی، اور نہ کوئی شخص اس مقام پر پہنچ سکا، اس لئے علماء اسلام نے کتاب اللہ کے بعد اس کو ساری دوسری کتابوں پر ترجیح دی ہے، اور اس کی تعریف میں مسلمانوں کی زبانیں اور ہونٹ متحرک رہتے ہیں، دوسرے مقام پر لکھا ہے:

''صرح الجمهور بتقديم صحيح البخاري ولم يوجد عن أحد التصريح بنقضه.''(۱۱۵)

جمہور محدثین نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ پر مقدم و راجح ہے، اس کے خلاف کسی عالم سے کوئی تصریح منقول نہیں ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

''أول مصنف في الصحيح المجرد، صحيح البخاري.''(۱۱۶)

خالص صحیح حدیث کی پہلی کتاب جو تصنیف کی گئی وہ امام بخاری کی جامع صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''أنه أصح الكتب المصنفة في الحديث النبوي.''(۱۱۷)

حدیث نبوی کے بارے میں جتنی کتابیں تالیف ہوئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح جامع بخاری ہے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

''أجمع العلماء على قبوله وصحة ما فيه وكذلك سائر الإسلام.''(۱۱۸)

مزید لکھتے ہیں:

''لا يوازيه فيه غيره لا صحيح مسلم ولا غيره.''(۱۱۹)

یعنی جامع صحیح کی مقبولیت اور اس میں مذکورہ حدیثوں کی صحت پر تمام علماء اور

---

(۱۱۵) مقدمۃ الارشاد، ص ۲۰۔ (۱۱۶) تقریب مع التدریب ۱/ ۸۸۔ (۱۱۷) مقدمۃ الفتح، ص ۱۱۔
(۱۱۸، ۱۱۹) البدایۃ والنہایۃ۔ ۱۱/ ۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا اجماع ہے، صحیح بخاری کا صحیح مسلم یا اور کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی۔

صاحب شذرات لکھتے ہیں:

"قال ابن الأهدل: أجمع الناس على صحة كتابه، حتى لو حلف بطلاق زوجته ما في صحيح البخاري حديث مسند إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا هو صحيح عنه كما نقله ما حكم بطلاق زوجته، نقل ذلك غير واحد من الفقهاء." (۱۲۰)

ابن اَہدل کا قول ہے کہ کتاب جامع کی صحت پر تمام علماء کا اجماع ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ جامع بخاری کی تمام احادیث مسندہ اگر صحیح نہ ہوں تو اس کی بیوی کو طلاق ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا، یہ بات بہت سے علماء وفقہاء سے منقول ہے۔

اس مسئلہ کو متعدد تذکرہ نگاروں اور شارحین بخاری نے بھی ذکر کیا ہے۔

جامع صحیح کے مقام ومرتبہ کے متعلق اس قسم کی تصریحات بہت ہیں، ان میں سے چند ہی کو ہم نے ذکر کیا ہے، جو اس حقیقت کو جاننے کے لئے کافی ہیں کہ جمہور محدثین اور فن حدیث کے ماہرین وناقدین کے نزدیک قرآن کریم کے بعد تمام کتب مصنفہ میں جامع صحیح بخاری اصح وارجح وافضل ہے، اور خالص صحیح حدیث کی پہلی کتاب ہے، کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

دوسرے یہ کہ جامع بخاری کی اصحیت واولیت اور مقبولیت پر تمام علماء سلف وخلف اور امت اسلامیہ کا اجماع بھی ہے، جو کوئی اس کے خلاف جامع صحیح کی شان میں خفت اور سبکی کی بات کرے وہ بدعتی اور مومنوں کی راہ سے برگشتہ ہے۔ (۱۲۱)

بعض لوگوں نے اپنی کم علمی یا عدم تحقیق کی بناء پر صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر مقدم اور ارجح قرار دیا ہے، لیکن محققین وناقدین نے پہلے روز ہی اس قول کو فن حدیث کی کسوٹی پر پرکھ

---

(۱۲۰) شذرات الذهب ۱/۱۳۵۔ (۱۲۱) حجۃ اللہ ۱/۱۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا قابل اعتبار ٹھہرایا ہے، حدیث کی شروح اور فنون کی اکثر کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے، مثلاً مقدمہ ابن الصلاح، تدریب الراوی، شرح نخبہ، مقدمہ الفتح، مقدمہ القسطلانی، اور مقدمہ التحفہ وغیرہ۔

تنبیہ:- صحیحین کی تقدیم وترجیح کی طرح صحیح حدیث کے فرق مراتب اور ایک دوسرے پر تقدیم کا مسئلہ بھی ہے، چنانچہ محدثین اور علماء فن نے صحیح حدیث کے مراتب واقسام مقرر کئے ہیں، اور تصریح کی ہے کہ تمام صحیح حدیثیں ایک درجہ کی نہیں ہیں، بلکہ ان کے سات مراتب ہیں، اور ان میں سے ہر پہلے کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہے، جیسا کہ ابن الصلاح نے بیان کیا ہے کہ "فأولها صحيح أخرجه البخاري ومسلم جميعاً" پہلی قسم، وہ صحیح حدیث ہے جس کی تخریج بخاری ومسلم دونوں نے کی ہے۔ الثانی، "صحيح انفرد به البخاري، اى عن مسلم." دوسری قسم، وہ صحیح حدیث جس کو تنہا امام بخاری نے روایت کیا ہے، مسلم نے نہیں۔

الثالث: "صحيح انفرد به مسلم اى عن البخاري" تیسری قسم، وہ صحیح حدیث جسے تنہا امام مسلم نے روایت کیا ہے، بخاری نے نہیں۔

الرابع: "صحيح على شرطهما، لم يخرجاه" چوتھی قسم، وہ صحیح حدیث جو بخاری ومسلم کی شرط پر ہو، لیکن ان دونوں نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

الخامس: "صحيح على شرط البخاري، لم يخرجه" پانچویں قسم، وہ صحیح حدیث جو امام بخاری کی شرط پر ہے، لیکن اپنی جامع میں اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

السادس: "صحيح على شرط مسلم، لم يخرجه" چھٹویں قسم، وہ صحیح حدیث جو امام مسلم کی شرط پر ہے، لیکن اپنی صحیح میں اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

السابع: "صحيح عند غيرهما، وليس على شرط واحد منهما." ساتویں قسم، وہ حدیث جو شیخین کے سوا دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہے، لیکن شیخین میں سے کسی کی شرط پر نہیں ہے۔ "هذه أمهات أقسامه، وأعلاها الأول، وهو الذى يقول فيه أهل الحديث كثيرا صحيح متفق عليه، يطلقون ذلك ويعنون به

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق البخاری ومسلم، لا اتفاق الأمة علیه، لکن اتفاق الأمة علیه لازم من ذلک وحاصل معه، لا تفاق الأمة علی تلقی ما اتفقاعلیه بالقبول."(۱۲۲)

صحیح حدیث کی یہ بنیادی قسمیں ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ پہلی قسم ہے، اسی کے بارے میں محدثین بکثرت "صحیح متفق علیہ" بولتے ہیں، اور اس مطلق لفظ سے بخاری ومسلم کا اتفاق مراد لیتے ہیں، اتفاق امت نہیں، پھر بھی یہ اطلاق اتفاق امت کو لازم اور حاصل ہے، کیوں کہ بخاری ومسلم کی بالاتفاق تخریج کردہ حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔

صحیح کے ان مذکورہ اقسام اور فرق مراتب مع ترتیب پر سلف سے خلف تک جمہور محدثین اور فقہاء امت کا اتفاق ہے، متاخرین حنفیہ میں ابن الہمام پہلے شخص ہیں جنھوں نے جمہور محدثین وفقہاء کے خلاف صحیح کے مراتب پر کلام کیا ہے، محدث جلیل علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے متعدد دلائل قاطعہ سے ابن الہمام کے قول کا رد کیا ہے، ملاحظہ ہو مقدمۃ التحفہ ص:۱۲۲۔

شروط بخاری:- ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی کہتے ہیں کہ بخاری ومسلم اور دوسری کتب صحاح کے مؤلفین میں سے کسی ایک سے بھی یہ بات منقول نہیں ہے کہ اس نے یہ کہا ہو کہ میں نے اپنی کتاب میں تخریج حدیث کے لئے فلاں شرط کا اہتمام کیا ہے، بلکہ ان کی کتابوں کے مطالعہ اور ان کی ذکر کردہ حدیثوں میں غور وفکر سے شرطوں کو اخذ کیا گیا ہے۔(۱۲۳)

معلوم ہوا کہ علماء حدیث نے کتب صحاح میں وقت نظری اور غرق ریزی کے بعد ان میں تخریج حدیث کی شروط کا سراغ لگایا ہے، پھر ان کو خاص عنوان سے بیان کیا ہے، بعض اہل علم نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، ان میں ابوالفضل مقدسی کی کتاب "شروط الأئمہ" زیادہ مشہور ہے، اور بعد والوں کا ماخذ ومصدر بھی ہے، اسی کی روشنی میں چند شروط پیش کی جارہی ہیں۔

---

(۱۲۲) مقدمۃ اللوء والرجان، ص۱۵، ۱۶۔ (۱۲۳) مقدمۃ الإرشاد، ص۱۹۔ التدریب ۱/۱۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- صحیح بخاری میں تخریج حدیث کی پہلی شرط بقول ابوالفضل مقدسی یہ ہے کہ حدیث کے سارے رواۃ و ناقلین مشہور صحابی تک اس پایہ کے ثقہ ہوں کہ ان کی ثقاہت پر ثقات اثبات (کبار ائمہ حدیث) کا اتفاق ہو، اس حدیث کی سند متصل ہو، منقطع نہ ہو، جس حدیث میں صحابی سے روایت کرنے والے دو یا اس سے زیادہ ہوں وہ اعلیٰ و افضل ہوگی، اور اگر ایک ہی راوی ہو اور اس کی سند صحیح ہو تو بھی کافی ہے۔ (۱۲۴)

اس شرط کی تفسیر یہ ہے کہ حدیث کے تمام رواۃ مسلم، صادق، غیر مدلس، غیر مختلط، متصف بصفات عدالت، ضبط، اتقان، سلیم الذہن، قلیل الوہم اور سلیم الاعتقاد ہوں، اور یہ تمام صفات اعلیٰ درجہ کی ہوں۔ (۱۲۵)

۲- صفات مذکورہ سے متصف رواۃ طبقۂ اعلیٰ کے ہوں، اس کی تفصیل و توضیح کے لئے ابن حجر نے حازمی کا قول نقل کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رواۃ حدیث کے پانچ طبقے ہیں، اور ہر طبقہ بالترتیب اپنے سے نیچے والے طبقہ پر فضیلت و فوقیت رکھتا ہے۔ مثلاً:

امام زہری کے تلامذہ میں پہلا طبقہ وہ ہے جو لفظ و اتقان اور عدل و ضبط میں اکمل ہو، اور زہری کی صحبت میں طویل عرصے تک رہ کر ان سے حدیث اخذ کرنے اور خوب جانچنے پرکھنے کا ملکہ حاصل ہوا ہو۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو حفظ و اتقان میں پہلے طبقہ کے مشارک ہے، لیکن زہری کی صحبت میں تھوڑے عرصے ہی رہا، اس لئے ان کی حدیثوں سے پہلے طبقہ کی طرح اس کو زیادہ ممارست نہیں ہو سکی، اور حفظ و اتقان میں بھی اس سے پیچھے رہا۔

تیسرا طبقہ ان رواۃ کا ہے جو زہری سے اخذ و روایت تو کئے ہیں، لیکن زہری کی صحبت و معیت میں بہت کم رہے، اور متکلم فیہ بھی ہیں۔

پانچواں طبقہ، ان لوگوں کا ہے جو متروکین اور مجہولین قسم کے ہیں۔

ان پانچوں طبقات میں پہلا طبقہ امام بخاری کی شرط ہے، کیونکہ یہی صفات صحت

---

(۱۲۴) مقدمۃ الفتح ص ۱۱۔ مقدمۃ الارشاد ص ۳۰۔ (۱۲۵) مقدمۃ الفتح ص ۱۱۔ التدریب ۱/۱۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سب سے اونچا اور غایت درجہ اعلیٰ ہے، اسی طبقہ سے روایت کرنا امام بخاری کا اولین مقصد ہے، امام بخاری اس طبقۂ اولیٰ کی روایات اصالۃً اور بالاستیعاب ذکر کرتے ہیں، کبھی کبھی طبقہ ثانیہ کے رواۃ جن پر ان کو اعتماد ہوتا ہے کی حدیثوں کو بھی جامع میں بیان کرتے ہیں، لیکن بہت کم ایسا ہوتا ہے، ان کے برخلاف امام مسلم طبقۂ اولی و ثانیہ کی حدیثوں کو بالاستیعاب لاتے ہیں، اور ثالثہ کی بغیر استیعاب، دوسرے یہ کہ امام بخاری طبقہ ثانیہ وثالثہ کی حدیثیں تعلیقاً ذکر کرتے ہیں، لیکن طبقہ رابعہ وخامسہ کی حدیثوں کو شیخین ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔

یہ مثال اور صورت حال کثیر الحدیث رواۃ کی ہے، رہے قلیل الحدیث رواۃ تو ان میں کسی متفرد راوی کی حدیث اس وقت لیتے ہیں جب اس پر قوی اعتماد ہو جاتا ہے اور اگر متفرد قوی الاعتماد نہ ہو لیکن کوئی دوسرا راوی اس کا شریک ہو تو اس کی حدیث بھی تخریج کرتے ہیں۔(۱۲۶)

۳- صحت حدیث کے لئے بنیادی شرط اتصال سند ہے، اس میں امام بخاری کا یہ تشدد مشہور ہے کہ اسناد معنعن میں اتصال اسی وقت معتبر ہوگا جب معنعن کی معنعن عنہ سے لقاء ثابت ہو، ایک ہی مرتبہ سہی، ایسی روایت میں اتصال کا حکم لگانے کے لئے دونوں کی صرف معاصرت کافی نہیں ہے، اس لئے امام بخاری جامع میں ایسی معنعن حدیث نہیں لاتے جس میں راوی کی مروی عنہ سے لقاء ثابت نہ ہو، اس کے برخلاف امام مسلم صرف معاصرت کو کافی سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک لقاء وسماع شرط نہیں ہے۔(۱۲۷)

۴- حدیث کی صحت ومقبولیت پر امام بخاری سے پہلے ائمہ حدیث کا یا ان کے معاصر علماء کا اتفاق ہو۔(۱۲۸)

۵- حدیث میں کوئی علت اور شذوذ نہ ہو۔(۱۲۹)

تخریج حدیث میں اسی تشدد اور سخت شروط کی بناء پر امام بخاری جس راوی سے اصولاً وموصولاً روایت لاتے ہیں اس کے بارے میں محدثین کا یہ مقولہ مشہور ہو گیا "ھذا جاز

---

(۱۲۶) مقدمۃ الفتح، ص۱۲۔ التدریب ۱/۱۳۰۔ (۱۲۷) مقدمۃ الفتح، ص۱۴۔ التدریب ۱/۲۱۵، ۲۱۶
(۱۲۸، ۱۲۹) سیرۃ البخاری، ص۱۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القنطرة" (۱۳۰) یہ تو پل پار کر گیا، یعنی اس کے بارے میں کچھ دیکھنے جانچنے کی ضرورت نہیں ہے، اسی طرح علامہ اسماعیلی نے اپنی کتاب "المدخل" میں جامع صحیح کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"روی عن جماعة کثیرة لم یتعرض أبو عبدالله للروایة عنهم، و کل قصد الخیر، غیر أن أحدا منهم لم یبلغ من التشدد مبلغ أبی عبدالله." (۱۳۱)

امام بخاری نے ایک بڑی جماعت سے حدیث روایت کی ہے، لیکن ان کی روایت سے کوئی سروکار نہیں رکھا ہے، حالاں کہ وہ سب روایت حدیث میں نیک نیت تھے، پھر بھی ان میں سے کوئی بھی تشدد میں امام بخاری کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا۔

یہ وہ سخت شروط ہیں جو جامع صحیح کی مسند احادیث کو صحیح کے مرتبہ سے اوپر اصح کی سند عطاء کرتی ہیں، اور ائمہ فن سے اس حقیقت کو تسلیم کراتی ہیں، کہ صحیح مجرد اور اُصح الکتب جامع بخاری ہے، جو صحت کے اعلیٰ اوصاف سے متصف وممتاز ہے۔

خصوصیات بخاری

جامع صحیح کی خصوصیات اتنی زیادہ اور متنوع ہیں کہ ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے، اُولاً ان خصوصیات کی فہم وادراک ہی بہت دشوار اور محنت طلب امر ہے، محدثین اور شارحین بخاری نے حتی المقدور ان کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے، جو مختلف عنوانات سے کتابوں میں مذکور ہیں، اختلاف عنوان کی وجہ سے عام علماء کی توجہ اس طرف نہیں جاتی ہے کہ یہ علمی مباحث خصوصیات سے متعلق ہیں، اس لئے خصوصیات کے خانے میں چند مشہورات کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں، ہماری خواہش ہے کہ اس باب میں ان چند امور کی بھی نشان دہی کی جائے جنھیں خصوصیات میں جگہ نہیں ملی ہے۔

۱- جامع صحیح کی اولین اور عظیم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ہر حدیث اور ترجمۃ

---

(۱۳۰) مقدمۃ الارشاد، ص ۲۱۔ (۱۳۱) مقدمۃ الفتح، ص ۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الباب کو لکھنے سے پہلے مصنف نے غسل کر کے دو رکعت نماز استخارہ پڑھی ہے، دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی مصنف نے اپنی کتاب کو بار بار غسل کر کے نماز پڑھنے کے بعد لکھا ہو، یہاں یہ حال ہے کہ ہر حدیث صحت کے اعلیٰ معیار پر جانچنے اور پرکھنے کے بعد جو کھری اتری تو اس کی صحت پر مزید یقین واطمینان کے لئے غسل، نماز و دعاء کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور غیبی تائید حاصل کی جاتی ہے، یہ کمال وامتیاز اگر کسی کتاب کو حاصل ہے تو وہ صرف جامع بخاری کو ہے، اس طریقۂ تالیف سے ''جامع صحیح'' کا تقدس واحترام بھی دوچند ہو جاتا ہے۔

۲- جامع صحیح کی تالیف کا مقدس عمل دنیا کے سب سے بڑے مبارک مقام بیت الحرام سے شروع ہوا، جسے رب کعبہ نے ''أول بیت'' مبارک اور ہدایت کے اوصاف عالیہ سے نوازا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿إن أول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکاً وھدی للعلمین.﴾(۱۳۲)

بیشک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر ہوا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہان کی ہدایت (کا مرکز)

دوسری خاص چیز یہ ہے کہ تراجم ابواب کو مسودہ سے مبیضہ کی طرف منتقل کرنے کا مبارک عمل قبر نبوی اور منبر شریف کے درمیان انجام پذیر ہوا، یہ وہ مقام ہے جس کے شرف و عظمت کے بارے میں ارشاد نبوی ہے (روضة من ریاض الجنة)(۱۳۳)

جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

۳- تمام علماء سلف وخلف کا اجماع ہے کہ جامع بخاری کی حدیثیں صحیح ہیں، اور اس کو امت میں تلقی بالقبول والتصدیق حاصل ہے، اس کی حدیثیں یقینی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اور ان پر عمل کرنا واجب ہے۔(۱۳۴)

۴- جامع صحیح وہ واحد کتاب ہے کہ اس کی تکمیل کے بعد اس کے مصنف نے اپنے

---

(۱۳۲) سورہ آل عمران/۹۶۔ (۱۳۳) البخاری، حدیث: ۱۱۹۵، ۱۸۸۸، ۷۳۳۵

(۱۳۴) مقدمۃ الارشاد، ص: ۲۰، ۲۱، ۲۸۔ الباعث الحثیث، ص ۴۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانے کے ائمہ فن حدیث اور بلند پایہ ماہرین وناقدین حدیث کے سامنے اس کو پیش کیا، ان ممتاز محدثین میں امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین وغیرہم جیسے قدر آور شیوخ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، فن حدیث میں ان کی امامت ورئاست تمام امت اسلامیہ میں مسلّم ہے، ان سب نے جامع صحیح کی حدیثوں کو صحت کے میزان پر تولا اور فن حدیث کی کسوٹی پر پرکھا، چار حدیثوں کی صحت میں اشتباہ ہوا، اس پر بحث ومناقشہ کے بعد امام بخاری کی تصحیح کو تسلیم کر کے ساری حدیثوں کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

حافظ ابن حجر نے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"قال ابو جعفر محمود بن عمر و العقیلی: لما ألف البخاری کتاب الصحیح عرضه علی أحمد بن حنبل ویحي بن معین و علی بن المدینی وغیرهم فاستحسنوه وشهدوا له بالصحة إلا فی أربعة أحادیث، قال العقیلی: والقول فیها قول البخاری وهی صحیحة."(۱۳۵)

ابو جعفر عقیلی نے کہا کہ امام بخاری نے جب اپنی کتاب صحیح کی تالیف کر لی تو اس کو امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی وغیرہم کے سامنے پیش کیا، ان سب نے اس کی تحسین وتعریف کی، اور اس کی صحت کی شہادت دی، مگر چار حدیثوں میں کلام کیا، عقیلی کہتے ہیں کہ ان چاروں حدیثوں میں بھی امام بخاری کی بات درست ثابت ہوئی کہ یہ چاروں بھی صحیح ہیں۔

۵- جامع صحیح میں کتابوں کی تعداد پہلے بیان ہو چکی ہے، امام بخاری کا صنیع اور ایک خاص طرز عمل یہ ہے کہ ہر کتاب کے اختتام پر ایسی حدیث ذکر کرتے ہیں جس کے آخر میں کوئی ایسا فقرہ یا لفظ ہوتا ہے جس سے ختم کتاب کی طرف اشارہ ہوتا ہے، یہ اشارہ کہیں ظاہر اور کہیں خفی ہوتا ہے، اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱) بدء الوحی کے آخر میں "فکان ذلک آخر شان هو قال" اس میں "آخر" کا لفظ صریحاً موجود ہے۔

---

(۱۳۵) مقدمۃ الفتح، ص ۹، ۵۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) کتاب الإیمان کے اختتام پر عبداللہ بن جریر بجلی سے مروی حدیث میں آخری فقرہ "ثم استغفر ونزل" سے ختم کی طرف اشارہ اس طور پر ہے کہ خطبہ کا اختتام استغفار اور منبر سے نزول پر ہوتا ہے۔

(۳) کتاب العلم کے آخر میں "حتی یکونا تحت الکعبین" مذکور ہے، یعنی احرام میں خفین کی آخری حد تحت الکعبین ہے۔

(۴) کتاب الوضوء کے ختم پر "واجعلهن آخر ما تتكلم به" میں بھی اشارہ واضح ہے۔

(۵) کتاب الغسل کے اختتام پر "ذلک الآخر" سے بھی اشارہ واضح ہے۔

(۶) کتاب التیمم کا آخری لفظ حدیث "فإنه يكفيك" ہے یعنی جس طرح تیمّم کے لئے پاک مٹی کافی ہے، اسی طرح اس کتاب میں مذکورہ احادیث بھی مسائل تیمّم کے لئے کافی ہیں۔

(۷) کتاب الصلاۃ کے ختم پر "تبت يدا أبي لهب وتب" سے اشارہ ہے کہ ہلاکت وموت زندگی کا آخری مرحلہ ہے۔

(۸) کتاب الزکاۃ کی آخری حدیث "فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم صدقة الفطر" (الحدیث) میں اشارہ اس طرح ہے کہ صوم رمضان کے ختم ہونے پر صدقہ فطر ادا کیا جاتا ہے۔

(۹) کتاب الحج کے اختتام پر "واجعل موتی فی بلد رسولک" میں اشارہ واضح ہے۔

(۱۰) کتاب الصوم کے آخر میں "وهو معتكف في المسجد" سے اشارہ اس طور پر ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف ہوتا ہے۔

ان چند مثالوں کی روشنی میں دیگر کتب کے آخری کلمات اور فقروں میں غور کرنے سے ختم کتاب کی طرف اشارہ معلوم کیا جاسکتا ہے، حافظ ابن حجر نے بعض کتابوں کے اخیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کی نشان دہی کی ہے۔

۶- جامع صحیح کی ابتدا اور انتہاء میں گہرا ربط و تعلق ہے، ابتدا حدیث "إنما الأعمال بالنیات" سے ہوئی ہے اور انتہا حدیث "ثقیلتان فی المیزان" [الحدیث] پر ہوئی ہے، ان دونوں میں ربط اس طور پر ہے کہ اعمال کی صحت وصلاح کے لئے اخلاص نیت کو بنیاد قرار دیا گیا ہے، اور آخری حدیث میں "ثقیلتان" اس بات کا مقتضی ہے کہ دنیا میں جو قول وعمل صدق نیت کے ساتھ لوجہ اللہ کیا جائے گا وہی اللہ کو محبوب اور روز قیامت میزان میں وزنی ہوگا۔

۷- جب کسی حدیث میں کوئی ایسا غریب وغیر معروف لفظ مذکور ہوتا ہے جس کے مثل لفظ قرآن کریم میں موجود ہوتا ہے تو امام بخاری اس کی توضیح کے لئے اخیر حدیث میں لغوی اور تفسیری معنیٰ بیان کرتے ہیں، مثلاً:

(۱) کتاب العلم، باب فضل من علم و علّم، کے تحت حدیث ۷۹، میں "هی قیعان" آیا ہے، ختم حدیث پر امام بخاری اس کا لغوی اور تفسیری معنیٰ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں "قاع: یعلوه الماء، و الصفصف: المستوی من الأرض." یعنی "قیعان" قاع کی جمع ہے، جو قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے "قاعاصفصفا" (۱۳۶)۔ امام بخاری نے اس کو قرآنی رسم کے مطابق یکجا نہ لکھ کر الگ الگ کر کے معنیٰ بیان کیا ہے، "قاع" کا معنی ایسی زمین کہ پانی اس کے اوپر اوپر رہ جائے، اندر جذب نہ ہو، اور "صفصف" ہموار زمین اور چٹیل میدان کو کہتے ہیں۔

(۲) کتاب التیمم، حدیث: ۳۴۴، میں "الصابئ" کا لفظ آیا ہے، آخر میں امام بخاری نے اس کا لغوی وتفسیری معنیٰ بیان کیا ہے، "صبأ" خرج من دین إلی غیره، ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں چلا گیا، پھر اس کے مثل قرآن میں جو "الصابئین" (۱۳۷)، وارد ہوا ہے اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں "قال أبو العالیة: الصابئین فرقة من أهل الکتاب یقرؤن الزبور." ابوالعالیہ نے کہا: صابئین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتا ہے۔

---

(۱۳۶) سورہ طٰہٰ/۱۰۶۔ (۱۳۷) سورہ بقرہ/۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) کتاب الجنائز حدیث:۱۳۴۲، میں لفظ "لم یقارف" آیا ہے اسی کے مثل قرآن کریم میں "لیقترفوا" (۱۳۸)، وارد ہوا ہے، اس کی تفسیر و معنیٰ امام بخاری نے "لیکتسبوا" سے کیا ہے۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں صحیح بخاری میں جا بجا موجود ہیں جو مطالعہ کرنے والے کے سامنے آتی رہتی ہیں۔

ایک سطحی اعتراض

علامہ عینی شارح بخاری نے امام بخاری پر ایک سطحی اور غیر عالمانہ اعتراض کیا ہے کہ امام بخاری علم تصریف میں کوتاہ دست تھے، اس کی مثال میں کتاب الأنبیاء باب قول اللہ عزوجل "لقد کان فی یوسف وإخوته" الآیة، کی آخری حدیث کے تحت "قال ابو عبداللہ: استیأسوا افتعلوا من یئست، کو نقل کیا ہے، اس پر اعتراض یہ ہے کہ امام بخاری نے "استیأسوا" کو باب افتعال سے بتایا ہے۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس کا جواب دو طریقوں سے نہایت تحقیق و تفصیل کے ساتھ دیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جامع کے متعدد نسخوں میں افتعلوا کے بجائے استفعلوا لکھا ہے، جو استیأسوا کا وزن اور باب بیان کرنے کے لئے ہے، اس لئے اس میں کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے، رہا "افتعلوا" جو بعض نسخوں میں لکھا ہے وہ بھی صحیح ہے، کیونکہ یہ معنیٰ و مطلب بیان کرنے کے لئے ہے، اظہار وزن و باب کے لئے نہیں ہے، جیسا کہ علماء تصریف و لغت نے تصریح کی ہے کہ استفعال میں کبھی موافقت افتعال ہوتی ہے، اس میں سین طلب و سوال کے لئے نہیں ہوتی۔

اس سے واضح ہوا کہ علامہ عینی کا اعتراض خود انھیں کی صرفی و لغوی کمزوری کی دلیل ہے۔ (۱۳۹)

---

(۱۳۸) سورہ انعام/۱۱۳۔ (۱۳۹) سیرۃ البخاری، ص ۲۵۲ تا ۲۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ بعض شارحین بخاری نے ایک خصوصیت یہ بھی لکھی ہے کہ حصول مرادات، کفایت مہمات، قضاء حاجات، دفع بلیات، کشف کربات، اور صحت امراض کے لئے صحیح بخاری پڑھنا تریاق مجرب ہے۔

محدث کبیر علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس پر سخت نکیر کی ہے، اس موضوع پر تحقیقی و تفصیلی بحث کر کے واضح کیا ہے کہ ہر قسم کے حصول مقاصد، دفع مصائب اور دنیا و آخرت کی نجاح و فلاح کے لئے عقیدہ سلیمہ، اخلاص عبادت، اللہ وحدہ کی طرف سچی توجہ، حسن توکل اور سنت نبویہ کے مطابق اسباب و تدابیر اختیار کرنا ہی اصل تریاق اور مومن کی شان ہے، اس کے خلاف ہر اعتقاد و عمل عقیدۂ توحید کے منافی ہے، بلکہ ضلالت ہے۔ (۱۴۰)

۹۔ تراجم ابواب:۔

خصوصیات بخاری میں سب سے مہتم بالشان اور معرکۃ الآراء خصوصیت تراجم ابواب ہیں، یہ تراجم علم فقہ اور فن حدیث کا شاہکار ہیں، اور ان تمام موضوعات و مسائل کے جامع ہیں جو اسلامی علوم و فنون سے متعلق ہیں اور دنیا کو ان کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے۔

امام بخاری کی اولین غایت خالص اصح احادیث کو جمع و تدوین کرنا تھی، لیکن اس وقت کے حالات و ظروف کا تقاضا تھا کہ حق کے دفاع اور باطل کے ابطال کا سامان بھی فراہم کیا جائے، کیوں کہ اسلامی عقائد میں تشکیک، رائے و قیاس اور فلسفیانہ موشگافیوں کی لہریں چلنا شروع ہوگئی تھیں، اور حق سے منحرف فرقے وجود میں آنے لگے تھے، بالخصوص جہمیہ، مرجئہ، قدریہ، معتزلہ اور اہل الرائے نے اپنے گمراہ کن افکار و نظریات سے اسلامی فضا کو مسموم کرنے کی کوششیں تیز کر دی تھیں، ان سے مقابلہ کے لئے جو علمی و فقہی اسلحے مطلوب تھے، اس زمانے کے علماء اور محدثین کے پاس موجود نہیں تھے، کیوں کہ ان کی ساری علمی پونجی حدیث کے حفظ و اتقان اور روایت و کتابت تک محدود تھی، کتاب و سنت سے استدلال اور دلائل کے استخراج کی قوت و استطاعت ان میں اس درجہ نہیں تھی کہ مخالفین و منحرفین کا مقابلہ کیا جا سکے۔

---

(۱۴۰) مقدمۃ التحفہ، ص ۹۰، ۹۱، ۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اس اہم دینی کام کے لئے امام بخاری جیسے امیر المومنین فی الحدیث اور امام فقہ الحدیث کو بے مثال اوصاف کمال اور غیر معمولی ذہانت، فطانت، فقاہت، دقت نظر، کثرت اطلاع، ہمت وعزیمت اور قوت استدلال سے آراستہ کر کے معرکۂ حق و باطل میں مدافعت ومزاحمت کے لئے مرد آہن کے روپ میں کھڑا کیا۔

امام بخاری نے تراجم ابواب میں محدثانہ اصول پر فقہی مسائل، دقیق نکات کے استخراج اور حکیمانہ طرز استدلال کے جو کرشمے دکھائے ہیں وہ پوری شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر ہیں، اور ہر کرشمہ مقناطیسیت کی تاثیر لئے ہوئے ہے ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری کی شان فقاہت ودرایت کے بارے میں علماء وفضلاء کا یہ مقولہ مشہور ہو گیا کہ "فقه البخاری فی تراجم ابوابه" یہ تراجم کہیں ظاہر کہیں خفی ہوتے ہیں، تراجم ظاہرہ میں ترجمہ اور اس کے تحت روایات واحادیث کے درمیان مطابقت واضح ہوتی ہے، ان کے برخلاف تراجم خفیہ میں بظاہر مطابقت نظر نہیں آتی، جب تک کہ گہرائی سے ان میں غور وفکر نہ کی جائے، یہ مشکل تراجم نظر دقیق اور ذہن رسا کے محتاج ہوتے ہیں اسی لئے علماء نے تراجم کے اسرار وغوامض سے پردہ اٹھانے کے لئے مستقل کتابیں لکھی ہیں، حافظ ابن حجر نے مقدمۃ الفتح کی فصل ثالث میں تراجم کے مقاصد غامضہ کو بیان کر کے آگاہ کیا ہے کہ ان اسرار وغوامض سے غفلت اور ذہنی نارسائی کے سبب کچھ لوگ ان تراجم پر اعتراض و الزام کھڑا کرتے ہیں، ترجمہ اور حدیث میں عدم مطابقت کا طعن کرتے ہیں۔

تراجم میں امام بخاری کا صنیع اور اسلوب بیان بالکل اثباتی ہوتا ہے۔ جو بھی اعتقادی یا اصولی یا فقہی مسئلہ ذکر کرتے ہیں اس کے اثبات کے لئے کبھی قرآنی آیات اور معلق روایات لاتے ہیں، کہیں پر معلقات ومتابعات پر اکتفاء کرتے ہیں، کسی جگہ صحابہ وتابعین کے آثار سے بھی تائید حاصل کرتے ہیں، پھر مسند حدیث کی تخریج کر کے اس سے باب میں مذکور مسئلہ کا استخراج واستنباط کرتے ہیں، اگر کسی فرقہ یا مسئلہ کا رد مقصود ہوتا ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمۃ الباب میں اس کا اظہار کئے بغیر صحیح مسئلہ کو مثبت دلائل سے مدلل ومزین کرتے ہیں، اس سے خود بخود مخالف قول یا غیر صحیح وضعیف مسئلہ کا رد واضح ہو جاتا ہے، ایسے تراجم بہت قلیل ہیں جن میں خلاف سنت مسئلہ کو ذکر کر کے اس پر نقض کرتے ہیں۔

(۱- تراجم میں مذکورہ اسلوب شروع کتاب سے آخر تک قائم ہے، ''امام بخاری کا تفقہ اور اجتہاد'' کے تحت ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ صحیح بخاری کی پہلی کتاب ''کتاب الایمان'' کا آغاز ''هو قول وفعل يزيد ونقص'' سے ہوا ہے، یعنی ایمان قول وعمل سے مرکب ہے اور بڑھتا گھٹتا ہے، ایمان کا یہ بنیادی مسئلہ سلف صالحین اور محدثین کے نزدیک ایک اجماعی مسئلہ ہے، امام بخاری نے اس کو پہلے ایک درجن قرآن کریم کی آیات صریحہ وغیر صریحہ سے مدلل کیا ہے، پھر تعلیقات مرفوعہ اور موقوفات صحابہ وآثار تابعین سے مستحکم کیا ہے۔

اس منصوص اور اجماعی مسئلہ کے خلاف مرجئہ، وغیرہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور قول لسانی میں محصور ہے، اور ایمان سے عمل خارج ہے، اس لئے معصیت کے ارتکاب سے ایمان میں کوئی خلل نہیں واقع ہوتا، امام بخاری نے کتاب الایمان کے اس اولین عظیم باب میں دلائل وبراہین کا ایسا متنوع قیمتی سرمایہ جمع کر دیا ہے، جو مرجئہ کے قول باطل کے رد وابطال کے لئے کافی ہے، بایں ہمہ کتاب الایمان کے تقریباً تمام ابواب جو چالیس یا اکتالیس ہیں، میں ایمان اور عمل کے درمیان تلازم اور ایمان کی زیادتی وکمی کے مسئلہ کو مختلف اسلوب میں بیان کیا ہے، اور ان میں جس طرح مرجئہ کا رد کیا ہے، دوسرے فرق ضالہ (کرامیہ، معتزلہ اور خوارج وغیرہم) کے رد وبطلان کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، مثلاً:

۱- **باب قول النبي ﷺ أنا أعلمكم بالله، وأن المعرفة فعل القلب، الخ.**

اس باب میں فرقہ کرامیہ کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف قول (اقرار لسانی) کافی ہے، اس کا رد اس طور پر ہے کہ حدیث مذکور اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ایمان کے لئے علم باللہ (تصدیق قلبی) ضروری ہے، دوسرے یہ کہ علم باللہ قلبی عمل ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ایمان بڑھتا گھٹتا ہے، جیسا کہ "أنا أعلمكم بالله" سے ظاہر ہے کہ علم باللہ کے مراتب ہیں، اور رسول اللہ ﷺ علم باللہ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔

۲- "باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال" یہ ترجمۃ الباب ایمان کے لئے وجوب عمل اور اس کے کم وبیش ہونے پر مشتمل ہے، اور اس کے تحت ابوسعید سے مروی حدیث میں مرجئہ اور معتزلہ پر رد ہے۔

۳- "باب المعاصي من أمر الجاهلية، ولا يكفر صاحبها بارتكابها إلا الشرك" اس باب میں خوارج کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے، اسی طرح اس میں معتزلہ کی بھی تردید ہے، جو کہتے ہیں کہ کبیرہ کا مرتکب نہ مومن ہے نہ کافر، اس کے لئے سزا واجب ہے، یہ مرجئہ کے اس قول کی تردید کو بھی متضمن ہے کہ معصیت ایمان کے لئے مضر نہیں ہے۔

الغرض امام بخاری نے ایمان کے لئے عمل کی شرط اور اس کے کم وبیش ہونے پر اتنے کثیر دلائل جمع کر دیئے ہیں جن کی تعداد بقول مولانا عبدالسلام مبارکپوری ساٹھ ستر ہے۔(۱۴۱)

امام بخاری نے جامع کو کتاب التوحید پر ختم کیا ہے، ایمان سے آغاز اور توحید پر اختتام اس امر پر حجت ہے کہ یہی دونوں دین اسلام کی اساس ہیں، انھیں پر اسلام کی ساری عمارت کھڑی ہے، اگر ایمان ہے اور توحید مفقود ہے، یا توحید پائی جاتی ہے مگر ایمان شرعی سے خالی ہے تو بندے کی فلاح ونجات کے لئے کوئی سبیل نہیں ہے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا متقی اور ولی ہو۔

امام بخاری نے کتاب الایمان کی طرح کتاب التوحید میں بھی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو نصوص کتاب وسنت سے ثابت کیا ہے، اور فرق ضالہ بالخصوص جہمیہ، معتزلہ اور مشبہہ وغیرہ کا رد کیا ہے، ان فرقوں نے اپنے عقلی استدلال سے اللہ عزوجل کے اسماء حسنیٰ اور صفات کمال کی تاویل اور تحریف اور تعطیل وتجسیم کی راہ اختیار کر کے ایک طرح سے اسماء وصفات

---

(۱۴۱) سیرۃ البخاری، ص ۲۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہیہ کا انکار کیا ہے، اور سلف صالحین کے اس اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر بلا تاویل وتحریف وتکییف وتشبیہ کے ایمان رکھنا ضروری ہے۔

ب— اصول حدیث: امام بخاری سے پہلے اصول حدیث کی داغ بیل پڑ چکی تھی، لیکن اس کی اصلاح واستحکام کا عمل جاری تھا، امام بخاری نے اپنی جامع میں اپنے تبحر علمی سے اس کو نصوص شرعیہ کی بنیاد پر مستحکم کیا، اور جو غیر ضروری یا کمزور پہلو تھے، ان سے پاک صاف کر کے صالح اور معیاری اصول وضوابط کی شکل عطاء کی، کتاب العلم اور کتاب الاعتصام میں اس کی روشن مثالیں موجود ہیں۔

چنانچہ اصول حدیث کا ایک مسئلہ حدیث کے تحمل وروایت کے الفاظ اور صیغوں کا ہے، محدثین کے یہاں حدیث بیان کرنے کے لئے جو الفاظ اور صیغے استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے "حدثنا، أخبرنا، أنبانا" یہ سب ایک ہی معنیٰ میں ہیں یا ان میں فرق ہے؟ امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ ان میں اصطلاحاً کوئی فرق نہیں ہے، ان میں سے جس لفظ کے ساتھ حدیث روایت کی جائے اس سے کوئی فرق نہیں آتا، اس کے برخلاف بعض محدثین ان میں فرق کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ "حدثنا" اس صورت کے ساتھ خاص ہے کہ شیخ قراءت کرے اور طالب سنے، لیکن جب طالب نے قراءت کیا اور شیخ نے اس کو سنا اور "ہاں" کہا تو اس حدیث کو "أخبرنا" سے روایت کرے گا، رہا "أنبأنا" تو یہ صیغہ اس امر کے ساتھ خاص ہے کہ شیخ نے طالب کو بالمشافہ اجازت دیا ہو۔

امام بخاری نے اپنے موقف کی شرعی واصولی حیثیت ثابت کرنے کے لئے باب منعقد کیا۔

"باب قول المحدث حدثنا و أخبرنا و أنبأنا."

اس کے تحت ابن عیینہ کا قول اور چند معلق احادیث ذکر کی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں، کہ یہ تینوں صیغے ایک درجہ کے ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے، پھر ابن عمر کی مسند حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس میں یہ الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوئے ہیں، وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "امام بخاری کا تفقہ اور اجتہادات" کی آخری بحث۔

اصول حدیث کا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک حدیث کے اخذ و روایت کے دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ شیخ خود حدیث کی قراءت کرے اور طلبہ سنیں، دوسرا یہ کہ طالب اپنے شیخ کے سامنے حدیث پڑھ کر سنائے اور شیخ اس سے حدیث سن کر "نعم" یا ایسا ہی کوئی لفظ کہے جس سے اثبات واقرار کے معنیٰ نکلتے ہوں، محدثین کی ایک جماعت ان دونوں طریقوں کے درمیان فرق کی قائل ہے، یعنی پہلی صورت میں حدیث کو "حدثنا فلان" سے بیان کیا جائے گا، اور دوسرے طریقے سے لی گئی حدیث کا مرتبہ کم ہونے کی وجہ سے اس کو "أخبرنا" کے صیغے سے روایت کریں گے۔

اس مسئلہ کی صحیح پوزیشن بیان کرنے کے لئے امام بخاری نے باب قائم کیا کہ "باب القراءة والعرض على المحدث" سفیان ثوری، ابن عیینہ اور امام مالک جیسے ائمہ فن کے مستند حوالوں سے وضاحت فرمائی کہ قراءۃ العالم اور قراءۃ علی العالم دونوں ہی ہم مرتبہ ہیں، اور ان دونوں طریقوں میں حدثنا سے حدیث بیان کرنا درست ہے، پھر امام صاحبؒ نے اس کی شرعی حیثیت پر ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے استدلال کر کے اصول حدیث کے اس مسئلہ کو مستحکم فرمایا۔

اصول حدیث کا ایک مسئلہ مناولت اور مکاتبت ہے، یہ بھی حدیث کے اخذ و روایت کی دو صورتیں ہیں جو محدثین کے یہاں رائج تھیں، مناولت کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی مرویات کو طالب کے حوالے کر کے کہے کہ میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ان کو میرے واسطے سے روایت کرو۔

مکاتبت سے مراد یہ ہے کہ شیخ کسی غیر موجود اور دوسرے شہر میں رہنے والے کے پاس کچھ حدیثیں لکھ کر بھیجے، اور اپنے واسطے سے ان حدیثوں کو روایت کرنے کی اسے اجازت دے۔

ان دونوں صورتوں میں "حدثنا و أخبرنا" کا اطلاق مختلف فیہ ہے، بعض محدثین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک یہ اطلاق درست نہیں ہے، ان کا کہنا ہے کہ اخذ حدیث کی ان دونوں صورتوں کا درجہ پست ہے، لیکن ائمہ فن نے مناولت یا مکاتبت کے طریقے سے ماخوذ حدیث کو حدثنا اور أخبرنا سے بیان کرنا صحیح قرار دیا ہے، اس میں کوئی انحطاط نہیں ہے، امام بخاری نے شرعی دلائل کی بنیاد پر اسی قول کو ترجیح دیتے ہوئے مستقل باب منعقد کیا ہے، جو یہ ہے:

"باب ما یذکر فی المناولة و کتاب أهل العلم بالعلم إلی البلدان."

مسئلہ مذکورہ کو متعدد دلائل اور مسند حدیثوں سے ثابت کیا ہے، اور مخالف قول کا رد کیا ہے۔

امام بخاری نے اصول حدیث کے ایک اور مسئلہ کو سوالیہ انداز میں پیش کیا ہے، اور باب اس طرح منعقد کیا ہے، "متی یصح سماع الصغیر" یعنی نابالغ کا تحمل وسماع حدیث کب معتبر ہوگا؟

اس کے جواب میں دو صحابی عبداللہ بن عباس اور محمود بن ربیع کی حدیثیں ذکر کی ہیں، جو انھوں نے کم سنی میں سنی تھیں، اور بالاتفاق مقبول ومعتبر ہیں، اس سے امام بخاری نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حدیث کے تحمل اور سماع کے لئے بلوغت کی شرط اور عمر کی قید نہیں ہے، اس میں فہم وشعور کا اعتبار ہے۔

فقہ الحدیث ایک منفرد وعظیم الشان فن ہے، اس کے سارے اصول وضوابط اور طریقے نصوص کتاب وسنت اور سلف کے علم وعمل پر مبنی ہیں، عقلی اجتہاد وقیاس کے عمل دخل سے ماوراء صرف شرعی علوم سے مرصع ہیں، جامع صحیح میں حدیث سے فقہی مسائل کے استخراج، استنباط اور استدلال کے جو مثالی لعل وگہر بکھرے ہوئے ہیں وہ ان لوگوں کے لئے محتاج بیان نہیں ہیں جنہیں عقل سلیم، ذہن رسا اور وقت نظر کی نعمت سے قدرت نے نوازا ہے، اور جامع صحیح سے ممارست ومزاولت کی سعادت حاصل ہے، وہ اس حقیقت وخصوصیت کو خوب جانتے اور سمجھتے ہیں اس لئے اس موضوع کو سمیٹتے ہوئے چند مشہور ومروج مسائل میں سے جو فقہ الحدیث اور فقہ الرائے کے مابین ہمیشہ زیر بحث رہے ہیں، چند نمونے پیش کئے جا رہے ہیں:

ج- أخبار آحاد:- محدثین اور دوسرے فرقوں وجماعتوں کے نزدیک یہ مسئلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص اہمیت کا حامل ہے کہ خبر واحد یعنی غیر متواتر احادیث کو افادیت، استدلالیت، مقبولیت، حجیت و معتبریت کے لحاظ سے کیا مقام حاصل ہے؟ محدثین کے سوا ہر مکتب فکر و فقہ نے اس کو اپنی فکر و عقل اور رائے و قیاس کا تختۂ مشق بنایا ہے، اور اس کی حجیت و مقبولیت پر سوالیہ نشان لگایا ہے، گویا ایک طرح سے انکار حدیث کا چور دروازہ وا کیا ہے، امام بخاری نے اس منحرف فکر اور فاسد طریقۂ عمل کے رد میں ایک خاص کتاب ''أخبار آحاد'' کے عنوان سے رقم کی جو چھ ابواب پر مشتمل ہے، ان میں پہلا باب یہ ہے "باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق في الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام." یعنی اذان، نماز، روزہ اور فرائض و احکام میں ایک سچے شخص کی خبر مقبول و معتبر اور لائق حجت ہے، یہی طریقۂ استدلال باقی ابواب میں بھی ہے، الغرض امام بخاری نے اس کتاب میں اتنی زیادہ حدیثیں جمع کر دی ہیں جو تواتر معنوی کی حد میں آتی ہیں، اس کا اہتمام امام بخاری نے اس لئے کیا کہ احادیث کا کثیر ذخیرہ اخبار آحاد پر مشتمل ہے، اگر ان کی استدلالی حیثیت کسی طرح سے مجروح ہوتی ہے تو اسلام کے بیشتر احکام و مسائل کی عمارت زمین بوس ہو جائے گی، اور رائے و قیاس اور فقہاء مذاہب کے اصول درایت کو فروغ حاصل ہوگا، جو نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہیں، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اخبار آحاد کی حجیت و مقبولیت کے اثبات کے ساتھ رائے و قیاس اور تقلیدی اصول درایت کی صریحی مذمت کے بارے میں کتاب الاعتصام میں باب منعقد کیا ہے۔

"باب مايذكر من ذم الرأى وتكلف القياس" اس ترجمہ پر سورۃ الإسراء کی آیت: ۳۶، سے استدلال کیا ہے، پھر مسند حدیثوں کی تخریج کر کے رائے و قیاس کی مذمت پر حجت قائم کی ہے۔

اس باب سے متصل بعد والا باب بھی اسی نوع کا ہے، اور آیت و حدیث سے مزین ہے۔

امام بخاری نے اس مذموم پہلو پر خاص توجہ اس لئے دی ہے کہ رائے قیاس اور فقہاء کے تقلیدی اصول نے اسلام کو اس کے دو اساسی مصادر کتاب و سنت سے دور کرنے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا کردار ادا کیا ہے کہ لگتا ہے کہ اسلام رائے و قیاس کا پابند اور تابع ہے، امام بخاری نے ایک مجدد و مجاہد کی حیثیت سے اس خطرناک کردار کا مقابلہ کرنے کے لئے صحیح احادیث کو جمع کیا اور ساتھ ہی کتاب و سنت کی اساسی حیثیت کے احیاء اور انھیں دونوں سے تمام مسائل کے استخراج کی طرح ڈالی، رائے و قیاس اور فقہاء کے اصول موضوعہ کی مذمت و مزاحمت کے لئے بھی کتاب و سنت ہی کو ہتھیار بنایا۔

امام بخاری کا یہی کمال کیا کم ہے کہ نہایت دقت نظر اور باریک بینی کے ساتھ احادیث سے فقہی مسائل اور لطیف نکتوں کا استخراج کرتے ہیں، اس پر کمال در کمال یہ ہے کہ نصوص سے استدلال کے معنیٰ اور طریقۂ تفسیر بھی بتاتے ہیں، اور اس کو بھی قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے ثابت کرتے ہیں، اس سلسلے میں کتاب الاعتصام کا یہ باب ملاحظہ ہو۔

"باب الأحكام التي تعرف بالدلائل، و كيف معنى الدلالة وتفسير ها."

امام بخاری نے اس باب میں دو باتوں پر تنبیہ فرمائی ہے، ایک یہ کہ بعض احکام و مسائل دلالۃ النص سے معلوم کئے جاتے ہیں، دوسرے یہ کہ اس میں استدلال اسی کیفیت اور اصول پر ہونا چاہئے جو حدیث میں نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے، عقلی قیاس اور فقہاء کے اصول درایت سے استدلال کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

د- تکرار حدیث:- تراجم ابواب کے تعلق سے مذکورہ بالا امور کی جو چند جھلکیاں دکھائی گئی ہیں، ان سے تکرار حدیث کے اسباب اور مقاصد بھی سامنے آجاتے ہیں، کیونکہ تراجم کے ذریعہ حدیث سے فقہی مسائل اور حدیثی اصول کا استخراج اہم مقصد ہے، تراجم میں اس حدیث کو مکرر ذکر کرتے ہیں، جو تقطیع و اختصار اور تکمیل و تکرار کی شکلوں میں پائی جاتی ہے، اس ہمہ رنگی کو حضرت بریرہ کے واقعہ سے متعلق حدیث عائشہ میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے، جامع میں یہ حدیث بیس سے زیادہ مرتبہ مذکور ہے، اور اسی کے بقدر مسائل بھی مستنبط ہوئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توضیح وتحقیق

واضح رہے کہ تکرار حدیث جو متعدد مسائل وفوائد کے استخراج کا باعث ہوا کرتی ہے خود بھی اسنادی اور حدیثی فوائد ونکات پر مشتمل ہوتی ہے، کیوں کہ کوئی حدیث بعینہٖ ایک ہی سند اور متن کے ساتھ مکرر نہیں ہوتی، بلکہ مکرر حدیث کی اسناد یا متن میں کچھ فرق وتغایر ہوتا ہے جو کسی فائدے سے خالی نہیں ہوتا، جیسا کہ خود امام بخاری نے اس کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

جامع صحیح میں کتاب الحج کا "باب التعجیل إلی الموقف" کسی حدیث کے ذکر سے خالی ہے، اور ابوذر کی روایت والے نسخہ میں یہ باب ہی ساقط ہے۔ جامع کے بعض نسخوں میں اس باب کے تحت یہ عبارت مذکور ہے۔

"قال ابوعبدالله: یدخل فی الباب حدیث مالک عن ابن شهاب، ولکنی أرید أن أدخل فیه غیر معاد."

یعنی امام بخاری نے یہاں پر باب مذکور کا حدیث سے خالی ہونے کی وجہ بیان کی ہے، جو یہ ہے کہ مالک عن ابن شہاب کی حدیث جو سالم سے مروی ہے اور اس باب سے پہلے دو بابوں میں دو طریقوں سے مذکور ہو چکی ہے، اس باب میں داخل ہونی چاہئے تھی، لیکن میں نے اس کو یہاں پر اس لئے نہیں داخل کیا کہ میں اپنی کتاب میں حدیث مکرر نہیں لانا چاہتا ہوں۔

حافظ ابن حجر مقدمہ میں عبارت مذکورہ کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"هو یقتضی أنه لایتعمد أن یخرج فی کتابه حدیثا معادا بجمیع إسناده ومتنه، وإن کان قد وقع له من ذلک شیء، فعن غیر قصد وهو قلیل جدا." (۱۴۲)

یعنی امام بخاری کے اس قول کا منشا یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب میں کوئی حدیث جمیع اسناد اور متن کے ساتھ بالقصد مکرر نہیں لاتے ہیں، اگر اس طرح کی کوئی حدیث مکرر آئی ہے تو وہ بلا

(۱۴۲) مقدمۃ الفتح ص ۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصد ہے اور شاذ و نادر ہے۔

شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

"فیحمل علی أن کل ماوقع فیه من تکرار الحدیث إنما هو حیث یکون هناک مغایرة إما فی السند وإما فی المتن. الخ"(۱۴۳)

یعنی امام بخاری کے قول مذکور کی بنا پر کتاب بخاری میں جتنی مکرر حدیثیں ہیں ان کی سند یا متن میں مغائرت ہوا کرتی ہے، ان میں کلی طور پر یکسانیت نہیں ہوتی ہے، اس اختلاف وتغایر سے حدیث کی اسنادی یا متنی افادیت سوا ہو جاتی ہے، البتہ بہت ہی قلیل مقامات میں جہاں دو بابوں کے درمیان بہت طویل وبعید فاصلہ واقع ہوا ہے حدیث بعینہ مکرر ہو گئی ہے۔

حافظ نے امام بخاری کے مذکور بالا قول کے الفاظ صغانی کے نسخے سے نقل کئے ہیں، پھر آگے لکھا ہے۔

"ونقل الکرمانی أنه رأی فی بعض النسخ عقب هٰذه الترجمة "قال ابوعبدالله یعنی المصنف: یزاد فی هٰذا الباب هم حدیث مالک عن ابن شهاب، ولکنی لا أرید أن أدخل فیه معاداً."(۱۴۴)

یعنی شارح بخاری کرمانی نے یہ بات نقل کی ہے کہ انھوں نے بعض نسخوں میں اس ترجمۃ الباب (باب التجیل إلی الموقف) کے تحت مذکورہ عبارت (قال ابو عبدالله یزاد فی هذا الباب هم.. الخ) دیکھی ہے۔

کرمانی کی نقل کردہ عبارت معمولی لفظی تغیر کے باوصف پہلی یعنی صغانی کی عبارت منقولہ جیسی اور اس کے ہم معنی ہے، ہندو پاک میں بخاری شریف کے مطبوعہ نسخوں میں بھی تقریباً یہی کرمانی والی عبارت منقول ہے، اس میں صغانی کی عبارت کے خلاف ایک لفظ "ھم" کی زیادتی ہے، جو شارحین حدیث کے نزدیک محل نظر ہے، حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ "ھم" حاء کے فتحہ اور میم ساکن کے ساتھ ہے، اور کرمانی کے بقول اس کی لغوی حیثیت کے

(۱۴۳، ۱۴۴) الفتح ۳/۶۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں دو اقوال ہیں، ایک یہ کہ وہ فارسی لفظ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ وہ عربی لفظ ہے، اور بہر دو قول وہ ''ایضاً'' کے معنی میں ہے۔ (یعنی بھی، بجنسہ، مزید کے معنی میں) محقق ابن حجر اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ''صرح غير واحد من علماء العربية ببغداد بأنها لفظة اصطلح عليها أهل بغداد، وليست بفارسية ولاهي عربية قطعاً، وقد دل كلام الصغاني في نسخته التي أتقنها وحررها ــ وهو من أئمة اللغة ــ على خلو كلام البخاري عن هذه اللفظة.''(۱۴۵)

یعنی بغداد کے متعدد علمائے عربیت نے تصریح کی ہے کہ ''ھم'' اہل بغداد کا اصطلاحی لفظ ہے، فارسی لفظ نہیں ہے، اور قطعی طور پر وہ عربی نہیں ہے، علامہ صغانی جو لغت کے امام ہیں، اور ان کا نسخۂ جامع بہت ہی محقق اور محفوظ ہے، اس میں منقولہ عبارت اس بات پر دلیل ہے کہ امام بخاری کا کلام اس لفظ ''ھم'' سے خالی ہے۔

بعض شارحین نے عبارت مذکورہ میں لفظ ''ھم'' کو فارسی لفظ تسلیم کر کے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ امام بخاری عجمی تھے، شہر بخاری ان کا وطن تھا، جہاں بول چال کی زبان فارسی تھی، اس لئے ان سے ''ھم'' کا لفظ بلا قصد وارادہ واقع ہو گیا ہے۔

شارحین کے اقوال مذکورہ سے یہ بات آشکار ہے کہ امام بخاری کے کلام میں لفظ ''ھم'' کی زیادتی پر کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے، اس کے ثبوت پر جو کچھ ہے وہ کرمانی کا یہ قول ہے کہ بعض نسخوں میں انھوں نے اس عبارت مذکورہ کو دیکھا ہے۔

اس پر پہلا ایراد یہ ہے کہ کرمانی نے ''بعض نسخوں'' کا حوالہ دیا ہے، جو انتہائی مبہم ہے، جب کہ ثبوت کے لئے کوئی صریح اور معین مصدر کی نشان دہی ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ کرمانی نے عبارت مذکورہ کو جس نسخہ میں دیکھا ہے، احتمال ہے کہ اس کے نقل کرنے میں ''ھم'' کی زیادتی خود کرمانی سے واقع ہوئی ہو، کیونکہ کرمانی بھی عجمی فارسی اللسان ہیں۔

---

(۱۴۵) الفتح ۳/۶۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے یہ کہ علامہ صغانی امام لغت ہیں، ظاہر ہے کہ ان کا نسخہ معیار لغت پر جانچا و پرکھا ہوا ہے، اس کے مقابل دوسرے نسخوں میں وہ ضبط و اتقان نہیں ہوگا، جو اس میں ہے، اس لئے صغانی کے نسخہ میں ''ھھم'' کا موجود نہ ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ کسی اور نسخہ میں اس کا وجود ناسخ کے سہو و خطا کا نتیجہ ہے۔ واللہ اعلم۔

بعینہ مکررات:۔ شروع میں حافظ ابن حجر کا یہ قول ذکر کر چکا ہے کہ امام بخاری اپنی جامع میں کسی حدیث کو بعینہٖ ایک ہی سند و متن کے ساتھ مکرر نہیں لاتے ہیں، البتہ لاشعوری طور پر چند حدیثیں بعینہٖ مکرر وارد ہوئی ہیں، ان حدیثوں کا بیان علامہ قسطلانی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

''قد رأيت ورقة بخط الحافظ ابن حجر تعليقا أحضرها إلى صاحبنا الشيخ العلامة المحدث البدر المشهدى، نصها: نبذة من الأحاديث التى ذكرها البخارى فى موضعين سند او متنا، الخ. (۱۴۶)

میں نے بخط حافظ ابن حجر ایک تعلیق نامہ دیکھا ہے، جس کو شیخ محدث البدر المشھدی میرے پاس لائے تھے، اس کا عنوان ہے ''نبذة من الأحاديث التى ذكرها البخارى فى موضعين سند اومتنا.'' یعنی ان احادیث کا خاکہ جن کو امام بخاری نے ایک ہی سند و متن کے ساتھ دو مقامات میں ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ نے ایسی ۲۱ حدیثوں کی نشان دہی کی ہے جو جامع صحیح میں بعینہٖ مکرر مذکور ہیں، اس کے اخیر میں قسطلانی نے اپنی جانب سے ایک اور حدیث کا اضافہ کیا ہے، اور ایسے تین مقامات کا حوالہ دیا ہے جن میں وہ حدیث بعینہٖ مکرر وارد ہوئی ہے۔

شیخ ابوالاشبال احمد شاغف/مقیم مکہ مکرمہ نے ان بائیس مکرر احادیث کا جائزہ لیتے ہوئے ہر حدیث کے الفاظ و جمل کا مقابلہ کیا ہے، اور ان میں فرق و تغایر کو واضح کرنے کے لئے ان پر خط کھینچ دیا ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث بعینہٖ و بلفظہٖ مکرر نہیں ہے، مولانا کا یہ توضیحی کلام ''مقالات شاغف'' میں صفحہ ۸۷ تا ۹۶ پر ملاحظہ کیا جائے۔

---

(۱۴۶) مقدمۃ الارشاد، ص ۲۵، ۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظات:-

ہم نے محترم شاغف صاحب کے مذکورہ جائزہ اور مکرر حدیث کے تقابل سے فرق و اختلاف کی توضیح کا بغور مطالعہ کیا ہے، اس تحقیق و توضیح پر ہم محترم موصوف کی خدمت مبارکہ میں ہدیۂ تحسین و تشکر پیش کرتے ہیں، فن حدیث بالخصوص صحیح بخاری پر ان کی گہری نظر قابل داد ہے، اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔

خطا و نسیان اور سہو و تسامح انسانی جبلت کا خاصہ ہے، ان سے کون سلامت رہ سکتا ہے؟ جس طرح بلند پایہ حفاظِ حدیث عسقلانی و قسطلانی وغیرھما کتاب بخاری میں بعینہٖ تکرار حدیث کے پائے جانے کے قول میں سہو و تسامح سے سلامت نہیں رہ سکے تو بعد والوں کو اس سلامتی کا یارا کہاں؟

شاغف صاحب نے مکرر حدیث میں فرق واضح کرنے کے لئے دو یا تین روایتیں نقل کر کے ان میں اختلافی الفاظ پر خط کشید کیا ہے، تاکہ فرق کو سمجھنا آسان ہو جائے، لیکن اس سلسلے میں بعض مقامات پر ان سے یہ سہو و تسامح ہوا ہے کہ بعض مکرر حدیثوں میں الفاظ کے فرق پر خط کشیدہ نہیں ہے، اور بعض جگہوں میں مکرر حدیث بعینہٖ و بلفظہٖ نقل کر دی گئی ہے، مثلاً

حدیث ۴- کتاب الصلاۃ میں حدیث رقم ۴۶۵ کی سند پر خط کشیدہ ہے، لیکن پھر اس کو کتاب المناقب سے مکرر برقم ۳۶۳۹ نقل کیا گیا تو اس میں مختلف لفظ پر خط کشیدہ نہیں ہے۔

یہی صورت حال نمبر ۵ میں حدیث انس کو مکرر نقل کرنے میں پیش آئی ہے۔

۶- کتاب الایمان میں حدیث احنف بن قیس برقم ۳۱ کے متن میں دو لفظوں پر خط کشیدہ ہے، پھر یہ حدیث مکرر برقم ۶۸۷۵ کتاب الدیات سے بغیر خط اور بلا لفظی فرق بعینہٖ نقل کی گئی ہے، حالانکہ پہلی روایت میں "قلت" اور دوسری میں "فقلت" مذکور ہے، اسی طرح پہلی میں "بسیفھما" اور دوسری میں "بسیفیھما" وارد ہے۔

۷- کتاب الدیاب کے حوالے سے مکرر حدیث برقم ۶۹۰۳، ۶۹۱۵۔ بعینہٖ و بلفظہٖ نقل کی گئی ہے، جب کہ ان دونوں مقامات میں دو لفظوں کا واضح فرق موجود ہے، پہلی جگہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مما ليس في القرآن" اور "قال مرة" مذکور ہے، اور دوسری جگہ "ماليس في القرآن" اور "قال ابن عيينة مرة" کے الفاظ مروی ہیں۔

۸- حدیث حذیفہ بحوالہ کتاب الرقاق برقم ۶۴۹۷، اور مکرر بحوالہ کتاب الفتن برقم ۷۰۸۶، بعینہ وبلفظہ نقل کی گئی ہے، حالانکہ اس کی تکرار حسب ذیل فروق پر مشتمل ہے۔

۱- فيصبح/ويصبح ۲- أحدهم/أحد ۳- ما أبالي/لا أبالي

۴- فأما/ و أما

۹- حدیث ابو ہریرہ فی کتاب الحرث والمزارعۃ رقم ۲۳۴۸، مکرر فی کتاب التوحید برقم ۷۵۱۹، بلفظہ وبعینہ نقل کی گئی ہے، جب کہ اس کی سند ومتن میں متعدد کمی وزیادتی کا فرق واضح ہے، جو یہ ہے۔

۱- عن هلال بن علي/حدثنا علي ۲- فقال له/فقال ۳- فبذر/ فأسرع فبذر ۴- استحصاده فكان أمثال الجبال/ استحصاده وتكويره أمثال الجبال. ۵- والله لاتجده/لاتجد هذا.

۱۰- حدیث عمر فی کتاب الجہاد مذکور برقم ۲۹۰۴، مکرر فی کتاب التفسیر برقم ۴۸۸۵، بعینہ نقل کی گئی ہے، اور سند ومتن میں لفظی فرق کو قلم انداز کر دیا گیا ہے، فرق ملاحظہ ہو۔

۱- حدثنا سفيان عن عمرو/حدثنا سفيان غير مرة عن عمرو.

۲- و كان ينفق على أهله نفقة سنته/ينفق على أهله منها نفقة سنته.

۱۱- حدیث ابی ہریرۃ فی کتاب الانبیاء مذکور برقم ۳۳۹۱، مکرر فی کتاب الخمس برقم ۳۰۹۶، بعینہ نقل کی گئی ہے، جب کہ اس کی سند میں ایک لفظ کے وجود وعدم کا اختلاف ہے، یعنی عبدالله بن محمد الجعفي. عبدالله بن محمد.

۱۲- حدیث ابی ہریرہ فی کتاب الوصایا مذکور برقم ۲۷۷۶، مکرر فی الخمس برقم ۳۰۹۶، بعینہ نقل کی گئی ہے، اس میں بھی ایک لفظ یعنی أخبرنا مالک اور حدثنا مالک کا فرق موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳- حدیث عبداللہ بن عمرو فی کتاب الجزیہ مذکور برقم ۳۱۶۶، مکرر فی کتاب الدیات برقم ۶۹۱۴، بعینہٖ نقل کی گئی ہے، اس میں تین جگہ الفاظ کا فرق ہے۔ (۱) حدثنا الحسن بن عمرو - حدثنا الحسن (۲) من قتل معاهدا - من قتل نفسا معاهدا. (۳) إن ريحها توجد - إن ريحها لتوجد.

۱۹- حدیث ابن عباس فی کتاب المغازی مذکور برقم ۳۹۹۵، مکرر فیہ برقم ۴۰۴۱، کے بعض الفاظ خط کشیدہ ہونے کے باوجود بعینہٖ نقل کئے گئے ہیں، حالانکہ دونوں میں الفاظ کا فرق موجود ہے، جو اس طرح ہے:

''أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال یوم بدر'' - ''قال: قال النبی صلی اللہ علیه وسلم یوم أحد''

۲۰- حدیث جابر فی کتاب الحج مذکور برقم ۱۵۵۷، مکرر فی کتاب المغازی برقم ۴۳۵۲، کے بعض الفاظ پر خط کشیدہ ہے، لیکن بعض جملے کسی نشان سے خالی ہیں۔

۲۳- حدیث عبداللہ فی کتاب الخصومات مذکور برقم ۲۴۱۶، مکرر فی کتاب الشہادات برقم ۲۶۶۶، بعینہٖ نقل کی گئی ہے، جب کہ دونوں روایتوں میں دو جگہ بعض الفاظ فرق کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔

(۱) ''فقال الأشعث.'' - ''فقال الأشعث بن قیس'' (۲) ''فأنزل اللہ تعالیٰ'' - ''قال: فأنزل اللہ تعالیٰ''

محدث قسطلانی نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے جامع صحیح بخاری میں بعینہٖ مکرر اکیس احادیث کی نشان دہی کر کے بائیسویں حدیث مکرر کا اضافہ کیا ہے، مولانا شاغف نے تیسویں حدیث مکرر کا سراغ پایا اور اس کی توضیح فرمائی ہے، جیسا کہ ابھی اس کا بیان گذرا ہے، ہم نے مذکورہ احادیث مکررہ میں سے چند حدیثوں کے نقل میں شاغف صاحب کے تسامحات کو اس لئے ذکر کیا ہے تا کہ قارئین کو یہ وہم نہ ہو کہ جامع صحیح میں یہ حدیثیں بعینہٖ وبلفظہٖ مکرر ہیں، ان میں کوئی فرق وتغایر نہیں ہے، اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مکرر حدیث میں سند یا متن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا دونوں سے متعلق کوئی فائدہ مضمر ہوتا ہے، اور تکرار حدیث بلا فائدہ نہیں ہوتی۔

ایک سوال کا جواب:- مولانا شاغف نے مذکورہ تحقیقات وتوضیحات کو ایک سوال کے تفصیلی جواب پر ختم کیا ہے، سوال یہ ہے کہ کتاب بخاری میں جب مکررات کی سند ومتن ایک ہی ہے، تو پھر ان کے جملوں اور لفظوں میں فرق واختلاف کیوں کر واقع ہوا؟

مولانا محترم نے اس سوال کا نہ صرف محدثانہ جواب دیا ہے، بلکہ اس کو متعدد ناحیوں سے دو صفحات ۹۵، ۹۶ میں خوب تفصیل کے ساتھ بتایا اور سمجھایا ہے، اگر اس کو بغور پڑھا جائے تو اس سلسلے کے بہت سے شبہات ومغالطات کا ازالہ ہو جاتا ہے جو عام قاری کے دماغ میں کلبلاتے رہتے ہیں، خاص طور پر کتاب بخاری کے نسخوں میں اختلاف، احادیث مکررہ وغیر مکررہ کی تعداد میں اختلاف، سند ومتن کے ہامشی نسخوں میں اختلاف، اور اختصار و اکمال کا اختلاف وغیرہ ان تمام اختلافات کے وجوہ واسباب کو سہل انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ واقعیت اور اصلیت بے نقاب ہو جاتی ہے، اور کوئی اشکال باقی نہیں رہتا ہے، جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

تکرار احادیث سے متعلق یہ چند مسائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں کہ عام طور پر احادیث مکررہ کے ساتھ سطحی وسرسری سلوک کیا جاتا ہے، اس بات پر غور نہیں کیا جاتا کہ ایک عظیم وضخیم کتاب جس میں تکرار حدیث کی کثرت ہے، اس میں کیا کیا معنوی محاسن اور قیمتی فوائد پوشیدہ ہیں، جن کی بنا پر ائمہ حدیث اور بلند پایہ اہل فن نے جو متفقہ طور پر علم حدیث کے اداشناس ہیں، کتب حدیث میں اس کو اولیت اور انفرادیت کی سند عطا کی ہے، جب کہ تقریر و تحریر میں تکرار الفاظ کو بھی معیوب سمجھا جاتا ہے، اور ایک ہی بات کو بار بار دہرانا اہل علم کے نزدیک کم علمی اور بے مائیگی کی دلیل ہوتی ہے، لیکن یہاں پر معاملہ ہی الٹا ہے، اس میں کیا اسرار ورموز ہیں؟ ان کو جوہر شناس اہل بصیرت ہی سمجھتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم اور فہم عمیق سے نوازا ہے۔

حدیث کی تقطیع، اختصار اور اتمام وتکرار کے وجوہ اور فوائد کی تفصیل حافظ ابن حجر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مقدمۃ الفتح کی فصل ثالث میں بیان فرمائی ہے، اس کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔

ر۔۔۔ تفسیر وتشریح آیات:۔ ابواب بخاری درحقیقت متنوع علوم وفنون کا ایسا جامع گل دستہ ہیں جس کا ہر پھول اپنے رنگ وبو میں منفرد ہے، اس کی پتیوں کو پرت در پرت کھولتے جاؤ اور نو بنو خوشبوؤں سے مشام جان کو معطر کرتے جاؤ، اس کو جتنا ہی سونگھو اتنا ہی خوشبو کو دوچند محسوس کرو ؎ هو المسک ما کررته یتضوع

اس گلدستہ تراجم میں ایک پھول ایسا بھی ہے جس میں عربی قواعد اور لغوی تحقیق کے رنگ وبو علم وفن کے گل چینوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں امام صاحب کتاب التفسیر کے علاوہ دوسری کتب کے ابواب میں بھی ترجمہ کے مناسب جو قرآنی آیات ذکر کرتے ہیں، ان میں غریب الفاظ کی نحوی، صرفی اور لغوی تحقیق وتشریح بھی کرتے ہیں، اور مفسرین کے اقوال سے تفسیر بیان کرتے ہیں، اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

(ا) کتاب مواقیت الصلاۃ "باب ماکرہ من السمر بعد العشاء"

السامر من السمر، والجمع السُمّار، والسامر هاهنا فی موضع الجمع، واصل السمر ضوء لون القمر وکانوا یتحدثون فیه.

امام بخاری بعض دفعہ آیت کے کسی لفظ کو بعینہ نقل کئے بغیر اس کی تفسیر شروع کردیتے ہیں جیسا کہ یہاں پر ترجمۃ الباب میں لفظ "السمر" کی مناسب آیت "سامراً تهجرون" (۱۴۷) کو نقل نہیں کیا ہے، لیکن اس کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ "السامر" سَمَر سے مشتق ہے، اس کی جمع سُمّار ہے، اور یہاں پر یعنی آیت میں سامر جمع کے لئے ہے یعنی سامر واحد اور جمع دونوں ہے اور مذکورہ آیت میں جمع ہے) اور سَمَر کا اصل معنی چاند کے رنگ کی روشنی ہے، (چاندنی رات) جس میں لوگ گپ شپ کیا کرتے تھے۔

تفسیر کے معاملے میں امام بخاری کی ایک عادت یہ ہے کہ بعض مقامات پر آیت کے الفاظ کی تفسیر ومعنی بالترتیب نہیں ذکر کرتے ہیں، اس لئے الفاظ آیت کی تقدیم وتاخیر سے طالب کو معنی سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے، اور مضمون آیت واضح نہیں ہوتا یہ صورت حال

(۱۴۷) سورہ مومنون/ ۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے ہوتی ہے کہ ایک آیت کی تفسیر متعدد مفسرین سے منقول ہوتی ہے، بعض الفاظ کی تفسیر کسی سے اور بعض کی کسی اور سے، جامع صحیح کی کتاب التفسیر میں اس کے مظاہر زیادہ ہیں، ان میں امام بخاری کے ادبی، لغوی اور تفسیری کمالات بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔

(۲) کتاب الاستسقاء "باب ما یقال إذا مطرت" میں فرماتے ہیں:

"وقال ابن عباس: (أو کصیب) (۱۴۸)المطر، وقال غیرہ: صاب، أصاب، یصوب."

یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: آیت میں لفظ "صیب" سے مراد بارش ہے، امام بخاری نے دوسرے مفسر کے حوالے سے اس لفظ کے اشتقاق کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کا فعل ماضی ثلاثی مجرد سے "صاب" اور ثلاثی مزید سے "أصاب" آتا ہے، اور دونوں کا معنی ایک ہے، پھر "یصوب" کو جو صاب" کا مضارع ہے ذکر کرکے اشارہ کیا کہ یہ واوی ہے بروزن یقول، "أصاب" کا مضارع اس لئے ذکر نہیں کیا کہ متعین ومعلوم ہے۔

(۳) کتاب الجنائز "باب موعظة المحدث عند القبر....."

﴿یوم یخرجون من الأجداث﴾ (۱۴۹) الاجداث: القبور، ﴿بعثرت) (۱۵۰)، أثیرت، بعثرت حوضی جعلت أسفلہ أعلاہ، الإیفاض: الإسراع، وقرأ الأعمش ﴿إلی نصب یوفضون﴾ (۱۵۱)، إلی شیء منصوب یستبقون إلیہ، والنصب واحد، والنصب مصدر. الخ."

یعنی آیت میں "أجداث" سے مراد قبور ہے "بعثرت" بمعنی "أثیرت" ہے یعنی قبریں الٹ دی جائیں گی، چنانچہ کلام عرب میں کہا جاتا ہے "بعثرت حوضی" میں نے حوض کو الٹ کر نیچے کا حصہ اوپر کردیا، "الإیفاض" آیت میں "یوفضون" کا مصدر ہے، اس کا معنی تیز چلنا، دوڑنا ہے، اعمش نے اس آیت کو "إلی نصب یوفضون" بفتح النون پڑھا ہے، (باقی قراء کی قراءت بضم النون ہے) یعنی نصب کردہ چیز (نشان) کی طرف دوڑ رہے ہیں، نصب بضم النون وسکون الصاد، نصب بضمتین کا واحد ہے، اور نصب بفتح النون، مصدر ہے۔

---

(۱۴۸) سورہ بقرہ/۱۹ (۱۴۹) سورہ المعارج/۴۳۔ (۱۵۰) سورہ الانفطار/۴۔ (۱۵۱) سورہ المعارج/۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ:

پہلے بتایا گیا ہے کہ حدیث میں کوئی غریب لفظ آتا ہے، اور اس کے موافق قرآن میں کوئی آیت یا لفظ موجود ہوتا ہے تو امام بخاری اس کو نقل کر کے اس کی تفسیر و معنی بیان کرتے ہیں، اس میں اور ابھی بیان کی گئی تفسیری نوعیت میں فرق یہ ہے ک پہلی صورت میں آیت یا اس کے کسی لفظ کی تفسیر حدیث کے اختتام پر مذکور ہوتی ہے، اور دوسری صورت تفسیر کا تعلق ترجمۃ الباب میں منقولہ آیت سے ہے جو باب ہی میں حدیث سے پہلے مذکور ہوتی ہے، یعنی پہلی تفسیر کا محل ختم حدیث ہے، اور دوسری کا تحت الباب حدیث مسند سے پہلے۔

جامع صحیح اور اس کی خصوصیات ابواب کے تعلق سے جو کچھ لکھا گیا ہے یہ ایک ہلکا پھلکا نمونہ ہے، ورنہ جامع صحیح درحقیقت اسلامی علوم وفنون کا ایک اتھاہ سمندر ہے، جس کی گہرائی و پہنائی کی حد بندی کا تصور بھی ایک خواب ہے، علامہ انور شاہ کشمیری تراجم ابواب کی شان میں فرماتے ہیں:

"هذا من رفعة اجتهاده ودقته في الإجتهاديات، وبسطها في التراجم، وقيل: فقه البخاري في تراجم أبوابه، فكان في تراجم المصنف علوم متفرقة في الفقه واصوله والكلام أو ما إليها باختصار وإيجاز."(۱۵۲)

تراجم کی وضع امام بخاری کے اجتہاد کی بلندی اور اجتہادی مسائل میں دقت نظری کی دلیل ہے، جن کو تراجم میں بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے، فضلاء کا قول ہے کہ "فقه البخاري في تراجم ابوابه" تراجم ابواب امام بخاری کی فقاہت کے ترجمان ہیں، مصنف کے ان تراجم میں فقہ، اصول فقہ اور کلام کے متفرق علوم موجود ہیں، جن کی جانب مصنف نے بہت اختصار وایجاز کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

---

(۱۵۲) مقدمہ فیض الباری ۱/۴۰۔

- محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وكذلك الجهة العظمى الموجبة لتقديمه وهي ماضمنه ابوابه من التراجم التي حيرت الافكار وأدهشت العقول والأبصار."(۱۵۳)

صحیح مسلم وغیرہ تمام کتب مصنفہ پر جامع بخاری کی تقدیم کا ایک عظیم سبب تراجم ابواب ہیں جن سے لوگوں کے ذہن حیرت زدہ عقلیں اور نگاہیں سراسیمہ ہیں۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

"بالجملة فتراجمه حيرت الافكار وأدحشت العقول والأبصار."(۱۵۴)

حاصل یہ کہ تراجم ابواب بخاری نے لوگوں کے ذہنوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے، اور عقلوں ونگاہوں کو دہشت زدہ کردیا ہے۔

آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

---

(۱۴۸) مقدمہ فیض الباری ۱/۴۰۔ (۱۴۹) مقدمۃ الفتح ص ۱۵۔ (۱۵۰) مقدمۃ الارشاد ص ۱۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

تصانیف

امام بخاری کثیر التصانیف تھے، ان کی مہتم بالشان اور بلند پایہ کتاب "الجامع الصحیح" کے علاوہ بھی ان کے قلمی شاہکاروں کی خاصی تعداد ہے، جن میں سے بعض مطبوع اور شائع شدہ ہیں، اور بعض قلمی مسودہ کی شکل میں ہیں یا نامعلوم الوجود ہیں۔

امام صاحب کے حالات کے بیان میں ان کا یہ قول گذر چکا ہے کہ "میں نے اپنی عمر کے اٹھارہویں سال میں کتاب "قضایا الصحابة و التابعین" تصنیف کیا" یہ قول اشارہ کر رہا ہے کہ کتاب مذکور ان کی پہلی تصنیف ہے، اور اسی سے سلسلۂ تصانیف کا آغاز ہوا۔

حافظ ابن حجر نے مقدمۃ الفتح کے اخیر میں "ذکر تصانیفه و الرواة عنه" کے عنوان سے بیس کتابوں کی فہرست درج کی ہے، اسی کو حافظ سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) نے بھی تدریب ۲/۳۶۲، میں نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے، ان دونوں فہرستوں میں امام صاحب کی تصانیف حسب ذیل ترتیب کے ساتھ مذکور ہیں۔

(۱) الأدب المفرد۔ (۲) رفع الیدین فی الصلاۃ۔ (۳) القراءۃ خلف الإمام۔ (۴) بر الوالدین۔ (۵) التاریخ الکبیر۔ (۶) التاریخ الأوسط۔ (۷) التاریخ الصغیر۔ (۸) خلق أفعال العباد۔ (۹) کتاب الضعفاء۔

ان مذکورہ نو تصانیف کے بارے میں حافظ سیوطی نے لکھا ہے "هذه التصانیف موجودة مروية لنا بالسماع وبالإجازة" یہ تصانیف موجود ہیں اور ہم تک بالسماع وبالإجازہ روایت کی گئی ہیں، باقی مندرجہ ذیل تصنیفات کے وجود کا علم نہیں ہے۔

(۱۰) الجامع الکبیر۔ (۱۱) المسند الکبیر۔ (۱۲) التفسیر الکبیر۔ (۱۳) کتاب الأشربة (۱۴) کتاب الھبة۔ (۱۵) أسامی الصحابة۔ (۱۶) کتاب الوحدان۔ (۱۷) کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المبسوط۔(۱۸) کتاب العلل۔(۱۹) کتاب الکنی۔(۲۰) کتاب الفوائد۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری نے سیرۃ البخاری میں چوبیس تصانیف اور ان کے متعلق میسرہ معلومات و کیفیات کا تذکرہ کیا ہے، گویا سابقہ تعداد میں چار کتابوں کا قیمتی اضافہ ہے، جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) قضایا الصحابۃ والتابعین۔ (۲) کتاب الرقاق۔ (۳) الجامع الصغیر فی الحدیث۔(۴) کتاب مائۃ ألف حدیث۔

سیرۃ البخاری کے عربی ترجمہ وتعلیق نگار ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم بستوی حفظہ اللہ تعالیٰ وشفاہ، نے جدید مراجع کے حوالوں سے مزید گیارہ تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، جو یہ ہیں:

(۱) الضعفاء الکبیر۔(۲) الکنی المجردۃ۔(۳) کتاب الاعتصام۔(۴) کتاب الرد علی الجھمیۃ۔(۵) کتاب السنن فی الفقہ۔(۶) المشیخۃ۔(۷) انتقاء البخاری من حدیث لأھل بغداد۔(۸) التاریخ فی معرفۃ رواۃ الحدیث۔(۹) التواریخ والأنساب۔(۱۰) ''العقیدۃ'' او ''التوحید''۔(۱۱) أخبار الصفات۔

مؤخر الذکر چار کتابوں کے بارے میں ڈاکٹر موصوف نے لکھا ہے کہ امام بخاری کی طرف ان کی نسبت یا ان کی مستقل حیثیت محل نظر اور غیر مصدقہ ہے۔(۱) یہ اضافی تعداد سابقہ تعداد میں شامل کرنے سے امام بخاری کی تصانیف مع الجامع الصحیح کی مجموعی تعداد چھتیس تک پہنچتی ہے۔

ان گراں مایہ علمی تصانیف میں کتاب ''التاریخ الکبیر'' وہ بلند پایہ کتاب ہے جسے امام بخاری نے مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں نبی ﷺ کی قبر کے پاس چاندنی راتوں میں تصنیف کیا ہے، اور اہل علم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جس طرح صحیح مجرد میں ''الجامع الصحیح'' پہلی اور بے مثل کتاب ہے، اسی طرح تاریخ رجال میں کتاب التاریخ پہلی اور بنیادی کتاب ہے، جو بعد والے اہل تاریخ وسیر کا ماخذ ومصدر بھی ہے۔

التاریخ الکبیر بہت ضخیم کتاب ہے، ۱۹۴۱ء-۱۹۶۲ء میں بتحقیق وتصحیح علامہ عبدالرحمٰن

---

(۱) سیرۃ البخاری عربی ۱/۳۰۹ تا ۳۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن یحییٰ معلّمی، حیدرآباد سے آٹھ اجزاء، چار مجلدات میں طبع ہوئی ہے۔ مولانا عبدالسلام مبارکپوری نے اس کا تعارف کسی قدر تفصیل سے پیش کیا ہے، اس کا مختصر ترین اقتباس درج ذیل ہے:

''ابتدائے کتاب میں محمدین کا ذکر ہے، کتاب میں صحابہ وتابعین اور تبع تابعین رواۃ حدیث کا استیعاب کیا ہے، اور ناموں کے لکھنے میں حروف تہجی کی ترتیب رکھی ہے۔..... زیادہ تر سلسلۂ روایت، تلمذ وسماعت کا ذکر ہے، اکثر جرح وتعدیل بھی ہے، گویا بالاستیعاب نہیں۔''(۱)

التاریخ الأوسط کی بابت مولانا مبارکپوری نے لکھا ہے کہ ''اس کے مفصل حال معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ مل سکا، نہ اس کے کسی نسخہ کا وجود ہی معلوم ہوسکا۔''(۲)

اس کے حاشیہ میں شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی نے لکھا ہے۔

''التاریخ الاوسط کا قلمی کامل نسخہ دوسری جنگ عظیم تک جرمنی کے سرکاری کتب خانہ میں موجود تھا۔'' عربی ترجمہ نگار ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی لکھتے ہیں:

''التاریخ الاوسط پہلی بار ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء میں استاذ محمد بن ابراہیم لحیدان کی تحقیق کے ساتھ دارالصمیعی، الریاض، نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔''(۳)

التاریخ الصغیر، اس کے بارے میں مولانا مبارکپوری لکھتے ہیں

''فن تاریخ میں امام بخاری کی یہ بھی ایک بے مثل تصنیف ہے.....اس تاریخ میں امام بخاری مشاہیر صحابہ وتابعین وتبع تابعین کے سنوات وفات ونسب ولقاء کا ذکر کرتے ہیں، اور اکثر جرح وتعدیل کرتے ہیں، چنانچہ اس کا عنوان تالیف سنوات ہی پر رکھا ہے، ایک سنہ کے مشاہیر کی وفات وغیرہ لکھ کر دوسرے سنہ کو شروع کرتے ہیں۔''(۴)

تاریخ صغیر بتحقیق شیخ محمد محی الدین جعفری الہ آبادی اور افادات علامہ محدث شمس الحق عظیم آبادی پہلی بار ۱۳۲۴ھ میں الہ آباد میں طبع ہوئی تھی، پھر اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

---

(۲) سیرۃ البخاری اردو، ص ۱۶۷۔ (۳) سیرۃ البخاری عربی ۱/۲۸۶۔ (۴) سیرۃ البخاری اردو، ص ۱۶۷-۱۶۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کی تصانیف میں جو مطبوع اور متداول ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱- الجامع الصحیح۔ ۲- التاریخ الکبیر۔ ۳- التاریخ الاوسط۔ ۴- التاریخ الصغیر۔
۵- الضعفاء الصغیر۔ ۶- خلق أفعال العباد۔ ۷- کتاب الکنی۔ ۸- الأدب المفرد۔
۹- جزء رفع الیدین۔ ۱۰- جزء القراءۃ خلف الإمام۔

صحیح بخاری کی شروح

جامع صحیح بخاری کی علمی جلالت اور کتب حدیث میں اس کی اولیت و جامعیت اہل علم کے ہر طبقے میں مسلم ہے، اور ہر دور میں بلند پایہ محدثین اور ماہرین علم حدیث نے اس کی شرح وتوضیح اور تدقیقات علمیہ، نکات حدیثیہ، مشکلات فنیہ کے حل کی طرف خاص توجہ کی ہے، اور اپنی دینی وعلمی زندگی کا سرمایہ بنایا ہے۔

آج تک دنیا میں کتاب اللہ کے بعد کسی کتاب کی شروح وحواشی اور تعلیقات وتراجم کا ایسا لامتناہی سلسلہ نہیں دیکھا گیا جیسا کہ صحیح بخاری کے تعلق سے جاری ہے، اس کا آغاز مؤلف رحمہ اللہ کے بعد ہی سے ہوگیا تھا، چنانچہ علامہ خطابی متوفی ۳۸۸ھ نے ایک بہت پاکیزہ شرح ''أعلام السنن'' کے نام سے لکھی، پھر یہ مبارک عمل بغیر کسی توقف کلی اور جزئی طور پر آگے بڑھتا گیا اور شروح وغیرہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔

صاحب سیرۃ البخاری متوفی ۱۳۴۲ھ نے اپنی امکانی جدوجہد اور حتی المقدور تلاش و جستجو سے جن شروح وحواشی وغیرہ کا سراغ پایا ہے، اور ان کے متعلق حاصل شدہ معلومات کا تذکرہ کیا ہے، ان کی تعداد ایک سو تینتالیس (۱۴۳) ہے، اس پر ایک صدی کا طویل عرصہ گذر چکا ہے، جو پہلے کے مقابلے میں مثالی ترقی یافتہ ہے، بہت سے نایاب مراجع کی دستیابی ممکن ہورہی ہے، اور زیور طبع سے آراستہ بھی ہورہے ہیں، ساتھ ہی جدید تالیفات بھی شائع ہورہی ہیں۔ ان سے یہ انکشاف ہورہا ہے کہ اب سابقہ تعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہوچکا ہے، چنانچہ ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی لکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''استاذ محمد عصام عرار حسینی نے اپنی کتاب "إتحاف القاری بمعرفة جهود و أعمال العلماء علی صحیح بخاری" میں صحیح بخاری سے متعلق تین سو پچہتر (۳۷۵) کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔''(۱)

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ صحیح بخاری کی شروح وحواشی اور تعلیقات ومتعلقات کا ضبط واحاطہ اب تک ممکن نہیں ہوسکا ہے، اور کسی ایک شخص کا اس عمل پر قادر ہونا تو بہت بعید امر ہے۔

ممتاز ومتداول شرحیں

اس حقیر وقصیر کتاب میں جامع صحیح کی شروح وحواشی وغیرہ کا تذکرہ وتعارف نہ تو مقصود ہے، اور نہ مجھ جیسے کم مایہ خادم علم کی استطاعت میں ہے، البتہ چند ممتاز ومتداول شروح کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

فتح الباری

جامع صحیح کی سب سے زیادہ ممتاز ومقبول شرح ''فتح الباری'' ہے، جو حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) کی شاہکار تصنیف ہے، اس کی تالیف ۷۹۷ھ میں شروع ہوئی تھی، اس سے پہلے مصنف نے ایک جامع مقدمہ "هدی الساری" کے نام سے لکھا ہے، جو ایک ضخیم جلد میں ہے، اس میں صحیح بخاری کا موضوع، غرض وغایت، خصوصیات وموضوعات، تراجم کے نکات، تقطیع احادیث کے فوائد، ومصالح سے متعلق تفصیلی و تحقیقی بحث کی ہے، اور علمی وفنی رموز واسرار سے نقاب کشائی کرتے ہوئے حل مشکلات کے رہنما اصول بیان کئے ہیں، اس کے خاتمہ میں امام بخاری کے حالات وکمالات اور صحیح بخاری کے فضائل وخصائص ومتعلقات، اور دوسری تصانیف کا تذکرہ بھی کیا ہے،

جب اس عظیم مقدمہ کی تصنیف مکمل ہوگئی تو شرح بخاری کا عمل شروع ہوا، طریقہ یہ

---

(۱) سیرۃ البخاری عربی۔ ۱/۴۵۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ روزانہ تھوڑا تھوڑا لکھتے جب شرح کا ایک معتد بہ حصہ تیار ہو جاتا تو محدثین اور اہل علم کی ایک جماعت اس کو نقل کرتی، پھر ہفتہ میں ایک روز اس پر معارضہ ومباحثہ ہوتا، علامہ برہان بن خضر پڑھتے اور لوگ اعتراضات وسوالات پیش کرتے، اور حافظ صاحب جواب دیتے، اس طرح تحریر کردہ حصہ بحث وتحقیق کے بعد محقق ومہذب ہو کر فوراً اطراف عالم میں پھیل جاتا، یہاں تک کہ یہ جامع ضخیم شرح ۸۴۲ھ میں فتح الباری کے نام سے پایۂ تکمیل کو پہنچی، اس کے بعد اس پر کچھ اضافے بھی کئے تھے۔(۱)

یہ شرح اس قدر مقبول ہوئی کہ اس زمانے کے بعض سلاطین نے اس کو اشرفیوں سے تول کر خریدا، اور اسی وقت ممالک اسلامیہ میں پھیل گئی، بعد والے شارحین نے اس کو اپنی شرح وتحقیق کا ماخذ ومصدر بنایا، چنانچہ اس کے بعد جتنی شرحیں لکھی گئیں تقریباً سب ہی میں فتح الباری سے خوشہ چینی کی گئی ہے، کوئی شارح، کوئی محقق، کوئی محدث اور علم حدیث کا کوئی باحث یا مدرس اس سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

عمدۃ القاری

یہ ایک مشہور ومبسوط شرح بخاری ہے، جو علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی (م ۸۵۵ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے ۸۲۱ھ سے اس کی ابتدا کی، اور ۸۴۷ھ میں مکمل کی، اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علامہ عینی نے اس شرح میں فتح الباری سے بہت زیادہ مدد لیا اور استفادہ کیا ہے، یہاں تک کہ پورے ورق کے ورق نقل کر دیتے ہیں، لیکن فتح الباری کی شہرت و مقبولیت دیکھ کر اس قدر حسد میں مبتلا ہوئے کہ حافظ ابن حجر پر نامعقول تعقبات واعتراضات کرنے کی سطح پر اتر آئے، اور حافظ پر اپنی فضیلت وبرتری ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی۔

حافظ ابن حجر نے جن باتوں کو بالقصد ترک کر دیا تھا، یا ان کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کیا تھا، عینی نے اپنی شرح میں ان کو طوالت وتفصیل سے بیان کیا ہے، مثلاً حدیث کے پورے متن کو نقل کر دیا ہے، رُواۃ کے انساب کی وضاحت کی ہے، ہر راوی کا پورا ترجمہ لکھا

(۱) مقدمۃ الإرشاد، ص ۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، لغات، اعراب، معانی و بیان کی وضاحت کی ہے، اور سوال کے عنوان سے مسائل کے جوابات دیئے ہیں، شرح میں یہ طویل زیادات حسن بیان کو متاثر کرتے ہیں، بایں وصف یہ زیادات وایضاحات آخر کتاب تک جاری نہ رہ سکے۔ بلکہ نصف کتاب سے کچھ ہی آگے پہنچ کر شرح بے جان ہوگئی، اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ معانی و بیان و بدیع کی بحث و تفصیل علامی عینی نے علامہ رکن الدین کی شرح سے نقل کی ہے، جو نامکمل کتاب ہے، اس لئے عمدۃ القاری میں بھی مذکورہ مضامین وہیں تک ختم ہوگئے جہاں تک شرح رکن الدین پہنچی ہے۔(۱)

یہ مسلمہ حقیقت ہے اور ہر مکتب فکر کے تمام محققین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شرح عینی اپنی تفصیلات وزیادات کے باوجود فتح الباری کے ہم پلہ نہیں ہے، اس پر فوقیت حاصل ہونا تو دور کی بات ہے، لیکن مسلکی عصبیت کا کیا علاج ہے کہ بعض لوگ عمدۃ القاری کو فتح الباری پر فضیلت دینے کے لئے الٹی سیدھی باتیں ہانکتے رہتے ہیں، مثلاً ڈاکٹر تقی الدین ندوی نے علامہ کوثری کے حوالے سے لکھا ہے۔

''علامہ کوثری فرماتے ہیں کہ عمدۃ القاری، فتح الباری سے ایک ثلث مقدار میں زیادہ ہے.....اگر فتح الباری کا مقدمہ نہ ہوتا تو عمدۃ القاری کو اس پر نمایاں فوقیت حاصل ہوتی، عینی نے حافظ ابن حجر کے بہت سے اوہام پر تنبیہ کی ہے، اور جب یہ کتاب ان کے سامنے آئی تو حافظ ابن حجر نے ان مقامات کی اصلاح کر لی، اور علامہ عینی کی تردید میں ایک رسالہ ''انتقاض الاعتراض'' لکھنا چاہا، لیکن زندگی نے وفا نہیں کی، اس لئے یہ رسالہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔''(۲)

کوثری کے کلام مذکور کی تردید کے لئے ان کی یہ تضاد بیانی ہی کافی ہے کہ عینی نے حافظ ابن حجر کے جن اوہام پر تنبیہ کی ہے حافظ نے ان کی اصلاح کر لی، اور عینی کی تردید میں رسالہ ''انتقاض الاعتراض'' لکھنا چاہا وغیرہ، کیا کوئی ہوش مند شخص ایسی غلطی کر سکتا ہے کہ غلطی کی اصلاح بھی کرے اور ساتھ ہی تردید کا ارتکاب کرے؟ واضح ہو کہ علامہ کوثری پہلے شخص ہیں جنھوں نے اصلاح اوہام کا شگوفہ چھوڑا ہے۔

---

(۱) مقدمۃ الارشاد، ص ۴۳۔ (۲) محدثین عظام، ص ۱۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور کے علمائے دین میں علامہ کوثری اور شیخ ابوغدہ جیسے متعصب اہل علم و فقہ نے اہل تحقیق اور اصحاب حدیث کی تردید و تنقیص اور منفی کارناموں میں خوب شہرت کمائی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے سلامت اور منہج حق پر ثابت رکھے۔

ارشاد الساری

اس کو شہاب الدین احمد بن محمد خطیب قسطلانی مصری (م ۹۲۳ھ) نے تصنیف کیا ہے۔

ارشاد الساری ایک متوسط شرح ہے جو بڑی بڑی شروح کی تلخیص ہے، خصوصاً فتح الباری اس کا بڑا ماخذ ہے، شروع میں ایک جامع مقدمہ کئی فصلوں پر مشتمل ہے، ان میں علم حدیث کی فضیلت، جمع و تدوین، اصول حدیث، امام بخاری اور صحیح بخاری کے احوال و امتیازات ذکر کئے گئے ہیں۔

اس شرح کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ جو مشکل الفاظ مکرر آئے ہیں، ان کی شرح بھی اسی طرح مکرر آئی ہے، اس ناحیہ سے صحیح بخاری کا درس دینے والوں کے لئے یہ شرح بہت مفید اور سہولت کا باعث ہے۔

الکواکب الدراری

مصنفہ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی (م ۷۸۶ھ)

یہ بھی ایک مشہور اور مبسوط شرح ہے، جو فوائد و زوائد کی جامع اور اہل علم کے لئے نافع ہے، حافظ ابن حجر عینی اور قسطلانی نے اپنی شرحوں میں اس سے اخذ و استفادہ کیا ہے، اس شرح کا خاص وصف یہ ہے کہ شارح نے نحوی اعراب اور مشکل غریب الفاظ کو پوری طرح حل کیا ہے، احادیث کے درمیان تعارض کو اٹھایا ہے، اور روایات، اسماء رجال القاب رجال کے ضبط کا اہتمام کیا ہے، ۷۷۵ھ میں مکہ مکرمہ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی، یہ شرح مصر میں طبع ہو چکی ہے اور اہل علم میں متداول ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شواہد التوضیح

مؤلفہ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن الشافعی (م ۸۰۴ھ)

یہ بہت ضخیم شرح بیس جلدوں میں ہے، اس میں ایک اہم مقدمہ بھی شامل ہے، صاحب سیرۃ البخاری نے اس کے بارے میں حافظ ابن حجر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

''یہ شرح اخیر حصہ میں بالکل قلیل النفع ہے۔''

یہ عظیم وضخیم شرح طبع نہیں ہوسکی ہے، شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی لکھتے ہیں کہ

''اس کا ایک قلمی نسخہ بخط حافظ سیوطی کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا۔ (سیرۃ البخاری، ص ۲۲۱، حاشیہ نمبر ۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم صحیح بخاری

بعض مدارس اسلامیہ میں ختم صحیحین کی تقریب بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کو جشن سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اس تقریب میں صحیحین کی آخری حدیث یا احادیث کا درس کس نوعیت کا ہوتا ہے؟ اس سے قطع نظر تقریب ختم میں علماء حضرات کی خارجی تقاریر کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، جو اصل درس حدیث پر غالب ہوتا ہے۔

ختم بخاری کے لسانی درس کو یہاں پر قید تحریر میں لانے کی کوشش کا محرک کیا ہے؟ اس کو شروع کتاب میں ''عرض مؤلف'' کے تحت بیان کر دیا گیا ہے کہ استاذ الشعراء محترم فضا ابن فیضی حفظہ اللہ تعالیٰ وعافاہ اور محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری حفظہ اللہ تعالیٰ کی خواہش و فرمائش کے احترام میں یہ خدمت انجام دینے کی کوشش کی گئی ہے، وما توفیقنا إلا باللہ.

جامع صحیح بخاری چونکہ وہ واحد کتاب ہے جسے امت اسلامیہ کے نزدیک کتاب اللہ کے بعد تمام کتابوں میں صحیح ترین کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے، اس کی بلند شان کا تقاضا ہے کہ پہلے اس کے مزایا وخصائص اور اس کے مؤلف رحمہ اللہ کے حالات وکمالات سے واقفیت حاصل کی جائے، یہ موضوع بہت طویل ہے، لیکن اس مجلس کی مناسبت سے ہم انتہائی اختصار کے ساتھ اس اہم پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

صحیح بخاری کے مؤلف کا اسم گرامی محمد بن اسماعیل، کنیت ابوعبداللہ اور لقب امام المحدثین، امیر المومنین فی الحدیث اور سید الفقہاء ہے۔ ۱۹۴ھ میں شہر بخاری میں پیدا ہوئے، اور ۲۵۶ھ میں وفات پائی، اس لحاظ سے آپ کی مدت عمر باسٹھ سال ہوئی۔

امام بخاری بچپن میں یتیم ہو گئے تھے، اس لئے اپنی والدہ کی آغوش شفقت وتربیت میں نشو ونما پائی، آپ کے والد بلند پایہ محدث اور دولت مند تاجر بھی تھے، لیکن زندگی نہایت پاکیزہ اور زہد وتقویٰ سے آراستہ تھی، والدہ بھی بڑی عابدہ وزاہدہ اور مستجابۃ الدعوات تھیں، امام بخاری تعلیم کے لئے مکتب میں داخل کئے گئے، اسی زمانے میں ان کے دل میں حفظ حدیث کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوق پیدا ہوا، دس سال کی عمر میں مکتب سے فارغ ہو کر علمائے حدیث کی مجلس درس میں حاضر ہونے لگے، اور اتنی صلاحیت کے مالک ہو گئے تھے کہ استاذ کی غلطی پر گرفت بھی کرتے تھے۔

امام بخاری کو من جانب اللہ وہ تمام فضائل و کمالات عطا ہوئے تھے جو کسی ایک شخص کے اندر اس قدر جامعیت کے ساتھ نہیں پائے گئے، علم و فہم، ذکاوت و ذہانت، وسعت نظر، قوت حافظہ اور فقہ و اجتہاد جیسی اعلیٰ صفات و خصائص کے ساتھ متصف تھے، قوت حفظ و اتقان نرالی اور غیر معمولی تھی، استاذ سے جو حدیث سنتے یا کسی کتاب پر ایک نظر ڈالتے وہ حافظہ میں محفوظ ہو جاتی تھی، آپ کو بچپن میں ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں، بعد میں یہ حال ہوا کہ آپ خود فرماتے تھے، کہ مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں اور دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد ہیں۔

تصانیف:- امام بخاری کی علمی تصانیف کی ایک بڑی تعداد ہے، حافظ ابن حجر نے مقدمۃ الفتح میں جامع صحیح کے علاوہ بیس کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم بستوی نے سیرۃ البخاری کے عربی ترجمہ و تعلیق میں جدید مراجع کے حوالے سے مزید گیارہ تصانیف کی نشاندہی کی ہے، اس لحاظ سے تصانیف کی مجموعی تعداد چھتیس تک پہنچتی ہے، ان میں سے بعض مطبوع ہیں، اور اکثر غیر مطبوع یا نایاب ہیں۔

جامع صحیح بخاری:- حدیث صحیح مجرد کا یہ پہلا مجموعہ ہے، اور اس کی صحت پر تمام امت کا اتفاق ہے، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس کا مرتبہ و مقام "أصح الكتب بعد كتاب الله" ہے۔

امام بخاری کا بیان ہے کہ میں نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے چھانٹ پرکھ کر اس کو لکھا ہے، اور سولہ سال کی مدت میں مکمل کیا ہے، اس کی تصنیف میں امام صاحب نے یہ اہتمام بالغ کیا ہے کہ اس کی تصنیف کا عمل مسجد حرام میں شروع کیا، اور ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے، اور جب حدیث کی صحت پر اللہ کی طرف سے بھی قلبی اطمینان ہو جاتا تو اس کو کتاب میں لکھتے تھے، اسی طرح صحیح بخاری کے تراجم ابواب کو مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان مسودہ سے مبیضہ میں منتقل فرمایا تھا، اور ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ کے لئے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

اس مہتم بالشان کتاب کا پورا نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسنة وأیامه" ہے،

الجامع، حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جو حدیث کی تمام اقسام بالخصوص ان آٹھ فنون کا مجموعہ ہو۔ (۱) عقائد۔ (۲) احکام۔ (۳) رقاق۔ (۴) آداب۔ (۵) غزوات وغیرہ۔ (۶) تفسیر وتاریخ وغیرہ۔ (۷) فتن۔ (۸) مناقب ومثالب۔

صحیح بخاری جس طرح صحیح مجرد میں پہلی کتاب ہے، اسی طرح فن جامع میں پہلی اور اعلیٰ تصنیف ہے، اس عظیم کتاب میں احادیث کی مجموعی تعداد کے بارے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہے، حافظ ابن حجر کے بقول احادیث مع مکررات کی مجموعی تعداد نو ہزار بیاسی ہے، اور احادیث بلا تکرار کی تعداد دو ہزار چھ سو دو، یا دو ہزار پانچ سو تیرہ ہے، اس کی تفصیل اس کتاب میں "خصوصیات بخاری" کے عنوان کے تحت ملاحظہ کی جائے۔

جامع صحیح میں کتابوں کی تعداد تقریباً ایک سو ہے، اور ابواب کی تعداد تین ہزار چار سو پچاس ہے، اس میں امام بخاری نے جن شیوخ سے روایت کی ہے ان کی تعداد دو سو نواسی ہے، اور امام بخاری سے جامع صحیح کو پڑھنے والوں کی تعداد نوے ہزار ذکر کی گئی ہے۔

امام بخاری اور ان کی جامع صحیح کے احوال وخصوصیات اور مرتبہ ومقام وغیرہ سے متعلق ان چند جھلکیوں کے دکھانے پر اکتفاء کیا جاتا ہے، تفصیلی معلومات کے لئے ان کے بارے میں لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے، ہمارے اس مختصر تمہیدی بیان کا مقصد صرف روشنی دکھانا ہے۔

اب ہم اصل موضوع "ختم بخاری" کی طرف بڑھتے ہیں، اس مبارک مجلس میں جامع صحیح کے آخری باب اور آخری حدیث کی قراءت کی گئی ہے، جو جامع صحیح کی آخری کتاب "کتاب التوحید" کا اختتام بھی ہے۔

امام بخاری نے ترجمۃ الباب ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ "باب قول اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ونضع الموازين القسط ليوم القيامة﴾ وأن أعمال بني آدم وقولهم يوزن." یعنی اس باب میں اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ونضع الموازين.....﴾ کے معنی اور اس بات کا بیان ہے کہ بنی آدم کے اعمال واقوال قیامت کے دن وزن کیے جائیں گے۔

اس باب کے ذریعہ امام بخاری یہ اعتقادی مسئلہ بیان کررہے ہیں کہ اللہ رب العالمین قیامت کے روز انصاف والی میزان (ترازو) قائم فرمائیں گے، جس پر لوگوں کے اعمال واقوال کو تولا جائے گا، اس سے ان کی حسنات وسیأت کی مقدار ظاہر ہوجائے گی، اور اپنی کامیابی یا ناکامی کو خود معلوم کرلیں گے، یوں تو اللہ تعالیٰ کو یہ سب کچھ بخوبی معلوم ہے، لیکن میزان قائم کرکے اس پر نیکی اور بدی تولنے سے مقصد اس کے عدل کا اظہار اور بندوں پر حجت پوری کرنی ہے۔

اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے امام بخاری نے پہلے قرآن کی آیت پھر حدیث ذکر کی ہے۔ آیت میں لفظ ''الموازین'' میزان کی جمع ہے جو ترازو کے معنی میں معروف ہے، اس پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قیامت کے روز بہت سی میزانیں ہوں گی؟ کہ ہر شخص یا ہر عمل کے لئے ایک ایک میزان ہوگی؟ یا ایک ہی میزان ہوگی اور تعدد اعمال یا اشخاص کے اعتبار سے جمع کا لفظ لایا گیا ہے؟ شارحین نے جمع لانے کی ان دونوں توجیہوں کو جائز قرار دیا ہے، اور ایک تیسری توجیہ کو راجح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ میزان ایک ہی ہو اور لفظ جمع ''الموازین'' کے ساتھ تعبیر تفخیم وتعظیم کے لئے ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ﴿كذبت قوم نوح المرسلين﴾ اس میں مرسلین جمع ہے، جو تفخیم کے لئے ہے کیونکہ قوم نوح کے پاس صرف ایک ہی رسول (نوح) کو بھیجا گیا تھا۔

اس توجیہ پر اشکال یہ ہے کہ ایک ترازو میں اولین وآخرین سمیت سارے بنی نوع انسان کے اعمال کثیرہ کو کیسے وزن کیا جاسکتا ہے؟ مومن کے لئے اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، اس کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں ہے، پھر یہ آخرت کا معاملہ ہے، وہاں کے احوال کی کیفیت احوال دنیا کی کیفیت سے بالکل مختلف ہے، ان میں سے ایک کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے پر قیاس کرنا باطل ہے، ہم دنیا میں صرف اس بات کے مکلف ہیں کہ قرآن وحدیث میں امور آخرت میں سے جن کا نام اور اجمالی مفہوم بیان کیا گیا ہے، ہم ان پر ایمان اور یقین رکھیں، ان کی تفصیلات و کیفیات کا احاطہ کرنا ہمارے دائرۂ علم وادراک سے بالا ہے۔

آیت میں ''الموازین'' کے ساتھ ''القسط'' مذکور ہے، جو اس کی صفت ہے، اس کا معنیٰ عدل وانصاف ہے، رہا یہ سوال کہ موازین موصوف جمع ہے، اور اس کی صفت ''قسط'' مفرد ہے، یہ خلاف قیاس ہے؟ اس میں کوئی اصولی قباحت نہیں ہے، کیونکہ ''قسط'' مصدر ہے، اس میں مفرد، تثنیہ اور جمع سب برابر ہیں، اس کے لفظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی ہے، چنانچہ میزان قسط، میزانان قسط، موازین قسط، تینوں صورتوں میں قسط یکساں طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

امام بخاری کا صنیع اور اسلوب ہے کہ ترجمۃ الباب میں جو آیت ذکر کرتے ہیں بسا اوقات اس کی لغوی، نحوی، صرفی اور معنوی تحقیق بھی بیان کرتے ہیں، اور اس کے ہم معنیٰ دوسری آیت ذکر کے اس کی بھی تفسیر کرتے ہیں، جیسا کہ یہاں پر فرماتے ہیں ''قال مجاهد: القسطاس، العدل، بالرومية'' یعنی مجاہد نے آیت ﴿وزنوا بالقسطاس المستقيم.﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ ''القسطاس'' رومی لفظ معرب ہے، اور اس کا معنیٰ عدل ہے۔

قرآن میں غیر عربی لفظ کا ہونا ﴿إنا أنزلناه قرآنا عربيا﴾ کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ توافق اللغتین کے قبیل سے ہو، اگر ایسا نہ بھی ہو تو قرآن کا عربی زبان میں نزول اکثریت کے اعتبار سے ہے، کیونکہ ''لم يشترط في الكلام العربي أن تكون كل كلمة منه عربية.''

امام بخاری، مجاہد کا قول ذکر کرنے کے بعد آگے کہتے ہیں '' ويقال القسط مصدر المقسط، وهو العادل، وأما القاسط فهو الجائر'' یعنی آیت میں لفظ ''القسط''، ''المقسط'' کا مصدر ہے، اور ''المقسط'' عادل کے معنیٰ میں ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ﴿إن الله يحب المقسطين﴾ (الحجرات/۹) مصدر ہونے پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ''المقسط'' رباعی ہے، اس کا مصدر ''الإقساط'' بروزن الإفعال آتا ہے، جبکہ ''القسط'' ثلاثی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ''قسط'' محذوف الزاوئد ہے، جو ''اِقساط'' کی اصل ہے، اس اعتبار سے ''قسط'' مصدر ہوا، دوسرے یہ کہ ''قسط'' ثلاثی سے بفتح القاف پڑھا جاتا ہے، اور اس کے معنیٰ جور وظلم کے ہوتے ہیں، اور اس کا اسم فاعل ''قاسط'' بمعنی جائر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ﴿وأما القاسطون فكانوا لجهنم حطباً.﴾ (الجن/ ۱۵)

آیت مذکورہ سے قیامت کے دن میزان قائم ہونا صریحی اور یقینی طور پر ثابت ہے، اور ظاہر ہے کہ میزان کسی چیز کو تولنے کے لئے ہوتی ہے، اس کو بتانے کے لئے امام بخاری فرماتے ہیں ''أن أعمال بني آدم وقولهم يوزن'' یعنی قیامت کے روز میزان پر لوگوں کے اعمال واقوال وزن کئے جائیں گے، جس سے ان کو اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حال اور اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔

امام بخاری کا قول ''أعمال بني آدم'' بظاہر سارے انسانوں کے اعمال واقوال کے وزن کئے جانے کو عام ہے، لیکن اس سے دو قسم کے لوگ مخصوص ومستثنیٰ ہیں، ایک مومنوں کی جماعت جن کے پاس کوئی برائی نہیں ہے، اور خالص ایمان کے ساتھ نیکیوں کا کثیر ذخیرہ ہے، تو ایسے لوگ بلا حساب وعذاب جنت میں جائیں گے، ان کے لئے ترازو اور نامۂ اعمال نہیں پیش کئے جائیں گے، جیسا کہ اسی صحیح بخاری میں یہ حدیث مکرر اور متعدد طرق سے آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں، میں نے نبیوں کو گذرتے ہوئے دیکھا کہ کسی کے ساتھ لوگوں کی ایک کثیر تعداد ہے، کسی کے ساتھ چند لوگ ہیں، کسی کے ساتھ پانچ ہیں، یہاں تک کہ ایک نبی کے ساتھ ایک امتی بھی نہیں ہے، پھر میں نے اوپر کی طرف دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہجوم ہے، میں نے کہا اے جبرئیل! کیا یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ کہا: نہیں۔ لیکن افق آسمان کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا تو آسمان کی اطراف لوگوں سے بھرے ہوئے تھے، جبرئیل نے بتایا کہ یہ لوگ آپ کی امت ہیں، اور ان کے آگے ستر ہزار لوگ ایسے ہیں کہ ''لا حساب عليهم ولا عذاب.'' یعنی یہ خوش نصیب لوگ ہیں جو بغیر حساب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب کے جنت میں جائیں گے۔

دوسری روایت میں ان کی مزید فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ "تضئ وجوههم إضائة القمر ليلة البدر." ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، یہ عالی مرتبہ ہستیاں پل صراط پر کودتی بجلی، تیز ہوا اور عمدہ تیز رفتار گھوڑوں کی طرح گذریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ مقام ان کو کیوں حاصل ہوگا؟ جواب دیا کہ "كانوا لا يكتوون ولا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون." یعنی ان کا پہلا وصف یہ ہے کہ وہ دنیا میں "کَیّ" کے ذریعہ علاج نہیں کرتے تھے، (کَیّ یا اکتوا کا معنیٰ یہ ہے کہ لوہے سے داغ دینا، جب کوئی زخم وغیرہ مندمل نہیں ہوتا تو اس کو گرم لوہے سے داغ دیا جاتا تھا، یہ خطرناک علاج ہے، اور اس سے شفا کا حصول حتمی نہیں ہے، ہمارے جدید دور میں فن طب بہت ترقی کر چکا ہے، داغ دینے کے علاج میں اتنی تبدیلی اور ترقی ہو چکی ہے کہ سنگین وقدیم زخم بالخصوص کینسر کا علاج بجلی سے سینکائی کے ذریعہ آسان ہو گیا ہے۔)

دوسری صفت یہ ہے کہ وہ جھاڑ پھونک نہیں کرتے کراتے تھے، جو کتاب وسنت کے خلاف ہوتا، تیسری صفت یہ ہے کہ وہ پرندوں سے شگون نہیں لیتے تھے، جیسا کہ جاہلیت میں اس کا رواج واعتقاد تھا، اور اس پر لوگ عمل بھی کرتے تھے، ان کا چوتھا وصف "وعلى ربهم يتوكلون." ہے، یعنی اپنے رب پر کامل توکل کرتے ہیں، اس جملہ کو پہلے تینوں اکتواء، استرقاء اور تطیر کے ترک کا مفسر کہنا بھی درست ہے، کیونکہ داغ دینے، جھاڑ پھونک کرنے اور شگون لینے سے پرہیز کرنا گویا اسباب پر اعتماد نہ کر کے صرف اللہ پر توکل کرنا ہے، دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ جملہ عام بعد الخاص ہو، کیوں کہ مذکورہ تینوں صفتوں میں ہر ایک توکل کی خاص صفت ہے، اور یہ آخری صفت عام اور تینوں کی جامع ہے، بہر حال ستر ہزار اہل ایمان جو بلا حساب وعذاب جنت میں جائیں گے وہ خاص قسم کے متوکلین ہیں جو اسباب دنیا پر اطمینان و اعتقاد ترک کر کے اپنا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں، اس کے صلے میں قیامت کے دن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر کسی جانچ پڑتال کے جنت میں اس شان سے داخل ہوں گے کہ ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، بجلی اور تیز ہوا کے مانند پل صراط پار کر جائیں گے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ ان ستر ہزار میں سے ہر ہزار کے ساتھ بھی ستر ہزار لوگ جنت میں جائیں گے، سبحان اللہ، اللہ اکبر، امت محمدیہ کی یہ کتنی بڑی کرامت وسعادت ہے کہ اس کی ایک بھاری جماعت کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ قیامت کے روز بلا حساب ومیزان جنت میں داخل ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

اعمال کے حساب اور تول سے مستثنیٰ لوگوں کی دوسری قسم وہ کفار ہیں، جن کے دامن میں کفر کے سوا کوئی گناہ نہیں ہے، اور نہ انھوں نے کوئی نیکی کا کام کیا ہے، یہ لوگ بھی بلا حساب ومیزان جہنم میں جائیں گے، مومنین اور کفار کی ان دو قسموں کے علاوہ لوگوں کا محاسبہ ہوگا، ان کے اعمال واقوال میزان پر وزن کئے جائیں گے، جس مومن کی حسنات کا پلڑا بھاری ہوگا وہ کامیاب ہوگا، اور جس کی سیئات کا پلڑا بھاری اور حسنات کا پلڑا ہلکا ہوگا، وہ خائب وخاسر ہوگا، اب وہ اللہ کی مشیت کے تحت رہے گا، چاہے اس کو عذاب دے یا بخش دے۔

رہے کفار تو ان میں سے جس کے پاس نیکی، صلہ رحمی اور دوسرے انواع خیر کی اگر پونجی ہے تو اس کو جمع کر کے میزان پر تولا جائے گا، لیکن اس کے مقابلے میں اس کا کفر بھاری ہوگا، اس لئے عذاب سے نجات نہیں پائے گا، اور اگر نیکی کرنے کے ساتھ ظلم وناانصافی وغیرہ کا مرتکب رہا، اور نیکی وبدی کا وزن برابر رہا، تو صرف کفر کی وجہ سے معذب ہوگا، ورنہ اس کی برائیوں کی زیادتی اور کمی کے تناسب سے اس کے عذاب میں زیادتی اور کمی ہوگی، جیسا کہ ابوطالب کے بارے میں آیا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ابوطالب آپ کی حمایت ومدافعت میں اپنی قوم سے سخت برہم رہا کرتے تھے، کیا آپ اس کے صلہ میں ان کو کچھ فائدہ پہنچائیں گے؟ آپ نے فرمایا "هو في ضحضاح من نار، ولولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار" (بخاری، حدیث ۳۸۸۳)، یعنی میری شفاعت سے وہ جہنم کی پایاب آگ میں رکھے جائیں گے، یہ تھوڑی سی آگ ان کے پاؤں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ٹخنوں تک ہوگی، جس سے ان کا دماغ کھولتا رہے گا، اگر میری شفاعت نہ ہوتو وہ جہنم کے سب سے نیچے درجہ میں رکھے جائیں۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ "أهون أهل النار عذابا ابو طالب." تمام جہنمیوں کی بنسبت ابوطالب کو سب سے معمولی اور ہلکا عذاب ہوگا، ایک اور روایت میں اس ہلکے عذاب کی نوعیت یہ بیان کی گئی ہے کہ دونوں قدموں کے بیچ تلووں پر انگارے رکھے جائیں گے، جس سے دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح پیتل تانبے کی دیگچی آگ پر کھولتی اور جوش مارتی ہے، ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار کے اچھے برے اعمال کا حساب اور وزن ہوگا، اور اسی کے اعتبار سے ان کی سزا میں زیادتی یا کمی ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ قیامت کے روز میزان قائم ہونا اور اس پر بندوں کے اعمال کا وزن کیا جانا برحق ہے ﴿والوزن یومئذ الحق﴾ کتاب وسنت کی متعدد نصوص صریحہ اس پر ناطق ہیں، اور اس پر ایمان رکھنا اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے۔

معتزلہ اور منکرین

مسلمانوں میں ایک گمراہ فرقہ "معتزلہ" کے نام سے مشہور ہے، جو قیامت کے روز میزان اور وزن اعمال کا منکر ہے، اور کہتا ہے کہ میزان اور وزن سے مراد عدل وانصاف ہے، اس کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ میزان پر وزن اعمال واقوال خلاف عقل ہے، کیونکہ اعمال و اقوال غیر قارۃ الذات اعراض ہیں، عقل پرستوں، یا ان کی عقلی دلیلوں کو سمجھنے کے لئے علوم عقلیہ جیسے منطق وفلسفہ کے مبادی اور اصطلاحی الفاظ کی کچھ شدبد ہونی چاہئے، ورنہ اس کے بغیر فرق ضالہ اور عقلیت کے شیدائیوں کے دلائل کو سمجھنا اور ان کا رد کرنا بہت مشکل ہے۔

بہرحال معتزلہ کی عقلی دلیل "اعمال غیر قارۃ الذات اعراض ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کا ہر جزء واقع ہونے کے ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہے، زبان سے کسی لفظ کا ایک حرف اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جب اس کے پہلے والا حرف فنا ہوجائے، اس دلیل کا دوسرا جزء یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اعراض قائم بانفسہا نہیں ہوتے، یعنی ان کا اپنا کوئی مستقل وجود نہیں ہوتا، وہ دوسری ذوات کے ساتھ پائے جاتے ہیں، جس طرح صفت بغیر موصوف کے نہیں پائی جاتی ہے، اس صورت حال میں اعمال واقوال کا جمع ہونا اور ترازو کے پلڑے پر رکھ کر تولنا کیسے ممکن ہے؟

اس کا جواب قدیم علمائے اسلام مختلف طریقوں سے دیتے رہے، مثلاً یہ کہ اعمال و اقوال قیامت کے دن مجسد کر کے تولے جائیں گے، یا صحیفوں کا وزن کیا جائے گا، وغیرہ، لیکن پہلے جو چیزیں عقلاً ناممکن تصور کی جاتی تھیں، دور جدید کی ایجادات اور عقلی و سائنسی ترقیات نے ان کو ممکن الوجود ہی نہیں بلکہ سہل الحصول بنا کر دکھا دیا ہے، اور ہر خاص وعام کے ہاتھوں میں پہنچا بھی دیا ہے، دیکھئے دنیا میں جو کچھ وقوع میں آتا ہے اس کی حرکات وسکنات کی کیفیات کو بھی کیمروں اور مشینوں میں محفوظ کر لیا جاتا ہے، لمبی لمبی تقریروں کو ٹیپ ریکارڈوں اور کیسٹوں میں بھر لیا جاتا ہے، پھر ان کو کوئی بصارت وسماعت والا جب چاہے دیکھ سن سکتا ہے، حالانکہ ان میں محفوظ کئے گئے سارے اعمال واقوال، اعراض ہیں، کیونکہ اعمال واقوال کا ہر جزء اور ہر حرف اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب پہلے والا جزء یا حرف فنا ہو جائے۔

آج ہمارے سامنے اعراض کے ناپ تول کے لئے عجیب وغریب آلات اور ترازوئیں وجود میں آچکی ہیں اور آرہی ہیں جن کا پہلے تصور بھی محال تھا، ہوا اور سردی وگرمی وغیرہ کے درجات وکیفیات کو معلوم کرنے کے لئے نوع بنوع میزانوں ورمقیاسوں کا وجود ایک بدیہی حقیقت ہے، تھرمامیٹر بتاتا ہے کہ ہمارے جسم میں کتنی ڈگری حرارت ہے، یہ زمینی حقائق خود بول رہے ہیں کہ عقل ہی نے عقل کو رد کر دیا ہے، اور کرتی رہتی ہے، پس میزان اور وزن اعمال کے انکار پر معتزلہ کی عقلی دلیل اپنی موت آپ مر گئی۔

اب آیئے حدیث کی طرف روئے سخن موڑتے ہیں، جسے امام بخاری نے ترجمۃ الباب کے اثبات کے لئے ذکر کیا ہے، "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کلمتان حبیبتان إلی الرحمٰن، خفیفتان علی اللسان، ثقیلتان فی المیزان، سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم" نبی ﷺ نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں، ایک سبحان اللہ وبحمدہ، دوسرا سبحان اللہ العظیم ہے، اس حدیث میں کلمہ سے مراد کلام ہے، یعنی کلامان، یہ اطلاق ایسا ہی ہے جیسا کلمۃ الشھادۃ میں ہے، ترکیب نحوی کی رو سے کلمتان مع اپنی تینوں صفات خبر مقدم ہے، پھر سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم، مبتدا مؤخر ہے، خبر مع صفات کی تقدیم میں فصاحتی نکتہ یہ ہے کہ اس سے مبتدا کو جاننے کے لئے سامع کا شوق دوچند ہو جاتا ہے، اور بات دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

حدیث میں مذکورہ دونوں کلموں یا کلاموں کی خصوصیت اور اجر وثواب کی کثرت بیان کی گئی ہے، پہلی خصوصیت وفضیلت یہ ہے کہ یہ دونوں کلمے اللہ کو محبوب ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ان کے کہنے اور پڑھنے والے کی تکریم اور ایصال خیر فرماتا ہے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان کلموں کو زبان سے ادا کرنا نہایت سہل ہے، بہت آسانی اور جلدی سے زبان پر جاری ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان میں حروف شدت اور حروف استعلاء جو اہل عربیت کے یہاں مشہور ہیں، ان میں سے سوائے ''باء'' اور ''ظاء'' کے کوئی حرف شامل نہیں ہے، اسی طرح حروف ثقیلہ جیسے ''ثاء'' اور ''شین'' سے بھی خالی ہیں، مزید یہ کہ دونوں جملوں میں کوئی لفظ فعل نہیں ہے، بلکہ سب کلمے اسم ہیں، اور اسم فعل سے اخف ہوتا ہے۔

تیسری خصوصیت ''ثقیلتان فی المیزان'' سے بیان کی گئی ہے، یعنی قیامت کے روز جب اعمال تولے جائیں گے تو ان کو پڑھنے والے کے اجر وثواب کا ذخیرا اتنا زیادہ ہوگا کہ اس کے حسنات کا پلرا بھاری ہو جائے گا، اور اس کی فلاح وکامیابی ظاہر ہو جائے گی، گویا حدیث میں ان دونوں کلموں کے ذکر پر مداومت کرنے کی ترغیب اس طور پر دی گئی ہے کہ عمل قلیل تو ہے، لیکن اس کا اجر وثواب کثیر ہے، اس لئے اس کے حصول کے لئے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

اس مختصر حدیث کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ اپنے اندر لفظی ومعنوی محاسن بلاغت بھی سموئے ہوئے ہے، اس میں علم بدیع کے تین محاسن بالکل نمایاں ہیں، مقابلہ، مناسبہ، موازنہ، حسن مقابلہ اس طرح ہے کہ ''خفیفتان علی اللسان'' کے مقابل ''ثقیلتان فی المیزان'' ہے حسن مناسبہ اس طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں سے ''الرحمٰن''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور ہے، جو "حبیبتان" کے مناسب ہے، کیونکہ محبوبیت اس کی رحمت کو مستلزم ہے، قرآن کریم کا بھی یہ فصیح و بلیغ اسلوب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو مقام ومحل کے مناسب ذکر کیا گیا ہے، جیسے ﴿استغفروا ربکم إنه کان غفارا﴾ (نوح/۱۰)

دوسرے یہ کہ تینوں صفتیں (حبیبتان، خفیفتان، ثقیلتان) انھیں حروف کے ساتھ متعدی ہیں جو ان کے لائق ومناسب ہیں، یعنی إلی، علی، فی.

حسن موازنہ صاف ظاہر ہے کہ "إلی الرحمٰن" اور "علی اللسان" دونوں ہم وزن ہیں، اگر "للرحمٰن" کہا جاتا تو دونوں میں موازنت باقی نہیں رہتی، اگرچہ اصولی اعتبار سے درست ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ، کا معنیٰ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی تعریف بیان کرتا ہوں، یہ عام فہم لفظی معنی ہے، لیکن اس میں جو گہرائی اور پہنائی ہے اس تک رسائی کے لئے مذکورہ کلمہ کے لفظی تجزیہ اور معنوی تحقیق کی ضرورت ہے جسے مجلس کی مناسبت سے سرسری انداز میں پیش کیا جارہا ہے۔

لفظ "سبحان" مصدر منصوب ہے، اس کے پہلے فعل "أسبح" مضمر ہے، اس کی صرفی ونحوی تحقیق میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، علامہ کرمانی کہتے ہیں کہ یہ "تسبیح" کا علم ہے، علامہ قسطلانی کا قول ہے کہ یہ اسم مصدر ہے، اس کو مصدر کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ مصدر تفعیل کے وزن پر تسبیح ہونا چاہئے، بعض علماء کبار کہتے ہیں کہ یہ مصدر ہے، یعنی مفعول مطلق ہے، جو تاکیدی اور نوعی دونوں ہوسکتا ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ مصدر بمعنیٰ فعل ہو، اس صورت میں "سبحان" اسماء افعال کی طرح مبنی علی الفتح ہوگا۔

اسی طرح "وبحمدہ" کے بارے میں کئی توجیہات بیان کی گئی ہیں، ان میں دو توجیہ زیادہ مشہور ہے، ایک یہ کہ واو کو حالیہ کہا جائے، اس صورت میں تقدیری اور معنوی طور پر جملہ اس طرح ہوگا "أسبحه متلبساً بحمدی له" (میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں، ساتھ ہی اس کی حمد کرتا ہوں) دوسرے یہ کہ واو عاطفہ مانا جائے، اور جملہ کی تقدیر عبارت یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، "أسبح و أتلبس بحمده."

اس لفظی ونحوی تحقیق کے بعد اس کے معنیٰ میں غور وفکر کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس مختصر جملہ میں جامعیت کا کمال پوشیدہ ہے، جو تفصیل طلب ہے، مختصراً یہ کہ "سبحان الله وبحمده" اللہ تعالیٰ کی صفات جمال اور صفات جلال دونوں کا جامع ہے، واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسموں میں دائر ہیں، ایک وجودی ہیں، جن کو صفات جمال واکرام کہا جاتا ہے، جیسے علم وقدرت وغیرہ، دوسری قسم کی صفات عدمی وسلبی ہیں، ان کو صفات جلال سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسے لاشریک له، لانظیر له، لیس کمثله، شیئ.

اس کلمہ میں سبحان اللہ سے صفات جلال کی طرف اور بحمدہ سے صفات جمال واکرام کی طرف اشارہ ہے، معنیٰ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو تمام نقائص اور اس کی شان کے نالائق امور سے منزہ اور پاکیزہ گردانتا ہوں، اسی کے ساتھ اس کے تمام کمالات جمیلہ ومحاسن وجود یہ پر اس کی تعریف کرتا ہوں، پھر دوسرے کلمہ "سبحان الله العظیم" میں مکرر اللہ تعالیٰ کی صفات جلال اور صفات اکرام کا اعتراف واقرار کیا جارہا ہے۔

سبحان اللہ میں صفت جلال واضح ہے جو مستلزم کمالات بھی ہے "العظیم" یہ اللہ کی صفت ہے، جو سلبی اور وجودی دونوں قسم کی صفات کی جامع ہے، کیونکہ عظیم کے معنیٰ ہیں بہت بلند وبالا ہستی، یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے بلند ہے، اور بڑے کمالات والا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے نقائص کا سلب ونفی اور کمالات کا اثبات ہے، اس لئے لفظ "العظیم" اللہ کی سلبی اور وجودی (صفت جلال اور صفت جمال) دونوں صفتوں پر مشتمل ہے، تسبیح کو تاکید کے لئے مکرر ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ تسبیح وتنزیہ کے مخالفین اور اس میں تساہلی برتنے والوں کی کثرت ہے۔

تمام باتوں کو سمیٹتے ہوئے جامع صحیح کی آخری حدیث، باب اور کتاب کے درمیان ربط ومناسبت کے بیان پر اس درس کو ختم کیا جاتا ہے۔

حدیث اور ترجمۃ الباب کے درمیان مناسبت "ثقیلتان" سے ظاہر ہے، اور اس باب کی کتاب التوحید سے موافقت اس طرح ہے کہ قیامت کے دن میزان اور وزن اعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وقوع پر ایمان واعتقاد رکھنا موحد کے لئے ضروری ہے، ورنہ اہل توحید سے وہ خارج ہوگا، امام بخاری نے اپنی اس عظیم کتاب کو کتاب التوحید پر اس لئے ختم کیا ہے کہ دینی امور اور اخروی نجات کا تمام تر مدار توحید الٰہی پر ہے، پھر آخری امر جس سے بندوں کی فلاح اور خسران کا معاملہ عیاں ہوگا وہ میزان کی ثقالت وخفت ہے، اس لئے میزان اور وزن اعمال کو آخری ترجمۃ الباب بنایا۔

کتاب جامع صحیح کی ابتدا اور انتہاء میں بھی گہرا ربط ہے، امام بخاری نے اس کی ابتدا حدیث **إنما الأعمال بالنیات** سے فرمائی، اس کا تعلق دنیا سے ہے، اور اس کو حدیث کلمتان الخ پر ختم کیا ہے، جو آخرت سے متعلق ہے، ان دونوں حدیثوں میں ربط وتعلق بہت مضبوط اور ایک دوسرے کو لازم ملزوم جیسا ہے، کیونکہ دنیا میں اعمال کی صحت ومقبولیت کے لئے اخلاص نیت ضروری ہے، اور آخرت میں وہی اعمال وزنی ہوں گے جو اخلاص کے ساتھ رضاء الٰہی کے لئے کئے جائیں۔

شارحین حدیث نے کتاب کو سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم پر ختم کرنے کی کئی حکمتیں اور توجیہیں ذکر کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ آخری کلام، اللہ کی تسبیح وتحمید پر منتہی ہو، جس طرح اول کتاب میں حدیث **إنما الأعمال بالنیات** ذکر کرکے اپنے اخلاص عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ قول وعمل اور مجلس کا اختتام تسبیح وتحمید پر ہونا مشروع ہے، امام بخاری نے اسی پر عمل کرتے ہوئے اس کو ذکر کیا ہے، اور تسبیح کے بعد حمد کو ذکر کرنے میں رمز یہ ہے کہ اہل جنت کی آخری دعاء اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿دعواهم فيها سبحانك اللّٰهم وتحيتهم فيها سلام، و آخر دعواهم أن الحمد لله رب العالمين.﴾ (یونس/۱۰)

ہم بھی صحیح بخاری کی اس مبارک مجلس کو حدیث میں مذکورہ اذکار پر ختم کر رہے ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

ذیلی مضامین

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کلام کی کئی قسمیں ہیں، ان تمام میں سب سے اشرف واعلیٰ قرآن کریم ہے، دوسری قسم انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل شدہ کتابیں اور صحیفے ہیں، جو تبدیل وتحریف سے پہلے کے ہیں، تیسری قسم احادیث قدسیہ ہیں۔

حدیث قدسی کی تعریف یہ ہے کہ جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے اس طور پر مروی ہو کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہو، یا بلفظ دیگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ اس کو اللہ عزوجل سے روایت کریں، ایسی حدیث کو حدیث قدسی یا حدیث الٰہی یا حدیث ربانی کہا جاتا ہے۔

حدیث چاہے قدسی ہو یا غیر قدسی، وحی کی ایک قسم ہے، اور اس کی حجیت خود قرآن کریم سے ثابت ہے، اس موضوع پر بہت سی کتابیں تالیف ہو چکی ہیں، اور تالیف ہو رہی ہیں، ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے، یہاں پر ہماری گفتگو صرف حدیث قدسی سے متعلق ہے۔

خصوصیت: — حدیث قدسی کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف منسوب ہے، اور رسول اللہ ﷺ اس کو اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، اس طرح اس کی سند رسول اللہ ﷺ سے متجاوز ہو کر اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے، جب کہ دوسری حدیثوں کی سند رسول اللہ ﷺ تک منتہی ہوتی ہے، اس لئے حدیث قدسی کا فضل اختصاص ان کو حاصل نہیں ہے۔

قرآن اور حدیث قدسی وغیرہ کے درمیان فرق

علماء اصول حدیث کے نزدیک اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حدیث قدسی اللہ تعالیٰ کا کلام ولفظ ہے، اور رسول اللہ ﷺ اس کے ناقل اور راوی ہیں، یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو دی گئی خبر کا معنیٰ ہے جسے آپ ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس باب میں راجح اور اصح قول یہ ہے کہ حدیث قدسی اللہ تعالیٰ کا لفظ نہیں ہے، بلکہ اس کی جانب سے بتائی گئی بات کے معنی کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول ولفظ میں بیان فرمایا ہے، یہیں سے قرآن کریم اور دیگر احادیث سے حدیث قدسی کا فرق سامنے آجاتا ہے، اس کی توضیح یہ ہے۔

یہ بات یقینی اور قطعی ہے کہ قرآن کریم وحی متلو ہے، اور احادیث وحی غیر متلو ہیں، اور یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن اور حدیث قدسی دونوں کی اضافت ونسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، لیکن قرآن کئی وجوہ سے ممتاز واشرف ہے، مثلاً (۱) قرآن کے لفظ ومعنی کا نزول بواسطہ جبرئیل امین ہوا ہے، (۲) اس کا ہر لفظ تواتر قطعی کے ساتھ منقول ہے، (۳) اپنے لفظ اور معنی کے اعتبار سے معجزہ ہے۔ (۴) اس کی تلاوت وقراءت خاص عبادت ہے، اس کا ایک لفظ پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (۵) مُحدِث کو قرآن چھونا، اور جنبی وحائض وغیرہا کو اس کی قراءت کرنی حرام ہے، (۶) نماز میں اس کو پڑھنا متعین ہے، (۷) اس کے جملہ کا نام آیت اور سورہ ہے۔ (۸) اس کی روایت بالمعنی بالکل جائز نہیں ہے۔ (۹) ہر قسم کی تبدیل وتحریف سے محفوظ ہے۔

حدیث قدسی کو یہ فضائل وخصائص اور احکام حاصل نہیں ہیں، چنانچہ حدیث قدسی کا نزول وحی کی کسی خاص کیفیت کے ساتھ مقید نہیں ہے اور منام، الہام اور بواسطہ فرشتہ میں سے کسی کیفیت کی تخصیص نہیں ہے، اسی طرح نماز میں حدیث پڑھنا درست نہیں ہے، اس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیوں کا مقرر ثواب نہیں ہے، محدث اور جنبی وغیرہ کو اس کا چھونا اور پڑھنا ممنوع نہیں ہے، اس کے جملہ کو آیت یا سورہ نہیں کہا جاتا ہے، اور اہل علم جو لغت و شریعت کے معنی ومقصد کو جاننے وسمجھنے کے ماہر ہیں، ان کے لئے حدیث قدسی وغیرہ کو بالمعنی روایت کرنا جائز ہے۔

حدیث قدسی اور دوسری احادیث کے درمیان فرق واضح ہے، ایک یہ کہ حدیث قدسی میں کلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے، اور غیر قدسی حدیثوں میں ایسا نہیں ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ حدیث قدسی کی روایت کرنے کے دو خاص اسلوب ہیں، ایک یہ کہ راوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی کہتا ہے۔

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما يرويه عن ربه" اور کبھی اس طرح روایت کرتا ہے۔

"قال الله تعالىٰ فيما رواه عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم."

روایت کے یہ دونوں طریقے حدیث قدسی کے ساتھ خاص ہیں، البتہ بعض احادیث قدسیہ کی روایت میں "قال اللہ تعالیٰ کے بعد "فیما رواہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" مذکور نہیں ہوتا ہے اور اسلوب عام روایت جیسا ہوتا ہے۔

حدیث قدسی کو دوسری حدیثوں پر فضیلت بھی اسی لئے ہے کہ اس میں قول کی نسبت واضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ حدیث کے مضمون ومقصد کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے، اور اس کے معانی واحکام پر خصوصی توجہ کی جائے، ورنہ بلاشبہ باقی احادیث بھی وحی من عنداللہ ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وما ينطق عن الهوىٰ، إن هو إلا وحي يوحى﴾ (۱) (وہ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں بولتا ہے، اس کی بات وحی ہے جو اس کے پاس بھیجی جاتی ہے۔)

علماء نے احادیث قدسیہ کی تعداد ایک سو سے زائد ذکر کی ہے، اور ان کو کتب حدیث سے منتخب کر کے کتابی شکل میں جمع کیا ہے، بعض مؤلفین نے احادیث قدسیہ میں سے چالیس حدیثوں کا مجموعہ اربعون حدیثاً یا الأربعین (چہل حدیث) کے نام سے مرتب اور شائع کیا ہے۔

ایک اصولی مسئلہ:- اصول حدیث کا ایک مشہور مسئلہ یہ ہے کہ عنعنہ روایت موصول حدیث کے حکم میں ہے یا نہیں؟ امام بخاری کے نزدیک اس کے موصول ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ راوی کا مروی عنہ سے سماع ولقاء ثابت ہو تو عنعنہ روایت حدیث موصول کے حکم میں ہوگی ورنہ نہیں، البتہ حدیث قدسی کی یہ صفت ہوتی ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے بذریعہ "عن" روایت کرتے ہیں وہ یقینی طور پر صحیح

---

(۱) سورۃ النجم/۳،۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصول ہے، کیونکہ اس میں شرط مذکور بدرجہ اتم موجود ہے، چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب العلم کے ایک باب "قول المحدث حدثنا وأخبرنا وأنبأنا." کے اخیر میں مثالاً تین احادیث قدسیہ کو ذکر کر کے وصل عنعنہ کی شرط مذکور پر تنبیہ فرمائی ہے، ملاحظہ ہو۔

"قال ابو العالية عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما يروي عن ربه."

"وقال انس عن النبي صلى الله عليه وسلم يرويه عن ربه."

"وقال ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم يرويه عن ربكم تبارك وتعالىٰ."

یہ تینوں روایتیں دو جگہ "عن" کے ساتھ مروی ہیں، اور دونوں جگہوں میں راوی کا مروی عنہ سے سماع قطعی الثبوت ہے۔

حدیث قدسی یا الٰہی یا ربانی سے متعلق یہ چند باتیں اس لئے ہم نے ذکر کی ہیں کہ طلبۂ حدیث اس کی حیثیت و مرتبہ اور مقصدیت کو پیش نظر رکھیں، اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر حدیث قدسی کا صحیح ہونا لازم نہیں ہے، اس کو بھی اصول حدیث کی کسوٹی پر پرکھ کر کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے، الا یہ کہ وہ حدیث صحیحین کی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القاب محدثین

محدثین نے علمائے حدیث کے لئے ان کے علمی مراتب کے اعتبار سے القاب مقرر کئے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں۔

امیر المؤمنین فی الحدیث: القاب محدثین میں سب سے اعلا لقب امیر المؤمنین فی الحدیث ہے، اس لقب کی شرح وتعریف یہ ہے کہ جو عالم حدیث حفظ واتقان اور علوم حدیث میں تبحر کے لحاظ سے اپنے سابقین ومعاصرین پر فائق اور حفاظ ومحدثین اور اہل علم کا مرجع ہو، وہ امیر المؤمنین فی الحدیث سے ملقب ہوتا ہے۔

اس عظیم الشان لقب سے چند نادر روزگار ائمہ حدیث ہی ظفر مند وسرفراز ہوئے ہیں، جیسے شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری، احمد بن حنبل، عبداللہ بن مبارک اور امام بخاری، جب امیر المؤمنین فی الحدیث مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے امام بخاری ہی مراد ہوتے ہیں۔

حجت: — ملا علی قاری نے کہا: حجت کا لقب اس عالم کے لئے ہے جو تین لاکھ حدیثوں کا علم رکھتا ہو، یا اس کا علم ان کو محیط ہو، اس کی تعریف میں ایک قول یہ ہے کہ جو حافظ حدیث اس پایہ کو پہنچ جائے کہ احادیث کی حفظ کی ہوئی متون اور اسانید مستحکم اور پختہ ہو جائیں تو اس کو ''حجت'' کا لقب دیا جائے گا۔

حاکم: — اس عالم حدیث کا لقب ''حاکم'' ہوتا ہے جس کا علم تمام احادیث مرویہ کے متن، اسناد، اور جرح وتعدیل وتاریخ کو محیط ہو۔

حافظ: — اس کی تعریف میں علماء کے کئی اقوال ہیں۔

ابوالفتح بن سید الناس کا قول ہے کہ حافظ وہ ہے جو اپنے زمانے کے اکثر رواۃ و روایات کی معرفت میں امتیازی شان رکھتا ہو، اور اپنے شیوخ، شیوخ شیوخ اور ان کے بعد ہر طبقہ کے اتنے شیوخ کو جانتا ہو جن کی تعداد ان شیوخ سے زیادہ ہو جنھیں وہ نہیں جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ جمال الدین مزی نے کہا: حافظ کا اطلاق اس عالم حدیث پر ہوگا جو کم از کم اتنے رجال ورواۃ کی شخصیات، ان کے احوال وتراجم اور اوطان وبلدان کی معرفت رکھتا ہو جن کی تعداد غیر معلوم رجال سے زیادہ ہو۔

شیخ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ حافظ وہ ہے جس کا علم ایک لاکھ حدیثوں کو محیط ہو۔

حافظ کی مذکورہ تعریفات میں وجود وتحقق کے لحاظ سے سہل تر ابوالفتح کی بیان کردہ تعریف ہے، ائمہ حدیث میں حافظ کی ایک کثیر تعداد ہے، جو بقول تاج سبکی حافظ ابن حجر عسقلانی پر ختم ہوگئی ہے، ان کے بعد سخاوی اور سیوطی حافظ ہونے کے قریب تھے۔

محدث:- ابوالفتح بن سید الناس نے محدث کی تعریف میں کہا ہے کہ ہمارے زمانے میں محدث وہ ہے جو حدیث کی روایت ودرایت میں مشغول رہتا ہے، اور اپنے زمانے کے بیشتر رواۃ وروایات کا علم رکھتا ہے، اور اس میدان میں اس کو یہاں تک امتیاز حاصل ہو کہ لوگوں میں اس کا خط معروف اور اس کا ضبط مشہور ہو۔

تاج سبکی نے تدریب الراوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ محدث وہ ہے جسے حدیث کی اسانید، علل، اسماء رجال اور سند عالی ونازل کی معرفت حاصل ہو، ساتھ ہی متون احادیث کی بڑی مقدار کا حافظ ہو، اور کتب ستہ، مسند احمد سنن بیہقی، معجم طبرانی کی قراءت وسماع کیا ہو، یہ محدث کا پہلا درجہ ہے۔[1]

---

[1] القاب مذکورہ کی شرح وتعریف الباعث الحثیث لأحمد شاکر، ص ۱۴۸-۱۵۰۔ اور دراسات فی الجرح والتعدیل لضیاء الرحمن الأعظمی، ص ۲۸۹-۲۹۴، سے ماخوذ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب حدیث کی انواع واقسام

حدیث کی مدونہ کتابوں کی کئی انواع و اقسام ہیں، مثلاً الجامع، السنن، المعجم، الأجزاء، الأطراف، المستدرک، المستخرج وغیرھا، علماء حدیث نے ان کی جو تعریفات بیان کی ہیں ان کو اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جامع: — کتب حدیث کی اعلا قسم "جامع" ہے، محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی اس کتاب کو جامع کہتے ہیں جس میں تمام علوم وفنون اسلامیہ کی احادیث بالخصوص آٹھ فنون (عقائد، احکام، رقاق، آداب، غزوات، تفسیر وتاریخ، فتن اور مناقب ومثالب) سے متعلق حدیثیں جمع کی گئی ہوں، جیسے جامع صحیح بخاری، رہی صحیح مسلم تو یہ بھی فنون مذکورہ کا مجموعہ ہے، لیکن اس میں تفسیر وقراءت سے متعلق احادیث نہیں ہیں، اس لئے اس کو جامع نہیں کہا جاتا ہے۔

سنن: — حدیث کی وہ کتاب جس میں احکام کی احادیث کتاب الطہارۃ سے کتاب الوصایا تک فقہی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں، جیسے سنن اربعہ، یعنی سنن ابی داؤد، سنن الترمذی، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ، ان کے علاوہ بھی فن سنن میں بکثرت کتابیں تالیف ہوئی ہیں۔

مسند: — حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ ان کے ناموں سے جمع کیا گیا ہو، اس طرز تالیف میں صحابہ کے ناموں کی ترتیب حروف تہجی کے موافق ہوتی ہے، اور کبھی فرق مراتب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

اگر حروف تہجی کی ترتیب سے صحابہ کی حدیثیں جمع کی گئی ہوں تو پہلے حضرت ابوبکر صدیق، اسامہ بن زید، انس اور ان کے مثل الف سے شروع ہونے والے اسماء صحابہ سے مروی احادیث ذکر کی جاتی ہیں، اور اگر مراتب صحابہ کی ترتیب سے احادیث کو جمع کیا گیا ہو تو پہلے عشرہ مبشرہ بالجنۃ، خلفاء راشدین بالترتیب، اسی طرح درجہ بدرجہ، پھر صحابیات کی احادیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور ہوتی ہیں، ان میں ازواج مطہرات متقدم ہوتی ہیں، کبھی ترتیب صحابہ وصحابیات کی شرافت نسب کی بناپر ہوتی ہے۔

معجم:- محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی اس کتاب کو معجم کہا جاتا ہے جس میں مصنف نے اپنے شیوخ کے ناموں کی ترتیب سے حدیثیں جمع کی ہوں، یہ ترتیب اکثر حروف تہجی کے موافق ہوتی ہے، اور کبھی علمی ودینی فضیلت کی رعایت سے ہوتی ہے، اس فن میں مشہور کتاب معجم طبرانی ہے۔

مستخرج:- حدیث کی وہ کتاب جس میں مؤلف نے دوسرے مصنف کی کتاب کی احادیث کو اپنی اسانید سے روایت کیا ہو، اور اس مصنف کے شیخ یا اس کے اوپر والے کسی شیخ میں موافقت ہوجائے، لیکن طریق روایت دوسرا ہو، اس فن میں متعدد کتابیں معروف ہیں، جیسے مستخرج علی الصحیحین لأبی نعیم الأصبهانی، ولأبی عبدالله بن الأخرم، اور مستخرج علی صحیح مسلم لأبی عوانة الاسفراینی، وغیره.

واضح ہو کہ مستخرج کتابوں میں یہ التزام نہیں ہوتا کہ اصل کتاب کے الفاظ میں پوری طرح موافقت ہو، تھوڑا بہت لفظ میں اور معمولی سا معنی میں بھی فرق ہوجاتا ہے۔

مستدرک:- ایسی کتاب جس میں کسی مصنف (بخاری، مسلم وغیرہ) کی شروط کے مطابق ان احادیث کو ذکر کیا گیا ہو جن کی تخریج اس مصنف نے اپنی کتاب میں نہیں کی ہے، جیسے مستدرک حاکم وغیرہ۔

اجزاء:- جزء کی جمع ہے، اس فن کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ ایسی چھوٹی کتاب یا رسالہ جس میں کسی ایک خاص مسئلہ سے متعلق احادیث کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو، جیسے جزء القراءۃ وجزء رفع الیدین للبخاری، وجزء القراءۃ للبیہقی وغیرہ، دوسری قسم یہ کہ ایسی کتاب جس میں کسی خاص مضمون کی حدیثوں کو جمع کیا گیا ہو تو اس کو بھی جزء کہا جاتا ہے، جیسے مذمت دنیا کے بارے میں ابوبکر بن ابی الدنیا کی کتاب اور رویۃ باری تعالیٰ سے متعلق آجری کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف وغیرہ۔

اسی طرح اجزاء کی اور بھی انواع ہیں، جیسے احادیث قدسیہ اور اربعون حدیثاً کے مجموعے۔

اطراف:- وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایک ایسا ٹکڑا نقل کیا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو، جیسے تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف للحافظ المزی، اور الاشراف علی معرفۃ الاطراف لابن عساکر، وغیرہ۔

علل:- ایسی کتاب جس میں معلول حدیثیں جمع کی گئی ہوں، اور ان کی علتیں بھی بیان کی گئی ہوں، جیسے کتاب العلل للترمذی وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنقید وتضعیف کا جائزہ

صحیح بخاری میں مسند احادیث کی صحت پر امت اسلامیہ کا اجماع واتفاق ہے، بایں وصف بعض علمائے فن نے ان میں سے بعض احادیث کی صحت پر ناقدانہ کلام کیا ہے، بالخصوص امام دارقطنی نے صحیح بخاری کی ایک سو دس احادیث کو شبہات وانتقادات کا نشانہ بنایا ہے، حافظ ابن حجر اور علامہ عینی وغیرہما نے ان کا تحقیقی جواب دیا ہے، اور آگاہ کیا ہے کہ ناقدین نے جن اصول پر نقد کی عمارت کھڑی کی ہے وہ کمزور اور جمہور ائمہ فن کے خلاف ہیں، اس لئے ان کا نقد صحیح بخاری کی کسی حدیث کی صحت میں قادح نہیں ہے۔

حال کے تنقیدی منظر نامہ میں مولانا عبداللہ معروفی استاذ تخصص فی الحدیث، دارالعلوم دیوبند، کے ایک مقالہ بنام ''فضائل اعمال پر اعتراضات، ایک اصولی جائزہ'' کا بہت چرچا ہے، اس کی اشاعت کے فوراً بعد ہم نے اس کا مختصر جواب شائع کر دیا ہے۔ ''اصولی جائزہ'' کے نام سے یہ دھوکہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس میں اصول حدیث یا فن حدیث کے حوالے سے کوئی بحث کی گئی ہے، بلکہ مؤلف مقالہ نے کچھ خود ساختہ وفنکارانہ اصولوں پر یہ بات گھڑی ہے کہ ہر قسم کی ضعیف حدیث جو موضوع نہ ہو باب احکام اور فضائل اعمال میں معتبر وحجت ہے، مقالہ کا یہ نام اس کے مندرجات کے لحاظ سے انتہائی مضحکہ خیز اور علم وفن کی دھجیاں اڑانے والا ہے، بلکہ ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

کا نمونہ ہے، معمولی تغیر کے ساتھ مقالہ کو رسالہ کی شکل میں بھی شائع کیا گیا ہے، اس سے قطع نظر، فاضل مقالہ نگار نے فضائل اعمال مؤلفہ کاندھلوی میں مذکورہ ضعیف وموضوع روایات پر اعتراضات کا دفاع کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ صحیح بخاری میں بھی ضعیف حدیثیں ہیں، چنانچہ ذیلی عنوان ''صحیح بخاری میں ضعیف حدیث'' قائم کر کے لکھا ہے۔

''بعض حدیثوں میں ضعیف راوی منفرد ہے، اور اس کو داخل صحیح کرنے کی اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ کوئی تاویل نہیں ہوسکتی کہ اس کا مضمون غیر احکام سے متعلق ہے۔''

اس کے ثبوت میں مثالاً تین حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔

(۱)''کن فی الدنیا کأنک غریب.'' (بخاری کتاب الرقاق)

معروفی صاحب نے اس کے ضعیف ہونے پر استدلال کے لئے حافظ ابن حجر کا درج ذیل قول نقل کیا ہے۔

''قال أبوزرعة: منکرا لحدیث، وأوردله ابن عدی عدة أحادیث، قلت: له فی البخاری ثلاثة أحادیث، لیس فیها شئ مما استنکره ابن عدی .....ثالثها فی الرقاق ''کن فی الدنیا کأنک غریب'' وهذا تفرد به الطفاوی، وهو من غرائب الصحیح، وکأن البخاری لم یشدد فیه لکونه من أحادیث الترغیب والترهیب.''(۱)

ہم پہلے منقولہ عبارت کا پوسٹ مارٹم کریں گے، اور اس میں علمی خیانت، تدلیس اور فریب کاری جیسی علتوں کی نقاب کشائی کریں گے، اس سے یہ حقیقت منکشف ہوجائے گی کہ ان کی یہ دلیل خود ان کے خلاف حجت ہے، مزید برآں ان کے علم وتحقیق اور دیانت وامانت کا رقبہ بھی معلوم ہوجائے گا۔

معروفی صاحب نے حافظ کے قول مذکور کی ترجمانی یوں کی ہے۔

''اس حدیث کی روایت میں محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی منفرد ہے، حافظ فرماتے ہیں کہ شاید امام بخاری نے اس کے ساتھ تساہل کا معاملہ صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ یہ ترغیب و ترہیب کی حدیثوں میں سے ہے۔''

ملاحظہ: حافظ ابن حجر کی عبارت نقل کرنے میں مندرجہ ذیل خیانت کی گئی ہے۔

عبارت منقولہ سے پہلے حافظ نے راوی حدیث ''طفاوی'' کے بارے میں متعدد کبار ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال توثیق وتعدیل ذکر کئے ہیں جنھیں یکسر حذف کردیا گیا ہے،

---

(۱) اصولی جائزہ، ص ۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ پوری عبارت ملاحظہ ہو۔

"محمد بن عبدالرحمن الطفاوی من شیوخ أحمد بن حنبل، وثقه ابن المدینی، وقال أبوحاتم: صدوق، إلا أنه یهم أحیانا، وقال ابن معین: لاباس به."(۱)

یعنی محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی، امام احمد بن حنبل کے شیوخ میں سے ہیں، علی بن مدینی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے، ابوحاتم نے کہا وہ بہت سچے ہیں، بس کبھی کبھار ان سے چوک ہو جاتی ہے، اور ابن معین نے کہا: "لابأس به" یعنی ثقہ ہیں، ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ ان تمام کلمات توثیق کو قلم انداز کرنے کے علاوہ ابن عدی کے کلمۂ توثیق "لابأس به" کو بھی بیچ عبارت سے حذف کر دیا ہے۔

حافظ کی مذکورہ عبارت صاف بول رہی ہے کہ پانچ جلیل القدر ماہرین جرح وتعدیل نے محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی کی توثیق کی ہے، ان توثیقات خمسہ کے ساتھ مزید دو تعدیل وتوثیق بھی شامل ہے، ایک یہ کہ امام بخاری نے طفاوی کی حدیث کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، جو باتفاق اہل علم اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے، دوسرے یہ کہ امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ کبیر میں طفاوی کا ذکر کرتے ہوئے ان پر کوئی طعن کی بات نہیں کہی ہے۔ یہ بھی طفاوی کی توثیق ہے۔

اب یہ حقیقت بے غبار ہوگئی کہ معروفی صاحب جس راوی کے سبب حدیث کی تضعیف کے درپے ہیں اس کو چھے ائمۂ فن اور ماہرین جرح وتعدیل نے ثقہ ہونے کی سند سے نوازا ہے، جو حدیث مذکور کے صحیح ہونے کی صریح دلیل ہے۔

رہا طفاوی کا تفرد کا مسئلہ تو یہ بھی بے اصل ہے، کیونکہ طفاوی کا متابع موجود ہے، جیسا کہ خود حافظ نے اپنے آخری کلام میں اس کو واضح کر دیا ہے، لکھتے ہیں

"ثم وجدت له فیه متابعاً فی نوادر الأصول للحکیم الترمذی من طریق مالک بن سعیر عن الأعمش."(۲)

---

(۱) مقدمۃ الفتح ص ۴۶۳۔ (۲) مقدمۃ الفتح ص ۴۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی طفاوی کے تفرد اور حدیث کے غریب صحیح کی بات لکھنے کے بعد مجھے طفاوی کا متبادل مل گیا، کیونکہ حکیم ترمذی نے نوادر الأصول میں اس حدیث کو مالک بن سعیر عن الأعمش کے طریق سے ذکر کیا ہے۔

حافظ کے اس قول سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ انھوں نے حدیث مذکور کی توجیہ میں پہلے جو یہ بات کہی تھی کہ ترغیب وترہیب والی احادیث میں ہونے کی وجہ سے امام بخاری نے اس میں تشدد نہیں برتا ہے، کالعدم ہوگئی۔

حاصل بحث۔ معروفی کی مقدمۃ الفتح سے منقولہ اور متروکہ عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی حدیث ''طفاوی'' ثقہ ہیں، اگر حدیث زیر بحث میں اس کو خلاف واقعہ منفرد تسلیم بھی کرلیا جائے، تو بھی ان کی یہ حدیث صحیح ہے۔

دوسرے یہ کہ حقیقۃ الأمر میں طفاوی منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کی طرح مالک بن سعیر بھی اعمش سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، جسے اصولی اصطلاح میں متابعت کہا جاتا ہے، اس لئے حدیث مذکور کی صحت میں کسی کمی وکسر کے موجود ہونے کا احتمال بھی نہیں ہے، پس یہ تصور کہ امام بخاری نے اپنی شرط صحت سے کچھ تنازل کیا ہے، اور حدیث کے غیر احکام میں ہونے کی وجہ سے کسی طرح کی چشم پوشی کی ہے، باطل ہے۔

اس بحث وتحقیق سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ معروفی صاحب نقل عبارت میں خیانت اور اس کے مفہوم کے ہیر پھیر کرنے میں ید طولی رکھتے ہیں، اور بڑی چابکدستی سے اصل مسئلہ کو الٹ دیا کرتے ہیں۔

اب اس سے آگے بڑھتے ہوئے حافظ ابن حجر کی فتح الباری کی طرف چلتے ہیں، جسے مقدمہ کی تکمیل کے بعد تصنیف کیا ہے، اس میں حدیث مذکور پر تحقیقی بحث کرتے ہوئے اس کے راوی ''طفاوی'' کے تفرد، منکر الحدیث، حدیث کے غریب اور ترغیب وترہیب میں سے ہونے کی وجہ سے امام بخاری کے عدم تشدد کا ایک حرف بھی ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ اس کے برعکس حدیث مذکور کے متعدد متابعات وشواہد ذکر کرکے اس کی صحت کی قوت کو دوچند کیا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ لکھتے ہیں۔

"قلت: وقد أخرجه أحمد والترمذی من روایة سفیان الثوری عن لیث بن أبی سلیم عن مجاهد، وأخرجه ابن عدی فی الکامل من طریق حماد بن شعیب عن أبی یحییٰ القتات عن مجاهد، ولیث وأبویحییٰ ضعیفان.

وللحدیث طریق أخری، أخرجه النسائی من روایة عبدة بن أبی لبابة عن ابن عمر مرفوعاً، وهذا یقوی الحدیث المذکور، لأن رواته من رجال الصحیح.(۱)

یعنی احمد اور ترمذی نے حدیث مذکور سفیان الثوری عن لیث عن مجاہد کے طریق سے ذکر کیا ہے، اور ابن عدی نے کامل میں حماد بن شعیب عن أبی یحییٰ القتات عن مجاہد، کے طریق سے روایت کیا ہے، لیث اور ابو یحییٰ ضعیف ہیں۔

حدیث مذکور ایک اور قوی طریق سے بھی مروی ہے، جسے نسائی نے عبدۃ بن أبی لبابۃ عن ابن عمر کے طریق سے مرفوعاً بیان کیا ہے، جو حدیث کو قوی بنا دیتی ہے، کیونکہ اس کے رواۃ صحیح بخاری کے رجال میں سے ہیں۔

مقدمۃ الفتح کی عبارت میں حافظ کا آخری قول "ثم وجدت له متابعاً." اور الفتح کی مذکورہ عبارت دونوں میں صاف اعلان ہے کہ معروفی صاحب نے مقدمہ سے جو ناقص عبارت نقل کر کے اس پر اپنے استدلال کی عمارت کھڑی کرنے کی غیر دیانتدارانہ اور فریب کارانہ کوشش کی ہے، اسے حافظ نے پہلے سرسری طور پر لکھا ہے، پھر اس پر ان کو تنبہ ہوا تو اس کے آخر میں "ثم وجدت الخ" سے اس کا ازالہ کر دیا، اور الفتح میں اس کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا، جو بین دلیل ہے کہ "طفاوی" نہ منفرد ہیں، نہ منکر الحدیث، اور حدیث مذکور نہ فرد ہے، نہ غریب، اور نہ امام بخاری نے اس میں کسی تساہل کا معاملہ کیا ہے۔

اصولی فیصلہ: – ان تحقیقاتی معروضات کے بعد زیر بحث حدیث سے متعلق

---

(۱) فتح الباری، ۱۱/ ۲۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولی جائزہ اور فیصلہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"قال الحاكم: الحديث الصحيح ينقسم عشرة أقسام: خمسة متفق عليها، وخمسة مختلف فيها.

الرابع: الأحاديث الأفراد الغرائب التي ينفرد بها ثقة من الثقات.

قال شيخ الإسلام: بل فيهما كثير منه، لعله يزيد على مائتي حديث." (۱)

حاکم کہتے ہیں کہ صحیح حدیث کی دس قسمیں ہیں، جن میں سے پانچ اقسام متفق علیہ ہیں، اور پانچ مختلف فیہ۔

صحیح متفق علیہ کی چوتھی قسم وہ فرد وغریب حدیثیں ہیں جن کو کسی ثقہ راوی نے تنہا روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ صحیحین میں اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں، جو دوسو سے زائد ہوسکتی ہیں۔

یہ اصولی بات ہم نے اس لئے ذکر کی ہے کہ اگر بفرض محال معروفی صاحب کی یہ بات تسلیم کرلی جائے کہ حدیث کی روایت میں طفاوی منفرد ہے، تو بھی حاکم کے بیان کردہ اصولی قول کی رو سے حدیث کی صحت پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے، اور نہ علمائے اصول کے نزدیک اس کی صحت میں اختلاف ہے، کیونکہ "طفاوی" کی ثقاہت متعدد شواہد سے ایک ثابت شدہ حقیقت ہے، جیسا کہ ابھی اس کا بیان ہو چکا ہے، اس لئے حدیث مذکور ان حدیثوں مین سے ہے جن کی صحت متفق علیہ ہے، اور اس قسم کی حدیثیں صحیحین میں دوسو سے زائد ہیں۔

دوسرا اصولی مسئلہ یہ ہے کہ جب کسی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل دونوں مجتمع ہوں، لیکن ائمۂ نقاد اس کی تعدیل اور توثیق پر متفق ہوں، اور ایک ناقد ان کا مخالف ہو تو اس کا نقد نظر انداز کردیا جائے گا، مؤلف دراسات لکھتے ہیں۔

---

(۱) تدریب الراوی ۱/۱۴۰، ۱۴۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''إذا اجتمع أئمة النقاد فی تعدیل شخص أو توثیقه، وخالفهم فی ذلک أحد لاینظر إلی قوله.'' (۱)

اسی طرح اگر ائمہ فن میں سے معدلین کی تعداد جارحین سے زیادہ ہو تو جمہور کے نزدیک تعدیل مقدم ہوگی۔(۲)

زیر بحث حدیث میں اس کے راوی ''طفاوی'' پر جرح صرف ابوزرعہ نے کی ہے، اور وہ جرح روایت میں قادح بھی نہیں ہے، باقی ائمہ نقاد کی ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے، اس لئے ان کے اجماع کے مقابلے میں تنہا ابوزرعہ کی جرح نا قابل التفات ہے، اور حدیث کی صحت کے لئے کچھ بھی مضر نہیں ہے۔

معروفی صاحب نے ''صحیح بخاری میں ضعیف حدیث'' کے عنوان سے جو دوسری حدیث ذکر کی ہے، وہ مع سند اس طرح ہے۔

(۲) حدثنا علی بن عبداللہ بن جعفر حدثنا معن بن عیسی حدثنی أبی بن عباس بن سهل عن أبیه عن جده قال: کان للنبی صلی اللہ علیه وسلم فی حائطنا فرس یقال له اللحیف.'' (بخاری جہاد، باب اسم الفرس والحمار)

موصوف نے اس حدیث کی تضعیف کے بارے میں لکھا ہے۔

''حافظ نے تہذیب التہذیب میں أبی بن عباس بن سہل کی بابت امام احمد، نسائی، ابن معین، امام بخاری سے تضعیف کے جملے نقل کئے ہیں۔ الخ''

قبل اس کے کہ مذکورہ چاروں ائمہ ناقدین کے اصل ناقدانہ یا تضعیفی اقوال پر بحث کی جائے، ائمۂ اصول کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ اس کا اصولی جواب انھوں نے کیا دیا ہے؟ تدریب الراوی میں مذکور ہے۔

''جب راوی حدیث حافظ، ضابط کے درجے سے کم ہو، اور صدق وحیاء کے ساتھ

---

(۱) دراسات فی الجرح والتعدیل للأعظمی، ص ۶۰۔

(۲) أیضاً ص ۲۰۳، ۲۰۴، بحوالہ قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، ص ۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہو، تو اس کی حدیث حسن ہوتی ہے، پھر اس کی حدیث دوسرے طریق سے مروی ہو، چاہے ایک ہی طریقہ سے ہو، تو اس کی حدیث میں متابعت کی وجہ سے قوت پیدا ہو جاتی ہے، اور سوء حفظ کے تعلق سے جو شک وشبہہ تھا وہ زائل ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ رہی سہی کسر پوری ہو جاتی ہے، پھر اس کی حدیث درجہ حسن سے بلند ہو کر صحیح کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔''

سیوطی نے اس قاعدے کے دو مثالیں بیان کی ہیں، دوسری مثال بخاری کی حدیث مذکور سے پیش کیا ہے، لکھتے ہیں۔

''ومثل غير ابن الصلاح بحديث البخاري عن أبي بن عباس بن سهل بن سعد عن أبيه عن جده في ذكر خيل النبي صلى الله عليه وسلم فإن أبيا هذا ضعفه بسوء حفظه أحمد و ابن معين والنسائي، وحديثه حسن، لكن تابعه عليه أخوه عبدالمهيمن، فارتقى إلى درجة الصحة.''(۱)

یعنی ابن صلاح کے علاوہ دوسرے علماء نے دوسری مثال بخاری کی حدیث سے بیان کی ہے، جو نبی ﷺ کے گھوڑے کے تذکرے میں أبی بن عباس بن سہل کے طریق سے مروی ہے، اس میں حدیث کے راوی أبی بن عباس کو اس کے سوء حفظ کی وجہ سے امام احمد، ابن معین اور نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے، اس کی یہ حدیث حسن ہے، لیکن اس کے بھائی عبدالمہیمن نے اس حدیث میں اس کی متابعت کی ہے، اس لئے درجہ صحیح تک پہنچ گئی۔

بات بالکل واضح ہے کہ اصول حدیث کی رو سے حدیث مذکور بالکل صحیح ہے، اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے جن ائمہ نقد کے حوالے سے معروفی صاحب نے حدیث کے ضعف پر استدلال کیا ہے، اس کے رد وابطال کے لئے مزید دلائل کی ضرورت نہیں ہے، تمام علمائے حدیث کے نزدیک یہی اصولی حقیقت مسلم ہے، حافظ ابن حجر نے مقدمہ ص ۴۰۸، میں اور علامہ قسطلانی نے مقدمۃ الارشاد ص ۲۲ میں حدیث مذکور پر تنقید و تضعیف کا جواب مختصر الفاظ میں وہی دیا ہے جو اصول کا تقاضا ہے۔

---

(۱) تدریب الراوی ۱/۱۷۵، ۱۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروفی صاحب نے تہذیب التہذیب کے حوالے سے حدیث مذکور کے راوی اُبی بن عباس کی تضعیف کرنے والوں میں امام بخاری کا نام بھی شامل کیا ہے، اگر موصوف ذرا بھی عقل و درایت سے کام لئے ہوتے تو امام بخاری کو اس میں گھسیٹنے کی جرأت نہیں کرتے۔ کیونکہ انھوں نے حافظ کی جو عبارت نقل کی ہے، اس کے آخر میں ہے "حکم البخاری بصحتہ" یعنی امام بخاری نے اُبی بن عباس کی حدیث پر صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔

دوسرے یہ کہ حافظ نے مقدمہ اور الفتح میں بھی تضعیف کی نسبت امام بخاری کی طرف نہیں کی ہے، یہاں تک کہ الفتح میں تضعیف سے کوئی تعرض ہی نہیں کیا ہے، اگر تہذیب میں ان کا نام آ گیا ہے، تو بہر حال سہواً ہوا ہے، ورنہ حافظ "حکم البخاری بصحتہ" کیوں کہتے؟

مزید گل افشانی ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں۔

"پھر حافظ نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث پر اس کے بھائی عبدالمہیمن نے متابعت کی ہے، لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔

اُبی بن عباس کے ضعف کی تلافی اس کے بھائی سے اس قدر نہیں ہو سکی کہ حدیث کو صحیح کا درجہ دیا جائے، تو اس خلل کو اس پہلو سے پر کیا گیا کہ حدیث احکام سے متعلق نہیں ہے، اس لئے چل جائے گی۔"

اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اُبی کے متابع عبدالمہیمن کے ضعیف ہونے کی وجہ سے حدیث کو صحیح کا درجہ حاصل نہیں ہوا۔

اس پر چند ملاحظات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱- ہم ابھی اصول حدیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ عبدالمہیمن میں اگرچہ ضعف ہے، لیکن خود حافظ اور تمام علمائے اصول نے اس کی متابعت کو صحیح تسلیم کر کے حدیث کی صحت کے لئے اس کو حجت قرار دیا ہے، یہ قاعدہ معروف ہے کہ متابعت کے لئے متابع کا ضعیف نہ ہونا شرط نہیں ہے، کیا استاذ تخصص فی الحدیث اتنے معروف اور متفق علیہ اصول سے غافل اور نابلد ہوا کرتے ہیں، یا لوگوں کو فریب دہی کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کررہے ہیں۔

۲- معروفی صاحب نے یہ جوفرمایا ہے کہ ''حدیث کے ضعف کا خلل اس پہلو سے پر کیا گیا ہے کہ حدیث احکام سے متعلق نہیں ہے، یعنی ضعیف حدیث اگر احکام سے متعلق نہ ہوتو صحیح ہوجایا کرتی ہے، جیسا کہ یہاں پر حدیث مذکور میں ہوا ہے۔ موصوف نے کیا خوب ارشادفرمایا ہے، ذرا بتائیں کہ اصول حدیث کے کس قانون وقاعدے سے حدیث کے ضعف کا خلل اس کے غیر احکام سے ہونے کی وجہ سے پر ہوجاتا ہے؟ اوراس کے تحت آپ کی مذکورہ ضعیف حدیث کو صحیح کا درجہ دیا گیا ہے؟

۳- اخیر میں لکھا ہے ''اس لئے چل جائے گی۔''

کیا معروفی صاحب کی خفتہ دماغی نے یہ تمسخرانہ گل کھلایا ہے اور کس کی شان میں تمسخر کیا ہے؟ عامی آدمی بھی جانتا ہے کہ یہ جملہ کب اور کہاں بولا جاتا ہے، اوراس سے کیا مقصود ہوتا ہے؟ صحیح بخاری کی حدیث کے بارے میں یہ تحقیری جملہ صحیح بخاری پر تمسخرانہ حملہ ہے، تخصص فی الحدیث کے استاذ موصوف نے اپنے مقالے میں اور بھی مواقع پر امام بخاری، صحیح بخاری اور اس کی حدیثوں پر اس قسم کے تمسخرانہ فقرے استعمال کرکے ان کا مذاق اڑایا ہے، ملاحظہ ہو ان کے مقالہ کا ''تیسرا نکتہ'' کا ذیلی عنوان ''ایک مثال''۔

تیسری حدیث:- معروفی صاحب نے ''صحیح بخاری میں ضعیف حدیث'' کے تحت جو تیسری اور آخری مثال پیش کی ہے وہ کتاب الجہاد کی مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

محمد بن طلحة عن طلحة عن مصعب بن سعد قال: رأى سعد أن له فضلاً على من دونه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم" (كتاب الجهاد، باب من استعان بالضعفا والصالحين في الحرب)

اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے حدیث کے اصول اوراس کی شروح، نیز اسماء الرجال کی کتابوں سے راوی حدیث ''محمد بن طلحہ'' کی بابت الفاظ جرح کی جستجو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر کھپانے کے بعد معروفی صاحب کو جو زیادہ سے زیادہ سہارے ہاتھ لگے وہ ایسے ہی ہیں جنھیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کہا جاتا ہے، اس پر ستم بالائے ستم یہ دیکھئے کہ راوی مذکور کے بارے میں سارے کلمات تعدیل وتزکیہ کو حذف کر کے اپنی ثقاہت وامانت کو مجروح کرنے میں موصوف کو کوئی عار نہیں محسوس ہوا، فرماتے ہیں۔

''محمد بن طلحہ بن مصرف الکوفی، ان کا سماع اپنے والد سے کم سنی میں ہوا تھا، امام نسائی، ابن معین، ابن سعد وغیرہ نے ان کو ضعیف کہا ہے۔''

اس کا کوئی حوالہ مذکور نہیں ہے، البتہ یہ جارحانہ کلام مقدمۃ الفتح اور تہذیب التہذیب سے ماخوذ ومصنوع یا مختلق ہے، حافظ ابن حجر کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"قال ابن معین ! صالح، وقال مرة: ضعیف، وقال النسائی: لیس بالقوی."

یعنی ابن معین نے محمد بن طلحہ کے بارے میں کہا وہ ''صالح'' ہیں، اور ایک بار ''ضعیف'' بھی کہا ہے، امام نسائی نے، ''لیس بالقوی'' کہا ہے۔

حافظ کے قول مذکور سے ظاہر ہے کہ محمد بن طلحہ کے بارے میں ابن معین کا قول مختلف ہے، اول درجہ میں وہ محمد بن طلحہ کی تعدیل کرتے ہیں، اور بعض دفعہ تجریح بھی کرتے ہیں، اس اختلاف کی صورت میں اصولی اعتبار سے تعدیلی قول کو ترجیح حاصل ہوگی، بالخصوص جب دوسرے ائمہ نقد کے تعدیلی اقوال (ان کا بیان آگے آرہا ہے) سے ہم آہنگ ہو تو تعدیل ہی لائق اعتبار ہوگی، اس لئے ابن معین کی طرف محمد بن طلحہ کو ضعیف کہنے کی نسبت محتاج دلیل ہے۔

رہا امام نسائی کا قول ''لیس بالقوی'' اگر چہ الفاظ جرح میں سے ہے، لیکن بقول علمائے جرح وتعدیل یہ جرح خفیف ہے، جو تعدیل کے قریب ہے، اس سے راوی ساقط عن العدالۃ نہیں ہوتا، اور نہ اس کی روایت میں یہ قادح ہے، بلکہ دوسرے طریق سے آنے کی وجہ سے اس کی حدیث مزید قوی ہو جاتی ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

معروفی صاحب نے راوی مذکور کو ضعیف کہنے والوں میں ابن سعد کو بھی ذکر کیا ہے، جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ علمائے فن کے نزدیک ان کا نقد کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے، اور نہ ائمہ نقد میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بات یہ لکھی ہے۔

''تقریب میں ہے ''صدوق له أوهام وأنكروا سماعه من أبيه لصغره''

معروفی صاحب نے اس عبارت یا قول کے نقل پر اکتفاء اور سکوت کیا ہے، معلوم نہیں اس سے ان کا کیا مقصد ہے، لیکن ان کے موضوع گفتگو سے یہ بات متعین ہے کہ ان کے نزدیک قول مذکور محمد بن طلحہ اور ان کی حدیث کے ضعیف ہونے پر دلیل ہے، اس کی وضاحت کرنے سے اس لئے گریز کیا کہ ان کا رہا سہا علمی بھرم نہ کھل جائے۔

اصول حدیث کا طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ ''صدوق له أوهام'' کو واضح طور پر الفاظ تعدیل میں ذکر کیا گیا ہے۔(۱)

رہا یہ مسئلہ کہ محمد بن طلحہ کا اپنے والد سے سماع کم سنی میں ہونے کی بنا پر بعض لوگوں نے اس سماع کا انکار کیا ہے، تو یہ غلطی بھی ظن وقیاس، عدم تحقیق اور کم علمی کا ثمرہ ہے، خود امام بخاری نے اپنی عظیم کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں صریحی الفاظ میں اس وہم کا ازالہ فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

''محمد بن طلحة بن مصرف الكوفي سمع أباه.''(۲) یعنی محمد بن طلحہ نے اپنے والد سے حدیث کا سماع کیا ہے، اگر کم سنی میں سماع کے اعتبار کی بابت کوئی اشتباہ ہو تو اس کے ازالہ کے لئے بخاری کتاب العلم، باب متی یصح سماع الصغیر، کی طرف رجوع کیا جائے۔

معروفی صاحب کی دلیل کی سخافت و علالت واضح ہونے کے بعد اب راوی حدیث ''محمد بن طلحہ'' کے بارے میں ائمہ نقاد کی تعدیلات وشہادات پیش کی جارہی ہیں، جنھیں معروفی صاحب نے نقل نہ کر کے اپنی خیانت کا ثبوت دیا ہے، کیونکہ اقوال تعدیل کا مرجع وماخذ وہی ہے جہاں سے انھوں نے اقوال جرح اخذ کر کے حدیث کو ضعیف قرار دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔

---

(۱) تدریب الراوی ۱/ ۳۴۵۔ (۲) التاریخ الکبیر، ۱/ ۱۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

"محمد بن طلحة عن أبيه وجماعة، "صدوق، مشهور، محتج به في الصحيحين" قال ابوزرعة: "صدوق" وقال أحمد: "لاباس به"(۱)

یعنی محمد بن طلحہ نے اپنے والد اور ایک جماعت سے حدیثیں روایت کی ہیں وہ "صدوق" (بہت سچے) "مشہور" راوی ہیں، اور صحیحین میں ان کی حدیثوں سے استدلال کیا گیا ہے۔ ابوزرعہ نے ان کو "صدوق" کہا ہے، اور امام احمد نے "ثقہ" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"قال العجلي: "ثقة" إلا أنه سمع من أبيه وهو صغير، وقال أبوزرعة: "صالح" وذكره ابن حبان في الثقات، قال العقيلي: قال أحمد "ثقة" وقال بشر بن الوليد: "كان سيداً كريماً". (۲)

یعنی عجلی نے کہا: محمد بن طلحہ "ثقہ" ہیں، ابوزرعہ نے کہا "صالح" ہیں، ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، عقیلی کہتے ہیں کہ امام احمد نے ان کو "ثقہ" کہا ہے، بشر بن ولید کا قول ہے کہ "وہ بڑے پایہ کے بزرگ اور شریف شخص تھے۔"

خلاصہ یہ کہ (۱) حافظ ذہبی (۲) ابوزرعہ (۳) امام احمد (۴) عجلی (۵) ابن حبان (۶) بشر بن ولید (۷) اور ابن معین نے صریحی الفاظ میں محمد بن طلحہ بن مصرف کی تعدیل وتوثیق کی ہے، یہ ساتوں معدلین نقد رجال کے متفقہ ومسلمہ امام ہیں۔

ان قطعی اور صریحی شہادتوں کے ہوتے ہوئے محمد بن طلحہ کی ثقاہت اور ان کی روایت کردہ حدیث کی صحت میں کسی کلام کی گنجائش باقی نہیں رہتی، لیکن معروفی صاحب سستی شہرت و مقبولیت حاصل کرنے کے لئے امام نسائی اور ابن سعد وغیرہ کے حوالے سے حدیث مذکور کو زبردستی ضعیف کے خانے میں ڈال کر الغريق يتشبث بالحشيش کا تماشا دکھا رہے ہیں۔

معروفی صاحب نے اس موضوع کے خاتمہ میں اپنی کوتاہ نظری کا کرشمہ دکھاتے

---

(۱) میزان الاعتدال ۳/۶۷۔ (۲) مقدمۃ الفتح، ص ۴۶۱۔ تہذیب التہذیب ۹/۲۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے لکھا ہے۔

''حافظ ابن حجر مقدمہ میں فرماتے ہیں، صحیح بخاری میں ان (محمد بن طلحہ) کی تین حدیثیں ہیں، دو متابعت کی وجہ سے درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہیں، تیسری مذکورہ بالا حدیث ہے، اس کی روایت میں محمد بن طلحہ منفرد ہیں، مگر فضائل اعمال کی حدیث ہونے کی وجہ سے چشم پوشی کی گئی ہے۔''

یہاں پر پہلی بات یہ ہے کہ معروفی صاحب نے بخاری میں ضعیف حدیث کی پہلی مثال ''کن فی الدنیا کانک غریب'' ذکر کر کے جس طرح حافظ پر الزام عائد کیا تھا کہ وہ حدیث مذکور کے راوی محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی کے منفرد ہونے کے قائل ہیں، بالکل اسی طرح اس تیسری حدیث کے راوی محمد بن طلحہ کے منفرد ہونے کا الزام بھی حافظ کے سر تھوپ رہے ہیں، مگر موصوف غیر شعوری طور پر یہاں اپنی پہلی غلط بیانی یا التزام تراشی کا رد خود ہی کر گئے، اور سچی بات زبان قلم سے پھسل گئی کہ ان کی دو حدیثیں متابعت کی وجہ سے درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہیں۔

زیر بحث حدیث ثالث کے راوی محمد بن طلحہ کے منفرد اور حدیث کے ضعیف ہونے سے چشم پوشی کیے جانے کی حقیقت ابھی سامنے آ رہی ہے جس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کی آڑ میں معروفی صاحب نے حدیث کی صحت سے چشم پوشی کا ارتکاب کیا ہے، جو ان کے منصب تخصص فی الحدیث کے لئے چیلنج ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس تیسری حدیث کے بارے میں بہت صاف لکھا ہے کہ اس کی متابعت بھی ہے اور شاہد بھی، اس لئے یہ حدیث پہلی دونوں کی نسبت زیادہ صحیح و قوی ہے، حافظ نے متابعت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

''وکذا أخرجه هو والنسائی من طریق مسعر عن طلحة بن مصرف عن مصعب عن أبیه الخ.''

یعنی محمد بن طلحہ منفرد نہیں ہیں، بلکہ مسعر نے طلحہ بن مصرف سے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، اس کو اسماعیلی اور نسائی نے ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ آگے لکھتے ہیں۔

"وله شاهد من حديث أبي الدرداء عند أحمد والنسائي بلفظ "إنما تنصرون وترزقون بضعفائكم."(۱)

یعنی مسند احمد اور نسائی میں ابودرداء کی حدیث سے اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

اہل علم کے سامنے ہم نے حافظ ابن حجر کا کلام بعینہ پیش کر دیا ہے، وہ فیصلہ کریں کہ حافظ نے کہاں یہ کہا ہے کہ محمد بن طلحہ کے منفرد اور حدیث کے ضعیف ہونے سے چشم پوشی کر کے اس کو صحیح بخاری میں جگہ دے دی گئی ہے؟

معروفی صاحب نے دیانت، امانت، ثقاہت اور عدالت کا خون اس لئے کیا ہے کہ فضائل اعمال میں مندرجہ ضعیف حدیثوں پر اہل علم کی طرف سے جو اعتراضات ہوتے رہتے ہیں، ان کا دفاع اس طرح کرنے کی کوشش کی ہے کہ بخاری اور مسلم میں بھی ضعیف حدیث ہونے کا ہوا کھڑا کر دیا جائے، اور لوگوں کی توجہ فضائل اعمال کی رکاکت سے منتقل ہو کر صحیحین وغیرہما کی تضعیف وتخفیف میں الجھ جائے، اور ان کی ذہن سازی بھی ہو جائے کہ جب صحیحین ضعیف حدیثوں سے خالی نہیں ہیں، تو فضائل اعمال کی رکاکت پر اعتراض کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے ہم معروفی صاحب کی خدمت میں ایک سادا سا سوال پیش کر رہے ہیں۔

سوال: فضائل اعمال کی جن ضعیف وموضوع حدیثوں پر اعتراضات کئے جاتے ہیں، کیا وہ صحیح بخاری کی ان حدیثوں کے ہم رتبہ ہیں جو آپ کے زعم یا دعویٰ کے مطابق ضعیف ہیں؟ اور کیا ان پر بھی وہی اعتراضات وارد ہوتے ہیں جو فضائل اعمال کی منتقدات پر کئے جاتے ہیں؟

واللہ یقول الحق و هو یهدی السبیل

---

(۱) الفتح ۶/۱۰۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطبوعاتِ مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

نمبر	نام کتاب	مصنف/مرتب/مترجم	صفحات	قیمت
	(الف)			
1	اعلام الموقعین (دین محمدی) ۲ جلدیں	شیخ الاسلام علامہ ابن قیم الجوزیہؒ	1256Pg	500/=
2	ارشاد محمدی (تحقیق شدہ اڈیشن)	خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھیؒ	128Pg	45/=
3	امام محمدی // //	خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی	96Pg	36/=
4	اہل حدیث اور احناف کے درمیان اختلاف	خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی	64Pg	18/=
5	احکام الجنائز	ابو سالم محمد اسماعیل انصاری	120 Pg	36/=
6	آداب زواج	مولانا محمد الاعظمی	192 Pg	80/=
7	اسلام میں جمعہ کے فضائل واحکام	مولانا نیاز احمد طیب پوری		
8	ایک ہاتھ سے مصافحہ (محقق اڈیشن)	علامہ محمد عبد الرحمن مبارکپوری	82 Pg	20/=
9	اہل تصوف کی اصطلاح میں تصور شیخ	مولانا حافظ اسعد اعظمی	48Pg	16/=
10	اہل طریقت کی اصطلاح میں شیخ کا مقام ومرتبہ	مولانا حافظ اسعد اعظمی	112 Pg	24/=
11	انکار حدیث حق یا باطل	مولانا صفی الرحمن مبارکپوری	96 Pg	34/=
12	اتحاف الکرام شرح عربی 33%	مولانا صفی الرحمن مبارکپوری	800 Pg	150/=
13	آیئے قادیانیت کو پہچانیں	علامہ احسان الٰہی ظہیر	64 Pg	26/=
14	اطاعت یا تقلید	مولانا ابو القاسم عبد العظیم	48 Pg	18/=
15	امت مسلمہ کے اجماعی مسائل	// // //	208Pg	40/=
16	ایمان وعمل	مولانا عبد الرؤف جھنڈانگری	768 Pg	170/=
17	العلم والعلماء (جدید کتابت)	مولانا عبد الرؤف جھنڈانگری	178 Pg	40/=

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18	احترام مسلم (جدید کتابت)	مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری	64 Pg	
19	ائمہ سلف واتباع سنت (جدید ایڈیشن)	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ	زیر طبع	
20	اتباع رسول	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ	48 Pg	16/=
21	الفرقان (رحمانی اولیاء وشیطانی اولیاء)	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ	300 Pg	120/=
22	اسلامی معاشرت	حافظ صلاح الدین یوسف	178 Pg	60/=
23	آؤ ایمان کی باتیں کریں	ڈاکٹر شفیق الرحمٰن	96 Pg	22/=
24	اتباع سنت (عقائد واحکام)	ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی	96 Pg	30/=
25	اور شرک سے میں نے توبہ کرلی	علامہ امیر حمزہ ہمدانی	64 Pg	18/=
26	اور میں مرگیا	مولانا سلیم رؤف	48 Pg	16/=
27	آثار نبوت	مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی	120 Pg	50/=
28	اسلام کا نظام میراث اور دادا کے ترکہ میں پوتے کا حصہ	مولانا مظہر علی مدنی	64 Pg	26/=
29	اسلام اور اہل حدیث	علامہ ثناء اللہ امرتسری		
30	اور ایک بودھ بھگوان انسان بن گیا	نومسلم		
31	اپنا عقیدہ صحیح کیجئے	شیخ جمیل زینو	48 Pg	16/=
32	اتحاد امت وملت اور نظم امارت وقضاء	حکیم عبیداللہ کشمیری	48 Pg	20/=
33	آسان عربی گرامر اول	لطف الرحمٰن (پاکستان)	112 Pg	35/=
34	آسان عربی گرامر دوم	لطف الرحمٰن (پاکستان)	112 Pg	35/=
35	آسان عربی گرامر سوم	لطف الرحمٰن (پاکستان)	112 Pg	35/=
36	اسلام میں داڑھی کا مقام ومرتبہ	مولانا سید بدیع الراشدی	32 Pg	12/=
37	آیئے مزاروں کی سیر کریں	علامہ امیر حمزہ ہمدانی	272 Pg	90/=
38	آسمانی جنت اور درباری جہنم	علامہ امیر حمزہ ہمدانی	264 Pg	86/=
39	الرحیق المختوم (المجلس العلمی)	مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری	786 Pg	180/=

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

40	اصول حدیث (اضافہ شدہ) ☆	شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی	16 Pg	4/=
41	الشموش البازغۃ (شرح اردو البلاغۃ الواضحۃ) ☆	مولانا ضیاء الحسن سلفی	384 Pg	150/=
42	اہل بیت کے بارے میں شیعہ کا موقف ☆	علامہ احسان الٰہی ظہیر	120 Pg	40/=
43	احکام اسلام کی حکمتیں ☆	علامہ ابن القیم الجوزیؒ	64 Pg	26/=
44	اسلام اور متعدی بیماریاں	ڈاکٹر نور الحسن	48 Pg	18/=
45	امین النحو جدید کتابت	ابو عبیدہ بنارسی	48 Pg	16/=
46	امین الصرف جدید کتابت	ابو عبیدہ بنارسی	48 Pg	16/=
47	امین الصیغہ جدید کتابت	ابو عبیدہ بنارسی	144 Pg	35/=
48	انسان اپنے آپ کو پہچان	علامہ نواب صدیق حسن خاں		زیر طبع
49	اہل حدیث پر احباب دیوبند کی کرم فرمائیاں	علامہ احسان الٰہی ظہیر	120 Pg	40/=
50	اسلام اور امن عالم	ابن احمد نقوی	64 Pg	20/=
51	آؤ مثالی اور معیاری خاتون بنیں	مولانا عبد الغفار حسن رحمانی	120 Pg	35/=
52	اتباع سنت اور اجتناب بدعت کی اسلامی دعوت	نواب والا جاہ صدیق حسن خاں	208 Pg	82/=

(ب، پ)

53	برصغیر میں اگر وہابی نہ ہوتے؟	مولانا ابو نعیم صاحب	48 Pg	16/=
54	بدعات کی تردید میں آٹھ مفید رسالے	سماحۃ الشیخ علامہ ابن بازؒ	96 Pg	24/=
55	بلوغ المرام اردو (ترجمہ اتحاف الکرام)	مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری	۲ جلدیں	300/=
56	بریلوی عقائد	علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ	112 Pg	28/=
57	بریلوی تعلیمات	علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ	48 Pg	16/=
58	بانی بریلویت کون اور کیا تھے؟	علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ	80 Pg	22/=
59	بریلوی تعلیمات اور افسانوی حکایات	علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ	32 Pg	14/=
60	بریلویت اور تکفیری فتوے	علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ	64 Pg	18/=

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اعظمی حفظہ اللہ کی بعض اہم تالیفات

۱-دین کیا ہے؟

۲-متفقہ فتویٰ

۳-آداب زواج

۴-نماز نبوی

۵-مستند دعائیں

۶-جماعت تبلیغی اور الاخوان المسلمون

۷-شرعی منتر

۸-شریعت اور عادت

۹-کائنات کا آغاز وانجام

۱۰-فضائل اعمال کے دفاع کا جواب

۱۱-وعایۃ الایمان کی تسہیل وتخریج وغیرہ

۱۲-نقوش شیخ رحمانی

۱۳-قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے آداب

۱۴-تین طلاقیں

۱۵-تذکرۃ البخاری

۱۶-ائمہ اربعہ کا دفاع اور سنت کی اتباع (زیر طبع)

۱۷- التحلی بالذهب للنساء (عربی زیر طبع)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسلک سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

- جاذبِ نظر سرورق
- نفیس کاغذ
- عمدہ طباعت
- معیاری جلد بندی
- مناسب قیمت

MAKTABA AL-FAHEEM

1st Floor Raihan Market,Dhobia Imli Road
Sadar Chawk,Mau Nath Bhanjan-275101 (U.P.)
Ph.(S) (0547) 2222013 (R) 2520197 (M) 9336010224

PRINT ART DELHI Ph. & Fax : 23634222